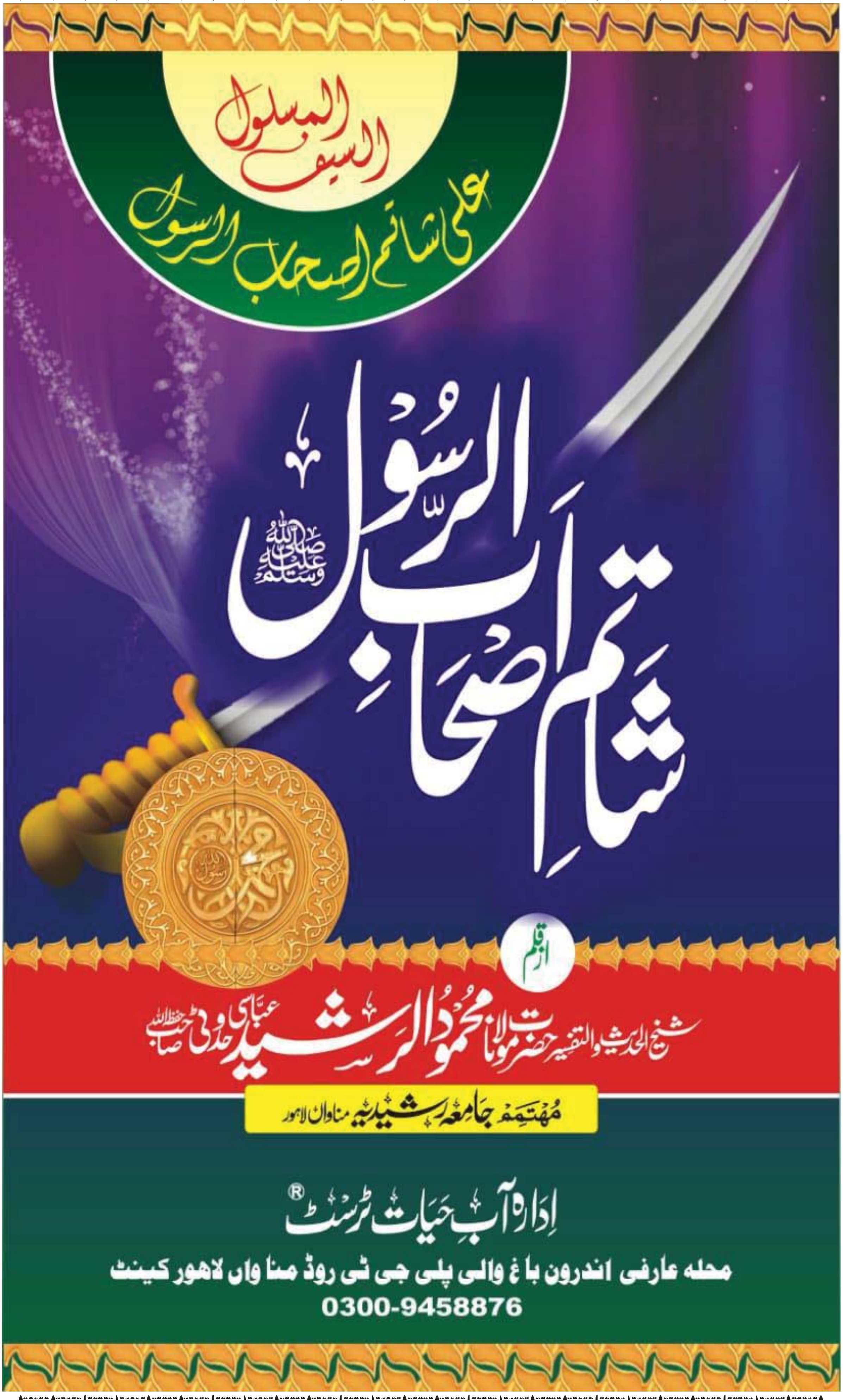
السیف المسلول
علی شاتم اصحاب الرسول
شاتمِ اصحابِ الرسول ﷺ
از قلم
شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمود الرشید عباسی حدوی صاحب حفظہ اللہ
مہتمم جامعہ رشیدیہ مناواں لاہور
ادارہ آبِ حیات ٹرسٹ®
محلہ عارفی اندرون باغ والی پلی جی ٹی روڈ مناواں لاہور کینٹ
0300-9458876

ماہ نامہ آب حیات لاہور اکتوبر ۲۰۲۰ء کی اشاعت خاص

السیف المسلول علی شاتم اصحاب الرسول

شاتم اصحاب الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

از قلم

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمود الرشید حدوٹی عباسی صاحب حفظہ اللہ

مدیر اعلیٰ ماہ نامہ آب حیات لاہور

اس کتاب میں قرآنی آیات، نبوی ارشادات، اسلاف صالحین کے فرمودات اور مذاہب اربعہ کے آئمہ کرام کی تعلیمات کی روشنی میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ ومقام واضح کرنے کے بعد ثابت کیا گیا ہے کہ ان پر سب وشتم کرنا کتنا بڑا اجرام ہے؟ ان پر تبرا بازی گناہ کبیرہ ہے، مولا علی المرتضیٰ شیر خدا کے خلفاء راشدین کے ساتھ کس طرح کے مراسم اور تعلقات تھے، گستاخان صحابہ کا عبرت ناک انجام بھی اس کتاب کا اہم ترین حصہ ہے، اللہ تعالیٰ شاتمان صحابہ کے دل میں ان باتوں کو اتار دے۔

ناشر ادارہ: آب حیات ٹرسٹ محلہ عارفی، اندرون باغ والی پلی، جی ٹی روڈ مناواں لاہور کینٹ 0300 9458876

فہرست مضامین

گستاخانِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سب و شتم	۴
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے اہل سنت والجماعت کے اجمالی عقائد	۱۶
مقامِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین	۴۲
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ادب	۵۴
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر سبّ و شتم حرام از روئے قرآن	۵۷
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر سبّ و شتم حرام از روئے حدیث شریف	۶۲
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر سبّ و شتم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ردعمل	۶۷
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور حبّ مصطفے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۸۳
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے بغض رکھنا گناہ کبیرہ	۸۹
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر سبّ و شتم کرنے والے کا حکم اور سزا	۹۳
خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مرتبہ اور مقام	۹۹
ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اور مولا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ	۱۰۴
شاتم اصحابؓ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عبرت ناک انجام	۱۰۸
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور علمائے دیوبند کا مؤقف	۱۲۵
اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلویؒ اور گستاخان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین	۱۲۸

افسوسناک بات

بسم اللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ واصحابہ وعلی خلفاءہ

اپنی اکیاون سال کی عمر میں یہ محرم الحرام (۱۴۴۲) پہلا محرم تھا جس میں پاکستان بھر میں کچھ شر پسند عناصر نے اپنے خبثِ باطن کا اِظہار کرتے ہوئے سر عام نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرامؓ پر تبرابازی کی ہے، خلیفہ اول سیدنا ابو بکر صدیقؓ، خال المومنین سیدنا امیر معاویہؓ، ان کے والد حضرت ابوسفیانؓ اور ان کی والدہ حضرت ہندہؓ کو گالیاں دی گئیں، ان پر سر عام، عام شاہراہوں پر باجماعت تبرا اور لعن کیا گیا، تسلسل سے کیا گیا، بار بار کیا گیا، ماتمی مجالس میں کیا گیا، جس سے ملک بھر میں رہنے والے اہل سنت والجماعت کی دل آزاری ہوئی ہے۔

اہل سنت والجماعت کے تینوں مکاتب فکر (دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث) نے ان تبرائیوں، شاتمیوں اور ماتمیوں کے خلاف ایف آر درج کروائیں، جن میں کچھ لوگ پابند سلاسل ہوئے، کچھ کی تلاش جاری ہے، اہل سنت کے تینوں مکاتب فکر نے ملک بھر کے بڑے شہروں میں بڑے بڑے اجتماعات منعقد کرتے ہوئے اس تبرابازی، سبّ وشتم کو بند کرنے کا مطالبہ کیا، جب کہ دوسری طرف سے جواب دیا گیا کہ تبرابازی ہمارا مذہب ہے، ہم چھوڑ نہیں سکتے، ہم چودہ سو سال سے لعن کر رہے ہیں اب سوشل میڈیا کی وجہ سے ہم عالم آشکار اور ایکسپوز ہوئے۔

بندہ راقم الحروف نے اس حرکت کے خلاف اپنے ایمانی جذبات کا اس کتاب میں اظہار کیا ہے، پہلے شاتم رسول کی شرعی سزا لکھی تھی اور اب شاتم اصحاب رسول میں قرآن وحدیث اور سلف صالحین کے فرمودات کی روشنی میں ایمانی جذبات کا اظہار کیا ہے، اللہ تعالیٰ عمل کی اور سمجھ کی توفیق عطا فرمائے اور تبرائیوں کو ہدایت دے۔ آمین یارب العالمین

خادم اسلام، **محمود الرشید حدوٹی**، ۱۶ ستمبر ۲۰۲۰ء بعد نماز فجر

گستاخانِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی سبّ و شتم

وطن عزیز پاکستان میں اس وقت جس پارٹی کی حکومت ہے اسے پاکستان تحریک انصاف کہا جاتا ہے، اس پارٹی کی باگ ڈوران لوگوں نے سنبھال رکھی ہے جنہیں ہر پاکستانی نہیں تو کم از کم پاکستانیوں کی اکثریت مشکوک نگاہوں سے دیکھتی ہے، ان میں خاص لابی کے لوگ زیادہ ہیں، گورنر اسٹیٹ بینک ہو، ایف بی آر کا چیئرمین ہو، وزرائے مملکت ہوں، مشیرانِ وزیر اعظم ہوں یا وزیر داخلہ اعجاز شاہ ان میں اکثریت کا تعلق اسی گروہ سے جس کی محبت و عقیدت کے ڈورے پڑوسی ملک اور اس کے پیشواؤں سے بندھے ہوئے ہیں، یہ لوگ رہتے پاکستان میں ہیں، موجیں پاکستانی مال و دولت سے اڑاتے ہیں، مگر ہدایات اور راہنمائی اپنے انہی آقاؤں سے لیتے ہیں اور ملکی مفادات داؤ پر لگاتے ہوئے اپنے آقاؤں کو خوش کرتے ہیں۔

ہم اپنے محدود ذرائع مواصلات کے ساتھ اپنے دل کی آواز ایوانہائے اقتدار تک پہنچانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں، لکھتے رہتے ہیں، مگر ہمیں یہ حسرت اور افسوس تاابد رہے گا کہ ہماری صدائے بازگشت شاید ایوانوں کی بلند فصیلوں سے اندر نہیں جا پاتی، اگر جاتی بھی ہے تو اقتدار کے سنگھاسن پر براجمان طبقے کے دل و دماغ کو متحرک نہیں کر پاتی، ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔

تحفظ بنیاد اسلام بل : گزشتہ دنوں پاکستان کے سب سے بڑے صوبہ پنجاب کی صوبائی اسمبلی میں ایک بل پیش کیا گیا، جس کا نام تحفظ بنیاد اسلام رکھا گیا، یہ بل اراکین پارلیمنٹ کی اکثریت سے منظور بھی کر لیا گیا، جس میں حضرات صحابہ کرامؓ، حضرات امہات المومنینؓ کے ناموس اور حرمت کو آئینی تحفظ دیا گیا، جس پر پاکستان

کی اکثریت نے سکھ کا سانس لیا تھا کہ اس بل کی صورت میں بننے والے قانون کی موجودگی میں کوئی حرماں نصیب، کوئی ازلی بد بخت، کوئی گستاخِ صحابہؓ شاید اب ہرزہ سرائی، لب کشائی اور جسارت کا اِظہار نہیں کرے گا، مگر گستاخانِ صحابہ کرامؓ کے لیڈروں نے اس بل کے اسمبلی سے پاس ہوتے ہی آسمان سر پر اٹھالیا اور گورنر پنجاب کو خط لکھا کہ وہ اس بل پر دستخط نہ کریں۔

اس کے علاوہ بھی گستاخانِ صحابہؓ کی قیادت وراہنمائی کرنے والوں نے سوشل میڈیا پر اس بل کے خلاف ہرزہ سرائی اور یاوہ گوئی کی ہے، ایک ایسی کال لیک ہوئی جس میں گستاخانِ صحابہؓ اپنی جرأت وبسالت کا اظہار کرتے دکھائی دیتے ہیں کہ ہم نے قومی اسمبلی میں ایک سو بیس لوگوں کے دستخطوں سے پاس کروانے کے لیے تیار ناموس صحابہؓ بل کورکوادیا تھا، ہم نے اس بل کو پاس نہیں ہونے دیا تھا ہم تحفظ اسلام بل کو بھی پاس نہیں ہونے دیں گے۔

امام حسینؓ سب کے: اِدھر محرم الحرام شروع ہوتے ہی ایک راگ الاپا جاتا ہے کہ حضرت امام عالی مقام سیدنا حسین ابن علیؓ سب کے ہیں، اس میں شک کی کوئی بات نہیں، اس میں دورائے نہیں کہ امام عالی مقامؓ سب کے ہیں، اہل سنت سب سے بڑھ چڑھ کر امام عالی مقامؓ کے فضائل ومناقب بیان کرتے اور ان کے تذکرہ سے اپنے ایمان وایقان کو جلا بخشتے ہیں، جب کہ دوسری طرف سے اہل تشیع امام عالی مقامؓ کی شہادت کے موقع پر حضرات صحابہ کرامؓ پر تبرا کرتے ہیں۔

اسلام آباد میں تبرا: اس محرم الحرام (۱۴۴۲ھ) میں تو انتہاء کردی گئی، ایک حرماں نصیب ذاکر نے اسلام آباد میں سیدنا ابو بکر صدیقؓ کو گالیاں دیں، ان پر سب وشتم کیا، ان کو کافر قرار دیا، انہیں غاصب قرار دیا، اس کی اس تقریر سے سخت

اشتعال پھیلا، جس نے ملک بھر میں رہنے والے اہل سنت کے دل چھلنی اور زخمی کیے

کراچی میں باجماعت تبرا: اسی طرح کراچی میں ایک بدبخت ازلی نے حضرت سیدنا امیر معاویہؓ اور ان کے والد، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سسر حضرت ابو سفیانؓ پر شاہراہِ عام پر باجماعت لعنت کا ورد کروایا، جسے سوشل میڈیا پر دکھایا گیا، پھر اہلِ تشیع کے ایک ٹی وی چینل ۲۴ پر اسے براہِ راست دکھایا گیا، بعد ازاں سرکاری اداروں کی طرف سے اس ٹی وی چینل کا لائسنس منسوخ کرنے کا ڈھونگ رچایا گیا، چند دن یہ چینل بند رہا، مگر اس کے متبادل اسی ٹی وی چینل کے مالک کے پاس سٹی ۴۲ اور سٹی ۴۱ کا لائسنس بھی موجود ہے جس کے باعث اس چینل کی نشریات جاری رہیں۔

گستاخ صحابہؓ ذاکر کے خلاف مقدمہ: اسلام آباد کے شہزاد ٹاؤن تھانے میں عمران اللہ ولد سمیع اللہ تھانہ ترلائی اسلام آباد کی مدعیت میں ۲۵ اگست ۲۰۲۰ء میں ایک مقدمہ درج کروایا گیا، جس میں بتلایا گیا کہ بخدمت جناب ایس ایچ او تھانہ شہزاد ٹاؤن اسلام آباد جناب عالی عنوان اندراج مقدمہ بر خلاف ذاکر آصف رضا علوی و منتظمین امام بارگاہ و مجلس شرکاء گزارش ہے کہ آج مورخہ ۲۵ اگست ۲۰۲۰ سائل کے پاس مصباح اللہ ولد انور جان اور شعیب قاسم ولد محمد قاسم آئے اور بیانی ہوئے کہ کل ۲۴ اگست ۲۰۲۰ بوقت تقریباً ۵ بجے شام مرکزی امام بارگاہ قصر خدیجۃ الکبریٰ جامع ولی العصر ترلائی کلاں اسلام آباد کے پاس سے گزر رہے تھے کہ اندر کے سپیکر کی آواز امام بارگاہ سے باہر آ رہی تھی جس میں تقریر ہو رہی تھی۔

ہم جماعت کی غرض سے رک گئے جس میں مقرر جس کا نام بعد میں ذاکر آصف علوی معلوم ہوا جو کہ واقعہ فدک بیان کر رہا تھا مجمعِ عام میں دورانِ مجلس گفتگو کرتے ہوئے ذاکر آصف علوی نے کہا سیدہ دربار خلافت میں گئی تھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی

نے اپنی فضیلت والی آیتیں پڑھیں اسلام آباد میں جگر ہتھیلی پر رکھ کر بات کرنے لگا ہوں بی بی نے دربارِ خلافت میں چالیس آیتیں پڑھیں کیونکہ جو سامنے بیٹھا تھا اگر فضیلت کا انکار کرتا تو گنہ گار ہوتا لیکن حق کے اِنکار سے بندہ گناہ گار نہیں ہوتا بلکہ کافر ہو جاتا ہے۔

بی بی نے حق کہا، گنہ گار اور ہوتا ہے فاجر اور ہوتا ہے، بی بی کافر کرنے نہیں آئی تھی بلکہ فاجر کرنے بھی آئی تھیں، دورانِ تقریر آصف رضا علوی نے خلیفہ اول راشد حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی شان میں بدترین گستاخی کی جس کو مصباح اللہ ولد انور خان اور شعیب قاسم ولد محمد قاسم نے خود سنا۔

جناب والا! ذاکر آصف رضا علوی نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی شان میں بدترین گستاخی کا ارتکاب کیا جس سے اہلِ سنت کے لاکھوں مسلمانوں کی دل آزاری اور مذہبی جذبات مجروح ہوئے اور شہر کے امن وامان خراب وفرقہ واریت کو ہوا دے کر دیگر عوام میں سخت خوف وحراس اور اشتعال پیدا کیا گیا، لہٰذا پروگرام کے منتظمین سید شفقت علی نقوی، ملک ابرار کی ایماپر مفرور رضا علوی نے تقریر کی جس کے خلاف دفعات ۲۹۵اے، ۲۹۸اے، ۱۵۳اے کے تحت ایف آئی آر درج کرکے سخت قانونی کارروائی کی جائے۔

آصف رضا کی ٹیلی فون کال: اس درخواست کے بعد مجرم ذاکر، گستاخ ذاکر آصف رضا علوی کو اطلاع دی گئی کہ اس کے خلاف ایف آئی آر درج ہو چکی ہے، اس کے بعد سوشل میڈیا پر یہ خبر پھیلائی گئی کہ آصف رضا علوی کو بیرون ملک بھگا دیا گیا ہے، جب کہ ذاکر مذکور نے اپنے کسی لیڈر سے ٹیلی فونک بات کرتے ہوئے اس بات کا انکشاف کیا کہ میں کہیں بھی نہیں بھاگا میں یہیں ہوں، اس کال میں اس نے پاکستان

بھر میں اِنتشار اور خلفشار پیدا کرنے کی ترغیب بھی دی اور جو ذاکرین اور مجتہدین اہلِ تشیع ملک میں امن شانتی اور اصحابؓ رسول ﷺ ، امہات المومنینؓ کے خلاف ہرزہ سرائی اور دشنام طرازی کے خلاف بات کرتے ہیں ان کو منافق قرار دیا اور انہیں اہل تشیع کے لیے نقصان دہ قرار دیا۔

کھوٹہ میں صحابہ کی گستاخی: اسی طرح سوشل میڈیا پر حضرت ابو بکر صدیقؓ کی شان میں گستاخی کرنے پر پولیس تھانہ کھوٹہ نے ملک اعزاز کے خلاف مقدمہ درج کر دیا، ملزم نے چند روز قبل سوشل میڈیا (فیس بک) پر حضرت ابو بکر صدیقؓ کی شان میں گستاخی کی اور غلط کمنٹس کیے، جس کے بعد کھوٹہ کے مذہبی حلقے اور علماء کرام جن میں ممتاز عالم دین قاری عثمان عثمانی، ممتاز عالمِ دین ادریس ہاشمی سمیت دیگر نے گستاخ کے خلاف پولیس تھانہ کھوٹہ کو درخواست دی اور سخت غم و غصے کا اظہار کیا، جس پر پولیس تھانہ کھوٹہ نے گستاخ ملک اعزاز کے خلاف دفعہ ۲۰، ۵۸، ۴، ۲۹۸اے، ۲۹۵اے کے تحت مقدمہ درج کر لیا۔

بلااجازت ماتمی جلوس: سیالکوٹ، ڈسکہ، ہیڈ بمبانوالہ، نوشہرہ ورکاں اور کامونکے کے اخباری نمائندگان کے ذریعے روزنامہ دنیا میں یہ خبر شہ سرخی کے ساتھ شائع ہوئی کہ مختلف شہروں میں بغیر اجازت مجالس کے انعقاد اور جلوس نکالنے پر متعدد افراد کے خلاف مقدمات درج کر لیے گئے، نوشہرہ ورکاں میں ماتمی جلوس کے روٹ کی خلاف ورزی پر ۱۲۲ افراد کے خلاف مقدمہ درج کر لیا گیا۔ (دنیا)

گستاخِ امیر معاویہؓ و ابوسفیانؓ پر مقدمہ: ادھر کراچی میں پولیس انسپکٹر محمود احمد متعینہ تھانہ پریڈی کراچی کی مدعیت میں اس بد بخت، ازلی کمینے کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا جس نے کراچی کی شاہراہِ عام پر باجماعت صحابہ کرامؓ پر لعن طعن کیا، ایف

آئی آر میں لکھا ہے کہ اِمروز من ایس آئی محمود احمد متعینہ تھانہ پریڈی کراچی ہمراہ ملازمان پی سی محمد طارق ۱۲۹۹۴، پی سی امیر بخش ۳۲۹۵۸ ڈرائیور پی سی محمد اقبال ۹۶۲۳ و موبائل سرکاری انتظام ڈیوٹی مرکزی جلوس عزاداری ۱۰ محرم الحرام میں مصروف تھا کہ جب جلوس عزاداری بمقام پریڈی اسٹریٹ نزد جاپان پلازہ تبت سینٹر چوک صدر کراچی پہنچا اور دورانِ نماز ظہرین تقی جعفر نے عربی زبان میں دعا کرتے ہوئے صحابہ کرام حضرت امیر معاویہؓ (۲) حضرت ابوسفیانؓ کے خلاف گستاخانہ الفاظ استعمال کرتے ہوئے لعنت بھیجی اور بے حرمتی کی ہے جس کی تصدیق اسپیشل برانچ کی انفارمیشن رپورٹ میں بھی کی گئی ہے۔

ملزم کے اس فعل سے سنی مسلک کے مسلمانوں کے جذبات اورِاحساسات مجروح ہوئے ہیں، غم وغصہ پایا جاتا ہے، ملزم کا یہ فعل تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ ۲۹۵اے ت پ کی حد کو پہنچتا ہے، لہٰذا ملزم تقی جعفر ولد نامعلوم اور پرمنٹ ہولڈر سرور علی ودیگر مرکزی جلوس عزاداران ۱۰ محرم الحرام کے خلاف مقدمہ ہذا درج کیا جائے۔

ٹی وی چینل ۲۴ کی جسارت: حکومتِ پاکستان کے اس سرکاری ادارے نے جو یہاں پرنٹ میڈیا کو دیکھتا اور کنٹرول کرتا ہے نے ۲۰اگست ۲۰۲۰ء کو تمام ٹی وی چینلز کو محرم الحرام کے حوالے سے ایڈوائزری جاری کی تھی اور چینلز نشریات کے دوران ایسا مواد جو کہ بین المذاہب ہم آہنگی کو ٹھیس پہنچائے یا نفرت انگیزی اور فرقہ واریت پر مبنی ہو، نشر نہ کرنے کی ہدایت کی تھی، مگر اس کے باوجود کراچی میں ہونے والی ہرزہ سرائی، یاوہ گوئی، جسارت اور دلیری کو ایک شیعہ ٹی وی ۲۴ نے براہِ راست

نشر کیا، جس میں یہی ولدیت نامعلوم والا مجرم امیر معاویہؓ اور ان کے والد ابو سفیانؓ پر لعنت کے ڈونگرے برسا رہا ہے اور باقی تمام نامعلوم ولدیت رکھنے والے بے شمار کے الفاظ سے فضاؤں میں گونج اور اِرتعاش پیدا کر رہے تھے۔

مذکورہ ٹی وی ۲۴ نیوز جس کا مکمل نام سینٹرل میڈیا نیٹ ورک پرائیویٹ لمیٹڈ ہے نے صحابہ کرامؓ پر کی جانے والی اس لعنت کو براہِ راست نشر کیا،اس پر سرکاری ادارے کی طرف سے اسے نوٹس جاری کیا گیا کہ ۲۴ نیوز نے دس محرم الحرام کی خصوصی ٹرانسمیشن کے دوران نفرت انگیز مواد بغیر کسی ایڈیٹوریل کنٹرول کے نشر کیا اور پیمرا قوانین کی صریحاً خلاف ورزی کی،پیمرا کو سوشل میڈیا پر اس مواد کے خلاف شکایات موصول ہوئی ہیں، جس پر اتھارٹی نے فوری کارروائی کرتے ہوئے پیمرا آرڈیننس کے سیکشن (۳) ۳۰ کے تحت ۲۴ نیوز کا لائسنس معطل کر دیا ہے کیونکہ نشر کیے گئے نفرت انگیز مواد سے ملک بھر میں نقصِ امن کا اندیشہ ہے۔

اس ٹی وی چینل کو پیمرا نے چودہ روز کے اندر ذاتی حیثیت میں پیش ہو کر جواب دینے کا حکم دیا ہے اس دوران اس کا لائسنس معطل رکھا جائے گا۔

تبرابازوں کی حمایت: کراچی میں ہونے والی اس سرعام ہرزہ سرائی کی ایف آئی آر درج ہونے کے بعد پولیس نے اس ازلی بدبخت کو گرفتار کر لیا ہے، جس نے مصلیٰ امامت پر کھڑے ہو کر حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت ابو سفیانؓ پر تبرا کروایا تھا، اہلِ تشیع کے ایک راہنما ناظر عباس نے سوشل میڈیا پر اپنا ایک ویڈیو بیان دیا ہے جس میں اس نے انکشاف کیا کہ جس ماتمی جلوس میں امیر معاویہؓ اور ابو سفیانؓ پر تبرا کیا گیا اس جلوس کے شرکاء کی تعداد ساڑھے چھ سات لاکھ تھی، یہ سارے لوگ ملعون مجرم جعفری کو رہا کروانے اور اپنی گرفتاریاں پیش کرنے کے لیے اس تھانے کا رخ

کریں گے جس میں جعفری کے خلاف ایف آئی آر درج کی گئی تھی،اس بیان میں اس ملعون نے بھی اپنی غلطی کا اعتراف نہیں کیا بلکہ اس میں اس نے بھی علی الاعلان کہا کہ ان عزاداروں نے کچھ بھی غلط نہیں کیا، یہ جو کچھ ہوا یہ ہمارے عقائد کا حصہ ہے۔

قائد فقہ جعفریہ:اِدھر طرفہ تماشہ دیکھیے کہ تحفظ بنیادِ اسلام بل کی مخالفت میں زمین وآسمان کے قلابے ملانے والے،اس بل کو مسترد کرنے والے،اس بل کی منظوری میں رکاوٹ پیدا کرنے والے، حضرات صحابہ کرامؓ کی مسلمہ حیثیتوں کا انکار کرنے والے تحریک فقہ جعفریہ کالعدم کے سربراہ ساجد علی نقوی نے ان یاوہ گوئیوں،ان ہرزہ سرائیوں اور مغلظات کی رونمائی کے بعد وہی روایتی بیان بازی کی ہے جو وہ ہمیشہ ایسے واقعات کے بعد کیا کرتے ہیں تاکہ عامۃ الناس کو ایک بار پھر یہ دھوکہ دیا جاسکے کہ یہ لوگ تو بڑے پرامن اور اتحاد و یکجہتی کے علمبردار ہیں، اخبارات کو جاری کی گئی ایک پریس ریلیز میں علامہ ساجد علی نقوی نے کہا کہ وطن عزیز کی حفاظت وبقاء کے لیے ہماری شرعی اور اخلاقی ذمہ داری ہے کہ ہم ایک دوسرے کے مسلمہ مقدسات کا احترام کریں،ہمارے بزرگ مراجع عظام واضح مؤقف دے چکے ہیں کہ کسی بھی فرقہ کے مسلمہ مقدسات کی توہین وبے احترامی قطعی حرام اور ممنوع ہے۔

لہذا اہلِ بیت اَطہار اور صحابہ کرام کی توہین کرنے والوں کی مذمت کی جاتی ہے،ملک پاکستان میں اِسلام کے مختلف مسالک اور مکاتب فکر موجود ہیں۔ یہ پریس ریلیز زاہد علی اخونزادہ مرکزی سیکرٹری اطلاعات نے اخبارات کو جاری کی ہے۔

یہی ساجد علی نقوی ہیں جنہوں نے تحفظ بنیاد اسلام بل پر اپنے سخت تحفظات

کا اظہار کیا تھا، جس میں ان کا کہنا تھا کہ ہم اس بل کو منظور نہیں ہونے دیں گے۔

وزیر اعظم اور دشمنان صحابہؓ: حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر بھونکنے والوں اور بکواس کرنے والوں نے ملکی امن وسلامتی داؤ پر لگادی ہے،اس حساس مسئلہ پر خواب خرگوش میں مست ہمارے وزیر اعظم پاکستان عمران خان بھی چپ نہ رہ سکے،انہوں نے اپنے ایک ٹوئیٹر پیغام میں کہا کہ یوم عاشور کے موقع پر ملک میں امن واحترام ملحوظ خاطر رکھنے پر میں اپنی پوری قوم کا مشکور ہوں،تاہم بد قسمتی سے اِس دوران ایسے فتنہ گر عناصر کی شر انگیزیاں میرے علم میں لائی گئیں جنہوں نے اس موقع پر فرقہ واریت کی آگ بھڑکانے کی کوشش کی،شر پسندوں کے اس گروہ سے اب میں نہایت سختی سے نمٹوں گا۔ عمران خان کا یہ ٹویٹ ۳۱ اگست ۲۰۲۰ء میں نشر ہوا۔

گورنر پنجاب کا دوٹوک اعلان: پھر ۴ ستمبر ۲۰۲۰ء میں دیوبندی، بریلوی ،اہل حدیث اور کچھ شیعہ علماء گورنر پنجاب سے ملے،یہ لوگ پاکستان علماء کونسل کے سربراہ مولانا حافظ طاہر اشرفی صاحب کی قیادت میں گورنر ہاؤس پہنچے تھے،جہاں گورنر پنجاب نے سب کی موجودگی میں کہا کہ ہم کسی بھی صورت میں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضرات اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین اور امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی بے ادبی اور گستاخی برداشت نہیں کریں گے،یہ پیغام اِن شیطان صفت لوگوں کے کانوں کی دہلیز سے ٹکرا چکا ہوگا جو اپنی شیطانی خواہشات کی تکمیل کے لیے مقدس ہستیوں کو اپنے بکواسات اور مغلظات کا نشانہ اور ہدف بناتے ہیں۔

رحمت کائنات ﷺ نے اپنے فرموداتِ طیبات میں اسی طرف اشارہ فرمایا تھا کہ لوگو! اللہ سے ڈرو،لوگو! اللہ سے ڈرو،میرے صحابہؓ کو طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنانا، ان سے جو شخص محبت رکھے گا وہ میری محبت کی وجہ سے محبت رکھے گا، ان سے

جو بغض رکھے گا وہ میری وجہ سے ان سے بغض رکھے گا۔

ہمیں یہ معلوم ہے کہ تقیہ باز حجتے اللہ اور آپ دل سے کبھی بھی صحابہ کرامؓ کا ادب و احترام بجا نہیں لائیں گے، ان کی نجی مجالس میں صحابہ کرامؓ پر تبرا کیا جاتا ہے، ان کے کچھ جری اور جسارت کرنے والے گستاخ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ یہ ہماری پہچان ہے، خلافتِ رَاشدہ کا اِنکار ان کی پہچان ہے، وہ اِمامت کا نعرہ لگا کر نعوذ باللہ نبی کریم ﷺ کے انتخاب صدیق پر اُنگشت نمائی کرتے ہیں، وہ کچھ اہلِ بیت اَطہار کا نام لے کر دوسرے اہلِ بیت کا انکار کرتے ہیں، وہ اُمہات المومنین کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں۔

خدام صحابہ کی یادیں: افسوس یہ ہے کہ جب تک ناموس صحابہؓ کے لیے یہاں دفاعی لائن پر کام کرنے والے نوجوانوں کو کام کرنے کی اجازت تھی تب تک کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلاف یوں بر سر عام، علی الاعلان، شاہراہِ عام پر بکواسات کرے، مگر ان دیوانوں پر پابندی لگے کئی سال گزر چکے ہیں، پتھر باندھ دیے گئے اور سگ ہائے آوارہ کھول دیے گئے، اس لیے ضروری ہے کہ مسلمانانِ پاکستان اپنی مقدس ہستیوں کے دفاع کی خاطر جو کر سکتے ہیں وہ کریں، وہ ان سگ ہائے آوارہ کے خلاف جو کچھ کر سکتے ہیں کریں اور انہیں لگام دیں، ورنہ وطن عزیز پاکستان ہمیں ایک مقتل کی شکل میں ڈھلتے نظر آتا ہے۔

پاکستان کو مقتل بننے سے بچایئے: جانکار جانتے ہیں کہ جب اسی کی دہائی میں پڑوسی ملک اِیران میں خمینی انقلاب برپا ہوا تو پاکستان میں ایسی کتابیں درآمد کی گئیں جن سے پاکستانی فضا متعفن ہوئی، یہاں کدورت اور نفرت نے جنم لیا، ورنہ سنی شیعہ تو چودہ ساڑھے چودہ سو سال سے اکٹھے رہتے رہے، کسی دور میں بھی اختلافات کے

باوجود یہ دوریاں اور کدورتیں نہیں رہیں حتی کہ پاکستان بناتو دونوں فرقے ساتھ تھے، قوانین معرضِ وجود میں آئے تو دونوں فرقے یکجا تھے، تہتر کاآئین بناتو دونوں کی رائے ایک تھی، نظامِ مصطفےٰ کی ملک گیر تحریک چلی تو دونوں فرقے ساتھ تھے، یہاں ماتمی جلوسوں کے راستوں میں سبیلیں لگا کر ماتمیوں کو پانی پلانے والی عوام اہلسنت تھی، مگر اچانک سے یہ کیا قیامت ٹوٹی کہ دونوں فرقے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بن گئے؟

زہریلی کتابیں فساد کی بنیاد: یہ وہی زہریلی اور مسموم کتابیں تھیں جنہوں نے میرے ملک کی سلامتی کو آگ لگائی، یہ خمینی ازم کے پیروکار تھے جنہوں نے پاکستان کو شیعہ اسٹیٹ بنانے کے لیے پیارے وطن کی چولیں تک ہلا ڈالیں، یہاں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلاف کتابیں لکھی گئیں، ایرانی گستاخوں کی کتابیں یہاں درآمد کی گئیں، نتیجہ یہ نکلا کہ خواب غفلت میں پڑے اہلِ سنت بیدار ہوئے، سوئے ہوئے شیروں نے انگڑائی لی، تو پھر کسی مائی کے لعل میں جرأت نہ رہی کہ وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلاف ہرزہ سرائی کرسکے، اہلِ سنت کی بیداری کے زمانے میں دشمنانِ صحابہؓ خواب میں بھی ہڑبڑا جاتے تھے کہ کہیں غیور مسلمان یلغار نہ کردیں۔

سنی اتحاد مبارک: میں یہاں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اہل سنت والجماعت کے تینوں مکاتب فکر دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث کو جنہوں نے سگ ہائے ہاویہ کی ہرزہ سرائیوں کے خلاف بروقت صدائے احتجاج بلند کی، جلسے کیے، اجلاس کیے، پروگرام تشکیل دیے اور اربابِ اقتدار تک اپنا احتجاج ریکارڈ کروایا اور کئی مقامات پر جلوس نکالے، احتجاجی مظاہرے کیے، سوشل میڈیا پر اپنے پیغامات نشر کیے، ان میں قائدِ جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمان صاحب، قائدِ سپاہ صحابہؓ مولانا

محمد احمد لدھیانوی صاحب، سپاہِ صحابہ کے صدر مولانا اورنگ زیب فاروقی صاحب، رویتِ ہلال کمیٹی کے مرکزی چیئرمین مولانا مفتی منیب الرحمان صاحب، تحریک لبیک یارسول اللہ کے سربراہ مولانا خادم حسین رضوی صاحب، جمعیت اہل حدیث کے مرکزی راہنما علامہ اِبتسام الٰہی ظہیر صاحب، پاکستان علماء کونسل کے سربراہ مولانا حافظ طاہر محمود اشرفی صاحب، مرکزی علماء کونسل کے سربراہ مولانا زاہد محمود قاسمی صاحب، جامعہ دارالعلوم کراچی کے مولانا مفتی رفیع عثمانی صاحب، مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب، جامعہ اشرفیہ لاہور کے رئیس مولانا حافظ فضل الرحیم صاحب، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب، مولانا قاضی عبدالرشید صاحب، تحریک خدام اہل سنت والجماعت کے مولانا قاضی ظہور الحسین صاحب، مولانا قاری ابوبکر صدیق صاحب اور جمعیت تحفظ اسلام پاکستان کی طرف سے ہم نے اپنے اپنے پیغامات میں حکومت کو خبردار کیا ہے کہ وہ ان ہرزہ سراؤں کے خلاف قانون کو حرکت دیں۔

ہم اللہ کی بارگاہ میں دست بستہ عرض کرتے ہیں کہ وہ دشمنانِ صحابہ کو ہدایت دے کہ وہ راہِ حق پر گامزن ہو سکیں، فراڈ بازی، تقیہ بازی، دشنام طرازی، ہرزہ سرائی اور یاوہ گوئی سے مکمل باز آجائیں۔آمین یارب العالمین بحرمۃ النبی الکریم ﷺ

خادمِ اسلام، **محمود الرشید حدوٹی**

۶ ستمبر ۲۰۲۰ء ۱۷ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز اتوار بوقت پونے چار سہ پہر

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

کے بارے میں اہل سنت والجماعت کے اجمالی عقائد

جناب شیخ حماد امین چاولہ
فاضل اسلامک یونیورسٹی مدینہ منوّرہ
مدیر شعبہ دعوت و تبلیغ المدینہ اسلامک ریسرچ سینٹر کراچی

☆☆☆☆

لغوی اعتبار سے: اَلصَّحَابَة: یہ، صَاحب کی جمع ہے، جو کہ فَعَالَة کے وزن پر ہے، اور عربی لغت میں صرف اسی باب میں "فَاعِل" کی جمع "فَعَالَة" کے وزن پر آتی ہے یعنی صَاحِب کی جمع صَحَابَة (لسان العرب) اور معنی کے اعتبار سے یہ کسی کی صحبت اختیار کرنے اور ساتھ رہنے کے معنی میں آتا ہے "جس میں وقت اور مدّت وغیرہ کی کوئی شرط اور قید نہیں۔

شرعی اعتبار سے: ہر زمانے کے جمہور اہل علم کے نزدیک صحابی ہر اس شخص کو کہتے ہیں، جس نے ایمان کی حالت میں، رسولِ اکرم ﷺ سے ملاقات کی ہو، یا آپ ﷺ کو دیکھا ہو، اور اسی حالتِ ایمان میں فوت ہوا ہو (الاصابہ فی تمیز الصحابہ لابن حجر ج ا ص ۸،۷)

نوٹ: اگر کسی نے حالتِ ایمان میں رسولِ اکرم ﷺ سے ملاقات کی پھر "وہ مرتد ہو گیا" لیکن پھر دوبارہ اسلام لے آیا اور حالتِ اسلام میں فوت ہوا تو وہ بھی اہل علم کے صحیح قول کے مطابق "صحابی" ہی کہلائیگا۔

اسی طرح اہل علم کے راجح قول کے مطابق صحابی کی تعریف میں : لمبی مدّت تک ساتھ رہنے یا غزوہ میں شریک ہونے یا روایت کرنے کی شروط لازمی نہیں ہیں (الاصابہ فی تمییز الصحابہ لابن حجر)

اس طرح صحابی کی مذکورہ تعریف کے مطابق ہر اس شخص کا شمار صحابی میں ہوگا، " جس نے ایمان کی حالت میں ، رسولِ اکرم ﷺ سے ملاقات کی ہو ، یا آپ ﷺ کو دیکھا ہو، اور اسی حالتِ ایمان میں فوت ہوا ہو، اگرچہ وہ لمبی مدّت تک رسولِ اکرم ﷺ کے ساتھ نہ رہا ہو اور نہ ہی آپ ﷺ کے ساتھ کسی غزوہ میں شریک ہوا ہو اور نہ ہی اُس نے رسولِ اکرم ﷺ سے کچھ روایت کیا ہو" (الاصابہ فی تمییز الصحابہ)

یہی رائے ہر زمانہ میں جمہور اہلِ علم کی رہی ہے۔ حافظ امام ابنِ کثیرؒ فرماتے ہیں ، صحابی وہ ہے جس نے رسولِ اکرم ﷺ کو اسلام کی حالت میں دیکھا، اگرچہ وہ لمبی مدّت تک پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ نہ رہا ہو، اور اس نے کچھ بھی پیغمبر ﷺ سے روایت نہ کیا ہو (تب بھی وہ صحابی کے حکم میں ہی ہوگا) یہی قول ہر زمانہ کے جمہور اہلِ علم کا ہے (اختصار علوم الحدیث ص ۱۳۳)

امام بخاریؒ فرماتے ہیں، جس نے رسولِ اکرم ﷺ کی صحبت اختیار کی (یعنی آپکے ساتھ رہا) یا پھر مسلمانوں میں سے جس نے رسولِ اکرم ﷺ کو دیکھا وہ آپ علیہ السلام کے صحابہ میں شمار ہوگا (بخاری شریف)

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ غزوہ تبوک کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس غزوہ میں رسولِ اکرم ﷺ کے ساتھ مسلمان بہت بڑی تعداد میں تھے جسے کوئی ضخیم کتاب جمع و محفوظ نہیں کر سکتی (بخاری شریف)۔(یعنی سیدنا کعب کا مقصود

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعداد کی کثرت بیان کرنا تھا) جبکہ سیرت وتاریخ کی کتب میں غزوہ تبوک میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعداد تیس سے چالیس ہزار تک ہے۔(واضح رہے کہ یہ ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعداد بیان کی گئی ہے جو غزوہ تبوک میں شریک تھے)۔اسی طرح امام شافعیؒ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مجموعی تعداد ساٹھ ہزار ہے،

اورامام ابوزرعہ الرّازیؒ سے اس مسئلہ میں دوروایتیں منقول ہیں:

(۱) ایک لاکھ چودہ ہزار (۲) ایک لاکھ بیس ہزار۔

خلاصہ کلام یہ کہ مجموعی طور پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعداد کم وبیش ایک لاکھ بیس ہزار ہے، لہٰذا جب بھی صحابہ کی تعداد ذکر کی جائے تو اُس میں تحدید نہیں کرنی چاہیے بلکہ کم وبیش کا اضافہ ضرور کرنا چاہیے۔

اہل بیت اطہار

اہل بیت سے کیا مراد ہے اور اہل بیت میں کون لوگ شامل ہیں ؟ یہ ایک مفصل بحث ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اہلِ بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا شمار رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ داروں اور قرابت داروں میں ہوتا ہے۔

اور وہ تین قسم کے لوگ ہیں:

(۱) رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد مبارک۔

(۲) رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات۔

(۳) اور بنوہاشم (خاندانِ ہاشم) رضی اللہ عنہم۔

اب مختصراً مذکورہ تینوں اقسام کی تفصیل آپکے سامنے رکھتے ہیں:

رسولِ اکرم ﷺ کی اولاد باسعادت رضوان اللہ علیہم اجمعین

آپ ﷺ کی اولاد کی تعداد سات ہے، جن میں تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔

بیٹوں کے نام: جناب قاسم، عبداللہ اور ابراہیم رضوان اللہ علیہم اجمعین (یہ تینوں بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے)

بیٹیوں کے نام: سیدہ رقیہؓ، امّ کلثومؓ، زینب اور فاطمہؓ ہیں، آپ ﷺ کی بیٹیوں میں صرف سیدہ فاطمہؓ سے اولاد ہے)، آپ ﷺ کی تمام اولاد سیدہ خدیجہؓ سے ہیں سوائے آپ ﷺ کے بیٹے جناب ابراہیم کے کہ وہ سیدہ ماریہ قبطیہ سے ہیں۔

رسولِ اکرم ﷺ کی ازواجِ مطہّرات: ازواجِ مطہّرات (بیویوں) سے مراد وہ خواتین ہیں جن سے رسولِ اکرم ﷺ نے شادی کی اور دخول فرمایا، اوراس طرح انہیں اللہ ربّ العالمین نے دنیا و آخرت دونوں میں اپنے حبیب رسول ﷺ کی بیویاں ہونے کا شرف عطا فرمایا ہے، اور انہیں اُمہات المؤمنین (مؤمنوں کی ماؤں) کے لقب سے سرفراز فرمایا۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

{النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ}

(یہ نبیِ (مکرّم ﷺ) مومنوں کے ساتھ اُن کی جانوں سے زیادہ قریب اور حق دار ہیں اور آپ کی اَزواجِ (مطہّرات) اُن کی مائیں ہیں)۔

آپ ﷺ کی تمام ازواجِ مُطہّرات (بیویاں) بھی آپ ﷺ کے اہلِ بیت میں سے ہیں جس کی دلیل قرآنِ حکیم کی سورۃ الاحزاب آیت نمبر: ۳۲ و ۳۳ ہے جس میں اللہ رب العالمین نے نبی مکرّم ﷺ کی بیویوں کو "اہل بیت" کہہ کر مخاطب فرمایا ہے۔

رسولِ اکرم ﷺ کی بیویوں کی تعداد گیارہ ہے جن کے نام یہ ہیں، سیّدہ خدیجہ بنتِ خُویلد، سیّدہ عائشہ بنتِ ابو بکر الصّدیق، سیّدہ حفصہ بنتِ عمر الفاروق، سیّدہ سودہ بنتِ زمعہ العامریّہ، سیّدہ زینب بنتِ خُزیمہ الہلالیّہ اُمّ المساکین، سیّدہ اُمّ سلمہ ھند بنتِ ابی اُمیّہ المخزومیّہ، سیّدہ زینب بنتِ جحش الاسدیّہ اُمّ الحکیم، سیّدہ جُویریہ بنتِ حارث الخزاعیّہ، سیّدہ اُمّ حبیبہ رِملہ بنتِ ابی سفیان، سیّدہ صفیہ بنتِ حُیی اور سیّدہ میمونہ بنتِ حارث الہلالیّہ۔

جبکہ سیّدہ ماریہ قِبطیّہ آپ ﷺ کی لونڈی تھیں۔

ان ازواجِ مطہّرات میں سے دو (۲): سیدہ خدیجہ بنتِ خویلدؓ اور سیدہ زینب بنتِ حارث الہلالیہؓ رسولِ اکرم ﷺ کی مبارک زندگی ہی میں فوت ہو گئیں تھیں، جبکہ باقی نو (۹) ازواجِ مطہّراتؓ رسولِ اکرم ﷺ کی وفات کے بعد فوت ہوئیں۔

بنو ہاشم (خاندانِ ہاشم): بنو ہاشم: میں مندرجہ ذیل خاندان کا شمار بھی رسولِ اکرم ﷺ کے اہلِ بیت میں ہوتا ہے، خاندانِ علی (بنو علی)، خاندانِ جعفر (بنو جعفر)، خاندانِ عبّاس (بنو عبّاس) خاندانِ عقیل (بنو عقیل) اور خاندانِ حارث بن عبد المطّلب (بنو حارث بن عبد المطّلب)۔ یہ سب اہلِ بیت میں سے ہیں رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

جبکہ خاندانِ ابو لہب (بنو ابو لہب) کے وہ لوگ جو اسلام لے آئے تھے، ان کے بارے میں اہلِ علم کے مابین اختلاف ہے کہ آیا ان کا شمار اہلِ بیت میں ہو گا کہ نہیں؟

اور راجح اور تحقیق شدہ بات یہی ہے کہ وہ بھی اہلِ بیت میں سے ہیں رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

کیونکہ اُن میں قرابت کے ساتھ ساتھ اسلام کا وصف بھی جمع ہو گیا ہے، اور انہیں اہلِ بیت سے خارج کرنے کی کوئی معقول دلیل ہمارے علم میں نہیں ہے۔ واللہ اعلم

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ در بارہ صحابہ کرامؓ

اہل السنہ والجماعت کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی کی مخلوق میں سب سے افضل اُس کے رسول وانبیاء ہیں پھر تمام انبیاء ورُسُل میں سب سے افضل جناب محمّد رسول اللہ ﷺ ہیں پھر انبیاء ورسل کے بعد سب سے افضل انبیاء کے صحابہ وساتھی ہیں اور پھر انبیاء کے صحابہ میں جو سب سے افضل ہیں وہ محمّد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ہیں رضوان اللہ علیہم اجمعین یعنی جیسے محمّد رسول اللہ ﷺ تمام انبیاء میں سب سے افضل ہیں بالکل اسی طرح محمّد ﷺ کے صحابہ تمام انبیاء کے صحابہ میں سب سے افضل ہیں رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

الغرض اللہ کے رسول ﷺ کے بعد وہی امّت کا سب سے " بہترین طبقہ " ہے، صحابہ کرام میں نسبۃً جو سب سے ادنی صحابی ہیں وہ بھی صحابہ کے بعد آنے والے امّت کے ہر فرد سے افضل ہیں اگرچہ وہ فرد سب سے اعلیٰ، سب سے بزرگ و برتر، کوئی امام، محدّث، فقیہ، قائد، پیر وغیرہ ہی کیوں نہ ہو رسولِ اکرم ﷺ کے ادنی صحابی کے مقام کو نہیں پہنچ سکتا۔

جیساکہ اللہ تعالیٰ اپنی کتابِ ہدایت میں اصحابِ محمّد ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے {كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ}(آل عمران ۱۱۰)

(تم سب سے بہترین امّت ہو جسے لوگوں کی (ہدایت کے) لیے پیدا کیا گیا ہے

اس آیت میں رب تعالیٰ نے تمام امّتوں میں سب سے بہترین اور افضل اُمّتِ مُسلمہ کو قرار دیا ہے جس کے سب سے پہلے مخاطب اصحابِ محمّد ہیں رضوان اللہ علیہم اجمعین اور جس طرح مسلم امّت، تمام امتوں میں سب سے اعلیٰ واشرف ہے اسی طرح جو کچھ

اس امّت کو دیا گیا ہے وہ ان تمام چیزوں سے اعلیٰ واشرف ہے جو سابقہ امتوں کو اللہ تعالی نے عطا فرمایا، یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید سابقہ کتب میں سب سے افضل، شریعت محمّدیہ دینِ اسلام سابقہ ادیان میں سب سے افضل، رسولِ اکرم جناب محمّد ﷺ سابقہ انبیاء ورسل میں سب سے افضل اور اسی طرح اصحابِ محمّد ﷺ تمام انبیاء کے صحابہ میں سب سے افضل ہیں۔

اور جیسا کہ رسولِ اکرم ﷺ کا فرمانِ ہے، انتم خیرھا واکرمھا علی اللہ کہ تم امّتوں میں سب سے بہترین ہو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محترم و معزّز ہو (ترمذی)

اور رسولِ اکرم ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے، خَيْرُ امّتی قَرْنِي ثمّ الّذین يَلُوْنَھم ثمّ الّذین يَلُوْنَھم (بخاری و مسلم) میری امّت کے بہترین لوگ وہ ہیں جو میرے زمانے کے ہیں (یعنی دورِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین) پھر وہ جو اُن کے بعد ہیں (یعنی دورِ تابعین) پھر وہ جواُن کے بعد ہیں (یعنی دورِ تبع تابعین)۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں: " کہ اہلِ علم اس بات پر متفق ہیں کہ سب سے بہترین زمانہ رسولِ اکرم ﷺ کا زمانہ ہے جس سے مراد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا زمانہ ہے۔(شرح مسلم للنووی ج٦ ص ٨٤)

یہی بات امام ابن عبدالبرؒ نے "الاستیعاب" اور علامہ سفارینیؒ نے "شرح الدرۃ المضیئۃ" میں بیان فرمائی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے افضل ہیں۔(مقدمہ الاستیعاب تحت الاصابہ ج ا ص ٢)

یہی بات رسولِ اکرم ﷺ کے جلیل القدر صحابی سیدنا عبداللہ بن مسعود اس طرح بیان فرماتے ہیں: وہ محمّد ﷺ کے صحابہ تھے جو اللہ کی قسم

"اس امت میں سب سے افضل تھے" جن کے دل سب سے نیک، علم میں سب سے زیادہ اور تکلفات میں سب سے کم تھے۔ وہ عظیم جماعت کہ جنہیں اللہ تعالی نے اپنے پیغمبر ﷺ کی صحبت وساتھ کے لیے اور اپنے دین کی سر بلندی وقیام کے لیے منتخب فرمایا، تو (اللہ کے بندو!) ان (صحابہ) کی فضیلت کو پہچانو، اور ان کے نقشِ قدم کی پیروی کرو، اور اپنی استطاعت کے مطابق ان کے اخلاق و کردار اور دین و منہج کو عملاً تھام لو، کیونکہ وہ سب ہدایت وسیدھے راستے پر تھے۔ (جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبدالبر ج۲ ص ۹۴۷)

اور یہی بات مختلف الفاظ سے سیدنا ابنِ عمرؓ، قتادہؒ اور حسن بصریؒ سے بھی منقول ہے۔ (الشریعہ للآجری ج۴ ص ۱۶۸۵، شرح السنہ للبغوی ج۱ ص ۲۱۴)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مذکورہ مقام ومرتبہ کا یہ تقاضہ ہے کہ اپنے دلوں کو ان کی محبّت سے منوّر رکھا جائے اور عمل سے اُس کا اظہار کیا جائے، اور ہر اُس شخص سے بُغض و نفرت کی جائے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبّت نہیں کرتا یا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بغض رکھتا ہے یا کسی بھی طرح صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر تبرّاء وسبّ و شتم کرتا ہے۔

کیونکہ رسولِ اکرم ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے: أٰية الإيمانِ حُبُّ الأَنْصارِ و أٰية النِّفاقِ بُغْضُ الأَنْصارِ کہ انصار صحابہ کرام سے محبت کرنا ایمان کی علامت ہے اور اُن سے بغض رکھنا نفاق کی علامت ہے۔ (بخاری و مسلم)

صحابہ کرامؓ میں دو جماعتیں تھیں: ایک انصار صحابہ کی اور دوسری مہاجرین صحابہ کی رضوان اللہ علیہم اجمعین، اور ان دونوں میں افضل مہاجرین صحابہ ہیں رضوان اللہ علیہم اجمعین،

یہاں اس روایت میں رسولِ اکرم ﷺ نے انصار صحابہؓ سے محبّت کو ایمان اور ان سے بغض کو نفاق قرار دیا ہے، سمجھنے کی بات یہ ہے کہ جب انصار صحابہؓ سے

محبّت ایمان کی علامت اور بغض نفاق کی علامت ہے تو مہاجرین صحابہؓ سے محبّت بدرجہ اَولیٰ ایمان اور ان سے بغض تولازمی نفاق شمار ہوگا کیونکہ مہاجرین صحابہؓ، انصار صحابہؓ سے من جملہ افضل ہیں، تورسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اَنصار کے حق میں یہ نصیحت ہے تومہاجرین جواَنصار سے افضل ہیں توکیاان کے حق میں یہ نصیحت نہ ہو گی؟ بلکہ ان کے حق میں یہ نصیحت اور بھی سخت شمار ہوگی فتدبّر!۔

اور یہی بات اہل السنہ والجماعہ کے عقیدہ کے طور پر اہلِ بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سلف صالحینؒ سے بھی منقول ہے۔

امیر المؤمنین سیدنا علی بن ابی طالبؓ کا فرمان: خلیفہ رابع سیدنا علیؓ اپنے دعویدار حامیوں (جو خود کو شیعانِ علی یعنی علی کا حامی کہا کرتے تھے) کو ڈانتے ہوئے اور تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: میں نے محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دیکھا ہے اور میں تم (شیعانِ علی) میں سے کسی کو بھی اُن (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) جیسا نہیں دیکھتا، وہ (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) دن کا آغاز انتہائی سادگی میں فرماتے جبکہ رات بھر وہ (اللہ کی عبادت میں) سجدے اور قیام میں گذار چکے ہوتے تھے پھر بھی دن بھر اپنے پروردگار کے سامنے عاجزی و انکساری میں پیشانیوں کے بل سجدہ ریز رہتے اور طویل سجدوں کی وجہ سے ایسا محسوس ہوتا کہ گویااُن کی پیشانیوں میں کوئی سخت و مضبوط چیز جوڑدی گئی ہو، اوران میں آخرت کی فکراتنی تھی جیسے وہ (دنیامیں) آگ کے انگارے پر کھڑے ہوں، جب بھی اللہ تعالیٰ کاذکر کیاجاتاتواُن کی آنکھوں سے (اُس کی محبّت میں اوراُس کے خوف سے) آنسو جاری ہو جاتے، یہاں تک کہ (اُن آنسوؤں سے) اُن کے گریبان بھیگ جاتے، اورایک طرف اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اور دوسری طرف اُس سے ثواب و جنت کی امید کرتے ہوئے وہ ایسے

ہو جاتے جیسے سخت تیز آندھی میں درخت کی حالت ہوتی ہے۔(نہج البلاغہ ص ۱۴۳،الکافی ج ۲ ص ۲۳۶،بحار الانوار ج ۶۶ ص ۳۰۷)

سیدنا علی بن حسین (امام زین العابدین): نماز میں رسولِ اکرم ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لیے انتہائی لمبی دعائیں فرمایا کرتے تھے۔(الصحیفہ سجادیہ ص ۴۲)

امام طحاویؒ عقیدہ کی مشہور ترین کتاب عقیدہ طحاویہ میں ذکر فرماتے ہیں، ہم رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت کرتے ہیں اور ان میں سے کسی کی محبت میں غلو نہیں کرتے اور نہ ہی کسی پر تبرّاء کرتے ہیں۔اور ہم ہر اس شخص سے بغض و نفرت کرتے ہیں جو صحابہ سے بغض رکھتا ہے،اور ہم ہمیشہ خیر و بھلائی کے ساتھ ہی ان کا ذکر کرتے ہیں، ان سے محبت کرنا دین ہے،ایمان ہے،احسان ہے، جبکہ ان سے بغض رکھنا کفر ہے،نفاق ہے اور سرکشی و فساد کا سبب ہے۔(عقیدہ طحاویہ

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ: حب أبي بكر وعمر سنةٌ؟قال:لا فريضةٌ کہ کیا جناب ابو بکرؓ اور عمرؓ سے محبّت کرنا سنّت ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ فرض ہے(کتاب الرقائق والحکایات الخیثمہ بن سلمان ص ۱۷۱)

معروف تابعی امام مسروقؒ کا فرمان:حب أبي بكر وعمر ومعرفة فضلهما من السنة کہ سیدنا ابو بکرؓ اور عمرؓ سے محبّت کرنا اور اُن دونوں کے شرف و بلند مرتبہ کو پہچاننا مسنون عمل ہے۔(العلل و معرفۃ الرجال للامام احمد ج ا ص ۴۵۲،۴۵۳)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان: كان السلف يعلّمون أولادَهم حبَّ أبي بكر وعمرَ كما يعلّمون السورة من القرآن کہ سلف صالحین رحمہم اللہ اپنی اولاد کو قرآن کریم کی سورت کی طرح سیدنا ابو بکرؓ و عمرؓ کی محبّت سکھاتے تھے۔(مسند الامام

ابن القاسم جوہری ص ۱۱۰)

امام ابنِ حزمؒ کا فرمان: آپ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبّت فرض ہے۔(**الجمهره ص** ۳)

اسی طرح: اصحابِ محمد ﷺ وہ مبارک ہستیاں ہیں کہ جنہیں دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رضامندی کی خوشخبری سنائی اور ان سے جنّاتِ عدن کا وعدہ فرمایا، جیساکہ سورۃ النساء میں فرمایا{وَكُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنَىٰ} (النساء ۹۵) کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک (صحابی) سے اچھی جزا (جنّت) کا وعدہ فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے سب سے زیادہ "مقرّب و محبوب" بندے بھی یہی ہیں.

اصحابِ محمّد وہ مبارک ہستیاں ہیں کہ جن کی صفاتِ حمیدہ رب تعالیٰ نے سابقہ کتب توراۃ وانجیل میں بھی ذکر فرمائی ہیں (الفتح ۲۹)

ہر نبی نے اپنی قوم کو تقویٰ (اللہ سے ڈرنے) کی وصیت فرمائی ہے،اور امّتِ محمّدیہ میں رسولِ اکرم ﷺ کے بعد سب سے زیادہ "اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے" بھی یہی اصحابِ محمّد ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے "**مُخاطَبین**" بھی یہی ہیں، اسی لیے اہل السنہ کا یہ عقیدہ ہے کہ اصحابِ محمّد کی فہم و منہج (یعنی ان کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مراد و مقصود کو سمجھنا اور اسپر عملاً چلنا) عین حق ہے اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ اصحابِ محمّد نے کسی آیت و حدیث یا کسی بھی دینی مسئلہ کو غلط سمجھا ہو اور ان کے بعد آنے والوں نے اسے صحیح طرح سمجھا ہو، کیونکہ اگر کوئی یہ بات کرتا ہے تو گویا وہ یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے مخاطبین ہی اللہ کی مراد نہیں سمجھ سکے، اور یہ رب

العالمین کی شان میں انتہائی بے ادبی و گستاخی ہے کہ وہ اپنے سب سے پہلے مخاطبین کو اپنی بات نہیں سمجھا سکا والعیاذ باللہ، اس لیے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ دینِ حق وہی ہے جو اصحابِ محمّد ﷺ نے سمجھا ہے اور جو اصحابِ محمّد ﷺ کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے۔

قرآن حکیم میں جہاں بھی اہلِ ایمان کی تعریف و فضیلت بیان ہوئی ہے اس کے اوّلین مصداق بھی یہی اصحابِ محمّد ﷺ ہیں رضوان اللہ علیہم اجمعین، کیونکہ وہی سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں اور اہلِ ایمان میں اللہ تعالیٰ کے سب سے اولین مخاطبین بھی وہی ہیں۔

ان کے شرف کے لیے یہ بات ہی کافی ہے کہ وہ رسولِ اکرم ﷺ کے شاگرد اور تربیت یافتہ ہیں۔

اور وہ اللہ ربّ العالمین کا انتخاب ہیں جنہیں اُس نے اپنے سب سے محبوب و مقرّب رسول ﷺ کی صُحبت و ملازمت کے لیے منتخَب فرمایا، جیسا کہ رسولِ اکرم ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے کہ: إن الله اختارني و اختار لي أصحابًا،فَجَعَل لي مِنهم وُزَرَاء و أنُصارًا وأصُهارًا الخ کہ اللہ تعالیٰ نے (نبوّت کے لیے) میرا انتخاب فرمایا اور میرے لیے ساتھیوں (صحابہ) کا انتخاب فرمایا، پس اُن (صحابہ) میں سے کچھ کو میرا وزیر بنایا، کچھ کو مددگار، اور کچھ کو میرا سُسر (بیوی کا والد) اور داماد (بیٹی کا شوہر) بنایا۔(طبرانی)

اور یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے سب سے محبوب ﷺ کی ملازمت و ساتھ کے لیے صرف ایسی ہی جماعت کا انتخاب فرما سکتا ہے جو رسولوں کے بعد اس کائنات کی سب سے بہترین جماعت ہو، جن کے دل سب سے پاکیزہ، گُفتار سب سے اعلیٰ، کردار

سب سے بلند ہو ،اور یہی بات انہیں بقیہ تمام لوگوں سے ممتاز کردیتی ہے کہ وہ "رسولِ اکرم ﷺ" کے "ساتھی" ہیں اور خود رسولِ اکرم ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے:

المرءُ علىٰ دينِ خَلِيلِه فَلْيَنْظُرْ أَحدُكم من يُخالِلُ (کہ انسان اپنے دوست اور ساتھی کے دین و طریقہ پر ہوتا ہے اس لیے تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ یہ جائزہ لے کہ وہ کس سے دوستی کررہاہے، کس کی صحبت میں اٹھ بیٹھ رہاہے)،اب جو شخص بھی صحابہ کے گفتار و کردار کے بارے میں کچھ بھی جاننا چاہتاہے وہ صرف یہ ہی دیکھ لے تو بات اس کی سمجھ میں آجائیگی کہ صحابہ کرام کس کے ساتھی تھے اور کس کی صحبت میں رہا کرتے تھے؟ اسی طرح عربی میں ایک بہت مشہور محاورہ بھی ہے کہ:عن المرءِ لا تسألْ وسَلْ عنْ قَرِينِه فكلُّ قرين بالمُقارنِ يَقْتَدِيْ (کہ شخص کے بارے میں مت پوچھو بلکہ اس کے دوست و ساتھی کے بارے میں پوچھو، کیونکہ ہر شخص اپنے ساتھی ہی کے نقشِ قدم پر چلتاہے)،اور یہی بات ہمارے معاشرہ میں اس انداز سے کہی جاتی ہے کہ: ہر شخص اپنے ہم مجلس، دوست احباب اور اٹھنے بیٹھنے والوں سے پہچانا جاتاہے۔

آج کتاب وسنت اور دینِ اسلام کے ہم تک پہنچنے کا سبب ہی اصحابِ محمدّ ﷺ ہیں،اور یہ کہنا بالکل بجاودرست ہوگا کہ اگر صحابہ نہ ہوتے تو آج ہمارے پاس نہ اسلام ہوتا نہ ایمان، نہ ہی اللہ تعالیٰ کی معرفت ہوتی اور نہ ہی رسولِ عربی ﷺ کی پہچان، نہ ہی رسولِ اکرم ﷺ کی احادیثِ مبارکہ ہوتیں اور نہ ہی قرآن، عقائد، عبادات، معاملات کچھ بھی نہ ہوتا کیونکہ انہی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابِ ہدایت قرآنِ کریم، اپنے ہادی پیغمبر ﷺ کی احادیثِ مبارکہ اور دینِ حق اسلام کو محفوظ فرمایااور آنے والے

تمام لوگوں تک پہنچایا۔

آج ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں اور صرف زبان سے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ دینِ اسلام ہر زمانہ اور ہر معاشرہ کے لیے قابلِ عمل ہے لیکن اصحابِ محمدّ ہیں کہ جنہوں نے اس دعویٰ کو عملاً ثابت کرکے دکھایا اور سب سے پہلے اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے دین کو نافذ کرکے دکھایا، اور اپنے عمل سے یہ ثابت کردکھایا کہ واقعی اسلام ہی وہ واحد ذریعہ ہے کہ جس کے ذریعہ ہر معاشرہ میں عدل و انصاف قائم کیا جاسکتا ہے اور اسلام ہی ہر بندہ کے حقوق کے تحفظ کا ضامن ہے۔

غرض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وہ مبارک جماعت ہے کہ جن کی عبادات، جن کے معاملات، جن کی قربانیاں، حتیٰ کہ جن کا جینا اور مرنا صرف اور صرف ایک اللہ ربّ العزّت وذوالجلال ہی کے لیے تھا یہی وجہ ہے کہ:

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کے ایمان کو قیامت تک آنے والے تمام لوگوں کے ایمان کے لیے بطورِ معیار وضابطہ کے مقرر فرمایا، اور ان کے عمل و منہج (طرزِ زندگی) کو پوری امت کے لیے باعثِ اقتداو پیروی کے مقرر فرمادیا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعریف وتوصیف بیان کرنا، اُن کی اچھائیوں کو نشر کرنا اور ہمیشہ خیر و بھلائی کے ساتھ ہی ان کا تذکرہ کرنا یہ ایک مستقل قاعدہ ہے جو پچھلی سطور میں بیان کیے گئے تمام نقاط اور باتوں کا خلاصہ و نتیجہ ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام کی محبت اور انبیاء علیہم السلام کے بعد پوری کائنات میں ان کی افضلیت کا عقیدہ اس بات کا متقاضی ہے کہ ان کی تعریف کی جائے اور ان کی اچھائیوں اور محاسن کو بھرپور انداز سے بیان کیا جائے اور جب بھی ان کا ذکر کیا جائے ہمیشہ خیر کے ساتھ کیا جائے۔

اور قرآن وحدیث میں موجود جتنے بھی دلائل صحابہ کی محبت اور ان کی فضیلت میں مذکور ہیں وہ سب اس قاعدہ کے دلائل کے زمرہ میں آتے ہیں۔ صحابہ کرام کی خطاؤں پر خاموش رہنا اور اُن کے عیوب سے بھی صرفِ نظر کرنا۔

صحابہ کرامؓ سے سرزد ہونے والی خطائیں اور اُن کی حقیقت

اور جہاں تک صحابہ کرامؓ سے سرزد ہونے والی خطاؤں پر خاموش رہنے اور اُن کے عیوب سے صرفِ نظر کرنے کا تعلق ہے تو اُس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ وہ گناہوں سے معصوم ہیں۔(تفسیر قرطبیؒ ج١٦ص٢٩٧)

بلکہ وہ بھی انسان تھے اور انسان سے غلطی ہوتی ہے،اُن سے بھی ہوئی، لیکن یقیناً یہ بات ضرور ہے کہ اُن سے جو غلطیاں ہوئیں وہ ہر گز اُن غلطیوں جیسی نہیں ہو سکتیں جو ان کے علاوہ اس امت میں کسی اور سے سرزد ہوں،اور وہ غلطیاں انتہائی معمولی تھیں جو اُن نیکیوں اور احسانات کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں جو انہوں نے اللہ تعالٰی کے دین کی سربلندی کی خاطر انجام دیے،اسی لیے یہاں ہم صحابہ کرام کے حوالہ سے منقول شدہ غلطیوں کی حقیقت بھی آپ کو بیان کرتے چلیں جو قواعد کی صورت میں درجِ ذیل ہیں، جن کا ذہن نشین کر لینا بہت ضروری ہے:

صحابہ کرامؓ کے بارے میں جو کچھ بھی ایسا مروی ہے جو ان کی شان و مرتبہ میں نقص پیدا کرتا ہے وہ تین باتوں سے خالی نہیں:

① وہ بات سند کے اعتبار سے درست نہ ہو یعنی جس ذریعہ سے صحابہ کے بارے میں ہم تک وہ خبر پہنچی ہے وہ محدّثین کے متفقہ قواعد کے مطابق ناقابل اعتبار ہو،ایسی صورت میں وہ بات مردود ہو گی اور اُس کی کوئی حیثیت نہیں ہو گی۔

(۲) وہ بات سند کے اعتبار سے درست ہو لیکن اُس کے اچھی اور بُری دونوں توجیہات ہوں، ایسی صورت میں بالاتفاق اُس بات کی اچھی توجیہ ہی نکالی جائیگی۔

(۳) وہ سند کے اعتبار سے درست ہو اور اس کی کوئی احسن توجیہ بھی نہ ہو، ایسی صورت میں بھی بالاتفاق اُسے صحابی کے اجتہاد اور معقول تاویل پر ہی محمول کیا جائیگا، کیونکہ شریعت کے متفقہ اصول کے مطابق جان بوجھ کر صحابی کا غلط رائے و عمل کو اختیار کرنا ناممکن ہے اور ان کی سیرت اس بات کی گواہی دیتی ہے لہٰذا اسے بنیاد بنا کر اُن پر اعتراض کرنا کسی طور جائز نہیں ہو گا۔

اسی طرح یہ جاننا بھی بہت ضروری ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے جو گناہ سرزد ہوئے وہ مندرجہ ذیل پانچ باتوں میں سے کسی ایک سے زائل ہو جائیں گے:

(۱) یا تو صحابہؓ نے اس گناہ سے توبہ کرلی ہو گی، اور یقیناً کی ہو گی کیونکہ وہ سب سے بڑھ کر توبہ کی حرص رکھنے والے اور توبہ کرنے والے لوگ تھے، ایسی صورت میں ان پر کوئی گناہ باقی ہی نہیں رہتا کیونکہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔

(۲) یا پھر وہ گناہ ان کی نیکیوں کے بدلہ میں معاف کردیے جائیں گے، کیونکہ قرآن حکیم میں رب تعالیٰ کا فرمان ہے کہ (نیکیاں، برائیوں کو ختم کردیتی ہیں) اور بلا شبہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نیکیوں کے مقابلہ میں اُن کے گناہ آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں، خاص طور پر جب ادنی سے صحابی کی نیکی کا اجر بقیہ اُمت کے نیک ترین آدمی کی بڑی سی بڑی نیکی کے اجر کے مقابلہ میں کئی درجہ زیادہ ہو۔

(۳) یا پھر ان کے گناہ ان کے سب سے پہلے اسلام لانے کی وجہ سے معاف کردیے گئے ہوں، کیونکہ یہ عمل بھی گناہوں سے معافی کا ذریعہ ہے۔

④ یا پھر ان کے گناہ رسولِ اکرم ﷺ کی اُس شفاعت و سفارش کی بدولت ختم کردیے جائیں گے جو انہیں کل قیامت کے دن حاصل ہوگی، کیونکہ رسولِ اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق آپ کی سفارش اُمت کے اُن لوگوں کو حاصل ہوگی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کرتے، یعنی صرف مؤحدین ہی کو حاصل ہو گی، تو پھر سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس اُمت میں صحابہؓ سے بڑھ کر مؤحدین کی جماعت کون سی ہے اور صحابہؓ سے بڑھ کر آپ کی سفارش کا حقدار اور کون ہوگا؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سب سے بڑھ کر رسول ﷺ کی سفارش کا حق رکھتے ہیں۔

⑤ یا پھر اُن کے گناہوں کو اُن پُر کٹھن اور تکلیف سے بھری آزمائشوں کے بدلہ میں معاف کردیا جائے گا جو انہیں دنیا میں اللہ تعالیٰ کے دین اور عقیدہ توحید کی خاطر پہنچیں۔ کیونکہ شریعت کی رو سے آزمائش گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے۔

اب ان پانچوں امور کو اپنے سامنے رکھیں اور صحابہؓ کی سیرت کا مطالعہ کریں آپ کو صراحت کے ساتھ سمجھ آجائیگا کہ جو صحابہؓ سے گناہ سرزد ہوئے وہ ان پانچ امور سے ختم ہو جاتے ہیں۔

لہٰذا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے سرزد ہونے والی خطاؤں کو بنیاد بنا کر بھی اُن پر کسی بھی قسم کے اعتراض و طعن کا جواز نہیں نکلتا، کیونکہ صحابیؓ سے سرزد ہونے والی خطائیں جب خطاء ہی نہ رہیں (جیسا کہ مذکورہ پانچ امور سے واضح ہو چکا) تو اس بنیاد پر اُن پر ہر قسم کے اعتراضات محض لغو اور بے جا تنقید ہی شمار کیے جائیں گے۔

صحابہ کرامؓ کے خلاف ہر طرح کی بدکلامی و بےادبی سے کلّی اجتناب کرنا اگرچہ وہ اشارہ و کنایہ سے ہی کیوں نہ ہو۔

کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں پیچھے بیان کی گئیں تمام باتوں کو جاننے اور سمجھنے کے بعد کوئی بھی سلیم الفطرت اور عقل مند مسلمان بلکہ کوئی بھی انسان اصحابِ محمّد ﷺ کے بارے میں بد کلامی نہیں کر سکتا، لیکن اس سب کے باوجود خاص طور پر بھی ربِّ کائنات اللہ عزّ و جل اور سرورِ کائنات محمّدؐ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے خلاف صراحتاً تو دور اشارۃً بھی کسی بھی طرح کی بد کلامی و بے ادبی سے سختی سے منع فرمایا ہے، اور جو اہلِ ایمان ہے وہ سر تسلیمِ خم کرتے ہوئے اس حکم کی پاسداری کرتا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حوالہ سے قرآن کریم کا مطالعہ کرنے کے بعد ہمیں تین طرح کی آیات نظر آتی ہیں (واللہ اعلم)

① وہ جن میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فضیلت، اُن کا مقام و مرتبہ اور اُن کی صفاتِ حمیدہ بیان فرمائی ہیں۔ جیسے سورۃ البقرۃ: ۱۴۳-سورۃ النور: ۱۱۷-سورۃ الحشر: ۸، ۹، ۱۰-سورۃ الانفال: ۷۴-سورۃ آل عمران: ۱۱۰ وغیرہا۔

② وہ جن میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اپنی مغفرت اور رضامندی کا اعلان فرمایا اور اُنہیں جنّت کی خوشخبری سنائی ہے، جیسے سورۃ البقرۃ: ۱۰۰-سورۃ الفتح: ۱۸ - سورۃ الفتح: ۲۹-سورۃ النساء: ۹۵-سورۃ الحدید: ۱۰ وغیرہا۔

③ اور تیسری سورۃ الفتح کی آیت: ۲۹ جس میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صفاتِ حمیدہ بیان کرنے کے بعد فرمایا: {لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ} (تاکہ وہ (اللہ تعالیٰ) ان (صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے ذریعہ کافروں کو غصہ دلائے)۔

یعنی محمّد ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کفار ہی غیظ و غضب کھاتے ہیں، اس آیت کی روشنی میں اہلِ علم کی ایک بڑی جماعت نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بغض کو کفر شمار کیا

ہے جیسا کہ امام مالکؒ نے فرمایا کہ: جس کے دل میں کسی ایک صحابی کے خلاف بھی غیظ وغضب ہے وہ اس آیت کا مصداق ہے، اور امام قرطبیؒ و دیگر اہلِ علم نے اُن کی اس بات کی موافقت کی ہے۔(تفسیر قرطبی ج۱۶ ص۲۹۷)

اور امام ابنِ کثیرؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے امام مالکؒ نے روافض کے کافر ہونے پر استدلال کیا ہے کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شخصیات کو دیکھ کر روافض غیظ وغضب میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور جسے صحابی کی شخصیت غیظ میں مبتلا کرے وہ اس آیت کی روشنی میں کافر ہے، اہلِ علم کی ایک جماعت نے امام مالکؒ کی موافقت کی ہے۔(تفسیر ابن کثیر ج۷ ص۳۶۲)

اسی طرح رسولِ اکرم ﷺ کا حکم در حقیقت اُسی کا حکم ہے، کیونکہ رسولِ اکرم ﷺ اپنی طرف سے کوئی حکم ارشاد نہیں فرماتے جیسا کہ سورۃ النجم آیت: ۳ اور ۴ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا اور سورۃ النساء آیت: ۸۰ میں اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے، لہٰذا ہم مسئلہ مذکورہ پر اختصاراً احادیث ذکر کرتے ہیں پھر قرآن کریم کی مذکورہ آیات اور مندرجہ ذیل احادیث کا خلاصہ بیان کریں گے۔

اور جہاں تک اس حوالہ سے رسولِ اکرم ﷺ کے حکم کا تعلق ہے تو آپ ﷺ کا فرمان ہے: **إذا ذُكِرَ أَصحابِي فَأَمسِكُوا** (معجم کبیر للطبرانی ج ۱۰ ص ۱۹۸) کہ جب بھی میرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر ہو تو (اُن کے خلاف کسی بھی طرح کی بات کرنے سے) بہر صورت رُک جاؤ۔

مذکورہ روایت حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں ایک مستقل قاعدہ کی حیثیت رکھتی ہے جس کے مطابق:

①۔ صحابہ کرامؓ کے خلاف امّت کے کسی بھی فرد کو (گرچہ وہ کوئی بھی حیثیت یا مقام رکھتا ہو) کسی بھی صورت میں یہ اجازت نہیں کہ وہ صحابہؓ کے بارے میں کوئی بھی ایسی بات کرے جو بے ادبی یا گستاخی کے زمرہ میں آتی ہو، کیونکہ:

الف) مذکورہ روایت میں حرف "اذا" عموم پر دلالت کرتا ہے، جس کا معنی ہے "جب بھی" یعنی کوئی وقت اور صورت اس سے مستثنٰی نہیں، لہٰذا جب بھی صحابہ کا ذکر ہو "وہ کسی بھی مسئلہ سے متعلّق ہو" اُس میں اپنی زبانوں کو ہر طرح کی تنقید سے پاک رکھنا چاہیے۔

ب) روایت میں مذکور کلمہ "**فامُسِكُوا**" امر کا صیغہ ہے جو کہ وجوب پر دلالت کرتا ہے، یعنی یہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے جس پر عمل واجب ہے، اور یہ جمع کا صیغہ ہے جس میں سب شامل ہیں، یعنی امّت کے ہر فرد کو یہ حکم ہے، اور کوئی اس حکم سے مستثنٰی نہیں ہے۔

ج) یہاں مطلقاً "امساک" یعنی بہر صورت خاموش رہنے کا حکم ہے جس کا مطلب ہے کہ وجہ کوئی ہی کیوں نہ ہو "صحابہ کے خلاف کچھ بھی کہنے سے خاموش رہنا ہے" اس طرح وہ لوگ جو صحابہ کو اس امّت کے دیگر افراد کی جگہ رکھ کر اُن کے بارے میں اپنی ذاتی رائے دیتے ہیں اور بالخصوص سیاسی معاملات میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مابین ہونے والے اختلافات میں اُنہیں تنقید کا نشانہ بناتے ہیں وہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان سے بغاوت کے مرتکب ہوتے ہیں، لہٰذا اُن تمام لوگوں کی آراء اس باب میں باطل ہیں اور امّت کو ہر اُس فرد سے خبردار رہنا چاہیے جو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کسی بھی حوالہ سے تنقید کرتا ہے،

②۔ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مخالفت میں کسی بھی قسم کا تبصرہ تک حرام ہے تو

اصحابِ محمدّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف بد کلامی کرنا، سبّ و شتم کرنا یا تبرّاء کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ انتہائی بد بخت ہے وہ شخص جو اصحابِ محمدّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف بات کرتا ہے۔

۳۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عدالت و دیانت کے تمام ضابطوں پر پورا اُترتے ہیں (کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان کے خلاف کسی بھی طرح کی بات سے منع کرنا اس بات کی دلیل ہے) لہٰذا وہ ہر طرح کی جرح و تحقیق سے مستثنیٰ ہیں، اور یہی اہل السنہ والجماعہ اہلِ حق کا عقیدہ ہے۔

۴۔ وہ مسائل جن میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مابین اختلاف ہوا ہو، وہ گرچہ کسی بھی نوعیت کے ہوں، اُن کو بنیاد بنا کر بعد میں آنے والے اُمّت کے کسی بھی فرد کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ طرفین میں سے کسی بھی صحابی پر کسی بھی طرح کی تنقید کرے البتہ اگر اُس مختلف فیہ مسئلہ کا تعلق شریعت کے عملی احکامات سے ہو تو اُس میں دلیل کے مطابق راجح رائے کو عملاً اختیار کیا جائے گا اور مرجوح رائے کو بغیر اُس کے قائلین پر تنقید کیے ترک کر دیا جائے گا۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ مبارک ہے: "میرے صحابہ پر سبّ و شتم مت کرو، انہیں برا مت کہو، (اور جان لو کہ) اگر تم میں سے کوئی بھی (اللہ تعالیٰ کے راستے میں) اُحد (جیسے بڑے پہاڑ) کے برابر سونا خرچ کرے تو (اس کے مقابلہ میں) میرے ادنیٰ سے صحابی کے خرچ کیے ہوئے آدھا کلو بلکہ ایک پاؤ (گندم) کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا"۔ (بخاری و مسلم) اسی طرح صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بغض در حقیقت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض ہے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اور اہم فرمان ہے: اللہ اللہ في أصحابي لا تتخذوهم غرضًا بعدي ، فمن أحبهم فبحبي أحبهم و من أبغضهم

فببغضي أبغضهم ، و من آذاهم فقد آذاني و من آذاني فقد آذى الله ، و من آذى الله فقد أوشك أن يأخذه .

رسولِ اکرم ﷺ نے اپنے اس فرمان میں اللہ تعالیٰ کا دو مرتبہ واسطہ دیتے ہوئے فرمایا کہ میں تمہیں اپنے صحابہ کے بارے میں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ میرے بعد انہیں اپنے (طعن و تشنیع کا) ہدف مت بناؤ، پس (یاد رکھو کہ) جس نے اُن سے محبّت کی تو میری محبّت کی وجہ سے اُن سے محبّت کی اور جس نے اُن سے کسی بھی قسم کا بغض رکھا تو اُس نے در حقیقت مجھ سے بغض کی وجہ سے اُن سے بغض رکھا، اور جس نے اُنہیں کسی بھی قسم کی تکلیف دی اُس نے (صرف اُنہیں ہی نہیں بلکہ) مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اُس نے اللہ تعالی کو تکلیف دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی وہ بہت جلد اُس کی پکڑ فرمائے گا۔ (احمد، بخاری فی تاریخ الکبیر، ترمذی)

رسولِ اکرم ﷺ کا یہ فرمان انتہائی قابلِ غور ہے، اس لیے اسے بار بار پڑھنا اور اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے، کیونکہ جو سمجھنا چاہے اُس کے لیے یہی کافی ہے کیونکہ: اس حدیث میں خاص اُن لوگوں کے لیے نصیحت ہے جنہوں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اپنا ہدفِ تنقید اور طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا ہوا ہے، جو اہلِ بیت کی محبّت کا نعرہ لگا کر یا کسی بھی وجہ سے اصحابِ محمّد پر تبرّاء و الزام تراشی کرتے ہیں اور اپنی زبانوں کو بے لگام کرتے ہیں۔

اور رسولِ اکرم ﷺ کا فرمان " اللہ اللہ " یہ تنبیہ اور ڈرانے کے لیے ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ "آگ آگ" تو اس کا مطلب ہوگا کہ آگ سے ڈرو اور دور رہو، تو یہاں بھی یہی مراد ہے کہ "اللہ سے ڈرو" اور ایسا نہ کرو۔

اسی طرح آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ "میرے بعد میرے صحابہ کو اپنا ہدفِ تنقید مت بنانا" اس سے مراد یہ ہے کہ دیکھو اُن کو برا مت کہنا اور اُن پر ہرگز سبّ

وشتم نہ کرنا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ فرمانا کہ " جس نے اُن سے محبّت کی تو میری محبّت کی وجہ سے اُن سے محبّت کی اور جس نے اُن سے کسی بھی قسم کا بُغض رکھا تو اُس نے در حقیقت مجھ سے بغض کی وجہ سے اُن سے بغض رکھا " یہ واضح دلیل ہے کہ صحابہ سے محبّت کرنے والا در حقیقت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبّت کرتا ہے اور صحابہ سے بغض رکھنے والا در حقیقت محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بغض رکھتا ہے۔

اسی طرح رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لعنت فرمائی ہے ہر اُس بد بخت پر جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر بد کلامی کرتا ہے:

من سبّ أصحابی فعلیه لعنة الله والملائكة والنّاس أجمعین-

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ: جو میرے صحابہ کو بُرا کہے اُس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور کائنات کے تمام لوگوں کی لعنت ہو۔(طبرانی)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے منتخب شدہ افراد ہیں اُن پر طعن اللہ کے انتخاب پر طعن ہے:

ایک اور مقام پر کچھ اس طرح فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ اخْتَارَنِي وَاخْتَارَ لِي أَصْحَابًا، فَجَعَلَ لِي مِنْهُمْ وُزَرَاءَ وَأَنْصَارًا وَأَصْهَارًا، فَمَنْ سَبَّهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلا عَدْلا ".

کہ اللہ تعالیٰ نے (نبوّت کے لیے) میرا انتخاب فرمایا اور میرے لیے ساتھیوں (صحابہ) کا انتخاب فرمایا، پس اُن (صحابہ) میں سے کچھ کو میرا وزیر بنایا، کچھ کو مددگار، اور کچھ کو میرا سُسر و داماد بنایا، (اور پھر فرمایا کہ) جو اُنہیں (صحابہ کو) بُرا کہے اُس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور کائنات کے تمام لوگوں کی لعنت ہو، کل روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اُس کا کوئی

فرضی یا نفلی عمل قبول نہیں فرمائے گا۔(طبرانی معجم الاوسط، مستدرک حاکم، الشریعہ للآجری، حلیۃ الاولیاء، معرفۃ الصحابہ)

یہ روایت اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انتخاب اللہ ربّ العالمین نے فرمایا ہے، اور جو صحابہ پر طعن کرتا ہے وہ معاذاللہ در حقیقت اللہ تعالیٰ کے انتخاب پر طعن کرتا ہے۔

اسی طرح اس روایت کی روشنی میں وہ تمام لوگ جو اصحابِ محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تبرّاء اور طعن و تشنیع کرتے ہیں ملعون ہیں اور ہر قسم کی خیر و بھلائی اور انسانی ہمدردی سے محروم و مستثنیٰ ہیں، جس پر اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے اور تمام لوگ لعنت کریں وہ اس لائق ہے کہ اس کی اس قبیح حرکت پر سخت سے سخت گرفت کی جائے اور اُس کا معاشرہ میں بائیکاٹ کیا جائے اور اربابِ اختیار پر یہ لازم ہے کہ اسے قرار واقعی سزا دی جائے اور اُس کے معاملہ میں کسی بھی قسم کی کوئی نرمی مت برتی جائے۔

مذکورہ تمام باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حوالہ سے قرآن کریم میں مذکور تینوں اقسام کی آیات اور بیان کی گئی احادیثِ مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ:

رب تعالیٰ نے اصحابِ محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دنیا ہی میں اپنی رضامندی کا اعلان فرمادیا ہے اور اللہ تعالیٰ عالمِ الغیب ہے، ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ ایسے لوگوں سے اپنی رضامندی کا اعلان فرمادے جو معاذاللہ منافق ہوں یا مرتد ہوگئے ہوں یا ظالم و غاصب ہوں یا کسی بھی طرح کی زیادتی کرنے والے ہوں، اور پھر یہی نہیں بلکہ تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دنیا ہی میں جنّت کی بشارت بھی دی ہے، اور تا قیامت اُن کا ذکرِ خیر اپنی کتابِ ہدایت قرآن کریم کے ذریعہ جاری فرمادیا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مبیّنہ فضیلت، اُن کے شرف و عالی مرتبت ہونے کو تسلیم کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ نے اُن کی فضیلت و تزکیہ بیان فرمایا ہے۔

اصحابِ محمّد ﷺ سے محبّت رکھے اور اُن سے بغض و عداوت کو ایمان کے منافی سمجھے کیونکہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ اُن سے محبّت فرماتے ہیں اور جن سے اللہ اوراس کے رسول ﷺ محبّت کریں اُن سے بغض رکھنا ایمان کے منافی ،کفر، نفاق اور دنیا و آخرت میں ذلّت و رسوائی کا سبب ہے۔

ہر اُس شخص سے محبّت کرے جو صحابہؓ سے محبّت کرتا ہے اور ہر اُس شخص سے بغض و عداوت رکھے جو صحابہؓ سے کسی بھی قسم کا بغض رکھتا ہے، کیونکہ یہ عقیدہ کے اہم ترین جزء الولاء والبراء "اللہ ہی کے لیے محبّت اور اُسی کے لیے عداوت" کا تقاضہ ہے اور رسولِ اکرم ﷺ کے بیان کیے گئے فرامین کے مطابق صحابہ سے بغض در حقیقت نبی مکرّم ﷺ سے بغض ہے اسی لیے نبی مکرّم ﷺ سے بغض رکھنے والے سے جیسے بغض و عداوت رکھنا واجب ہے بعینہ صحابہؓ سے بغض رکھنے والوں سے بھی عداوت و نفرت رکھنا واجب ہے۔

اصحابِ محمّد ﷺ کے خلاف کسی بھی طرح کی بدکلامی کو حرام سمجھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے منتخب و راضی شدہ بندوں کے خلاف ہر طرح کی بدکلامی حرام ہے خاص کر جب اس قبیح عمل سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے صراحتاً منع بھی فرما دیا ہو۔

جو بھی اصحابِ محمّد ﷺ کے خلاف کسی بھی طرح کی بدکلامی کرے وہ اللہ تعالیٰ، اُس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت کا مستحق ہے جیسا کہ رسولِ اکرم ﷺ کا فرمان ذکر کیا گیا، لہٰذا جو بھی ایسی رذیل حرکت کا ارتکاب کرے اُس سے ہر

طرح کے تعلق کو ختم کیا جائے اُس کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے اور اُس کے ساتھ، رشتہ داری قائم کرنا، معاملات کرنا، اُس کا ذبیحہ کھانا حتیٰ کہ اُس کے لیے اپنے دل میں رحم دلی تک رکھنا سب رسولِ اکرم ﷺ کے مذکورہ فرامین کی روشنی میں ناجائز ہے

ہر مسلمان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ عملی طور پر ہر وہ سبب اور ذریعہ اختیار کرے جس سے اُس کے دل میں اصحابِ محمدّ ﷺ کی محبّت و احترام پیدا ہو اور قائم رہے، اُن کی سیرت کا مطالعہ کرے، اُن کے ذکرِ خیر پر مشتمل محافل و مجالس منعقد کرے، اور اُن محفلوں میں اپنے اہل و عیال سمیت شریک ہو، اور عملی طور پر گفتار و کردار کے لحاظ سے اُن کے نقشِ قدم پر زندگی گذارنے کی کوشش کرے، اس کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کی تربیت اُن کی سیرت و کردار پر کرے، اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زبانی و عملی محبّت کا زبان و قلم کے ذریعہ بھرپور پرچار کرے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مقامِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

رحمتِ کائنات ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تمام مخلوق میں انبیاء اور مرسلین کے بعد سب سے افضل مقام و مرتبہ کے مالک ہیں، اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے لیے ان کا انتخاب فرمایا، نبی کریم ﷺ کی صحبت سے انہیں شرف یاب فرمایا، یہی وہ لوگ تھے جو اس امت میں سب سے زیادہ فہم و فراست کے مالک تھے، علم و تقویٰ کے کوہِ ہمالیہ تھے، پاک دل و پاکباز تھے، راہِ مستقیم پر گامزن تھے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی وہ لوگ تھے جو اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود کے نہ صرف پابند تھے بلکہ سب سے زیادہ حدود اللہ سے آگاہ بھی تھے، وہ اِنابت الی اللہ میں سبک رفتار تھے، حیاتِ دنیوی میں زُہد ان کی پہچان تھی، حیاتِ اُخروی کے دلدادہ اور شیدائی تھے۔

صحابی کا اعزاز اور افتخار ہی یہ ہے کہ اس نے اِیمان کی آنکھ سے چہرہ مصطفے ﷺ کا دِیدار کیا، حالتِ اِیمان میں صحبت و مجالست نبوی اختیار کی، ایمان کی حالت میں زندگی بسر کی، ایمان کی حالت میں ہی دار فانی کو چھوڑ کر دار البقاء کی سمت رخت سفر باندھا، انہی کو، انہی صفات کے حاملین کو ستاروں کے ساتھ مشابہت دی گئی، گویا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین آسمان نبوت کے ستارے تھے، گلشنِ نبوی کے پھول تھے، انہی گلہائے رنگا رنگ سے چمنِ مصطفےٰ ﷺ میں رونقیں اور بہاریں تھیں۔

عرشِ بریں کا سب سے آخری پیام، قرآن کریم ان کی شان و مقام بیان کرتا ہے، قرآن ان کی شخصیات کو نکھارتا ہے، قرآنِ کریم کی سنہری آیات اور درخشندہ بیانات ان کی فضیلت کو چار چاند لگاتے ہیں، فرموداتِ نبوی ﷺ میں ان کی عظمت و رِفعت کے تذکرے اِنسانی تن وجود میں مسرت و شادمانی کی لہر دوڑا دیتے ہیں۔

انبیاء و مرسلین کے بعد مخلوق خداوندی میں یہی وہ شخصیات ہیں جن جیسی کوئی اور شخصیات رب نے پیدا ہی نہیں کیں، یہ درسگاہ نبوی اور دانشگاہ مصطفوی میں تربیت پاکر میدان میں اترے تھے، ان جیسا تربیت یافتہ کوئی نہیں اور مصطفے کریم ﷺ جیسا مربی کوئی نہیں۔

ان خوش بختوں، خوش نصیبوں اور روشن بختوں کے جہاں بے شمار فضائل، محامد، محاسن اور مناقب ہیں وہاں ایک خوبی اور فضیلت یہ ہے کہ ان کی زندگانی، ان کی گفتار، ان کا کردار قرآن کی روشن تعلیمات کے مطابق تھا، یہ نقوش پائے مصطفے ﷺ پر گامزن ہو کر منزل مقصود کی سمت رواں دواں رہے، مصطفے کریم ﷺ کی زبان مبارک سے نکلنے والے الفاظ پر پہرہ داری ان کی اولین ترجیح ہوا کرتی تھی۔

یہی وہ مجاہدین فی سبیل اللہ تھے، داعی الی اللہ تھے، مبلغین اسلام تھے جنہوں نے دین مصطفوی کا نور اطراف واکناف عالم میں پہنچانے کی مساعی جمیلہ بروئے کار لائیں، کرہ ارضی سے شب ظلمت کافور ہوئی اور چہار سو اجالوں کا نور آیا تو انہی کے دم قدم سے، جس طرح رحمت کائنات ﷺ کی آمد سے قبل نشان نور گم تھا، ہر سو ظلمت کا راج اور بسیرا تھا ان لوگوں کی جانفشانی، تگ وتاز اور مساعی سے قبل دنیا اپنی اصل ڈگر سے ہل چکی تھی، یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے آفتاب رسالت مآب ﷺ سے روشنی لے کر دنیا کو عالم تاب بنایا، انہی لوگوں نے اسلام کا پھریرا چہار دانگ عالم میں بلند کیا، دین اسلام کو تحریف و تبدل سے بچانے کی کاوشیں انہی لوگوں نے بروئے کار لائیں، نہ دین میں اضافہ ہونے دیا اور نہ کمی ہونے دی، رحمت کائنات پر نازل ہونے والی کتاب کامل و مکمل، آپ کی شریعت کامل و مکمل، آپ کا دین کامل و مکمل، وحی الٰہی بلا کم و کاست اللہ کی مخلوق تک پہنچائی۔

یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے راہ خدا میں اپنامال لٹایا،یہی وہ لوگ تھے جو پیامبر اسلام کی زبان مبارک سے نکلنے والے ایک ایک لفظ پر عمل پیرا ہونے کو نجات دارین کاذریعہ خیال کرتے تھے،سب کچھ راہ خدااور منشاء مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ڈھیر کردیا تھا،نصرت اللہ اور نصرت رسول اللہ کے لیے ہمہ وقت مستعداور تیار رہتے تھے، ایک طرف دین اسلام کوپروان چڑھانے پر کمربستہ تھے تودوسری طرف دشمنان اسلام کی اسلام کے خلاف کی جانے والی سازشوں اورریشہ دوانیوں کا قلع قمع کرتے تھے۔

اِشاعتِ اِسلام،دفاعِ اِسلام،ترویجِ اِسلام کی خاطر انہیں بھاری بھر کم قربانی دیناپڑی،آزمائشوں کی جانگسل وادیاں عبور کرنا پڑیں،مصائب وآلام کی چکیوں میں پستے رہے،رحمت کائنات کے عشق ومحبت میں،دین اسلام کی سربلندی کے لیے آنے والی تکالیف کوہنس کرسہہ لیتے تھے،دکھ اٹھاتے تھے،تحمل اور برداشت سے کام لیتے تھے۔

انہی کو مصابیح الدجیٰ کہا گیا،یہی شب ظلمت وتاریک میں چراغ سحر تھے،یہ راہ ہدایت کے چراغ تھے،راہبران ملت تھے،یہی وہ قُدوہ اوراُسوہ تھے جن کی اِقتدا اور پیروی کی جاتی تھی،یہی وہ لوگ تھے جن کی صفت وثناء،مدح وتوصیف خود پروردگار کرتا ہے،یہی وہ جانباز سپاہی اور فدائی تھے جن کے چرچے اورتذکرے زبان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رقصاں تھے،ان کے محامداور محاسن کوقرآنی شہ پاروں میں تلاش کرو،رب العالمین انہی کوسابقون الاولون سے خطاب کرتا ہے،یہی لوگ دین الٰہی کی خاطر گھر بار چھوڑنے پر مجبور کیے گئے تھے،یہی وہ لوگ تھے جو سرزمین مکہ کو چھوڑتے ہوئے اپنے کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا میں اداسی سے مکہ کے پہاڑوں کودیکھ رہے تھے،سرزمین مکہ کوبوجھل دل سے دیکھ رہے تھے،پھر نقوش پائے مصطفےٰ کریم

ﷺ پر گامزن ہو کر، شاہراہ ہجرت پر قدم رکھتے ہوئے وداع کی گھاٹیوں تک جا پہنچے، جہاں مدینہ کے لوگوں نے ان کے لیے دِیدہ ودِل فرشِ راہ کیے۔

مدینہ کے لوگوں نے اپنا سب کچھ ان کے سپرد کرنے کی آفر کر دی تھی، حتی کہ جس کے عقد میں دو بیویاں تھیں ایک کو طلاق دے کر اپنے مہاجر بھائی کے ساتھ شادی کرانے کی پیش کر دی، انہی کو رضائے خداوندی کا پروانہ ملا، انہی کے لیے جنت کے باغات کی بشارت سنائی گئی، جنت بھی دلکش ودلربا، جس میں نہریں رواں دواں ہیں۔

انہیں یہ اعزاز وافتخار ملا کہ یہ جنت میں سدا آباد وشاد رہیں گے، کامرانی اور فائزالمرامی ان کا مقدر بن گئی، انہیں مفلحون (کامیاب) قرار دیا گیا، انہیں فائزون (فائزالمرام) قرار دیا گیا، انہیں متقون (اہل تقویٰ) قرار دیا گیا، انہیں راشدون (ہدایت یافتہ اور ہدایت پھیلانے والے) کہا گیا، انہیں صائمین قرار دیا گیا، انہیں نمازی، حاجی، مجاہد فی سبیل اللہ اور غازی قرار دیا گیا۔

یہ کریم نبی ﷺ کی معیت اور صحبت رکھنے والے، کفار پر شدید، باہم یک دگر شیر وشکر، ان کا الٹنا پلٹنا اور پلٹ کر جھپٹنا اگر دیکھنا ہے تو انہیں حالت سجدہ میں دیکھو، جہاں یہ بارگاہ رب العالمین میں سجدہ ریز ہوتے ہیں، یہ ساری دنیا سے کٹ کر اگر کسی آستانہ پہ اپنی جبین نیاز خم کرتے ہیں تو وہ اللہ کی ذات ہے، ان کا مقصد حیات رضائے مولا از ہمہ اولیٰ ہے، یہ فضل ایزدی کے متلاشی ہیں، ان کی پیشانیوں پر نشانہائے سجود ثبت ہیں۔

ان کی جرأت رندانہ کے تذکرے تورات میں چمکتے ہیں، ان کی گفتار وکردار کے چرچے زبور کے شہ پاروں میں نمایاں ہیں، ان کی ولولہ انگیزی اور اطاعت شعاری

کے تذکرے انجیل میں دمکتے ہیں، گلشن نبوی کے ان پھولوں کی مثال ابتدائی زمانہ میں کمزور کھیتی جیسی تھی، جنہیں باغباں، گلشن کے پاسباں اور باغ کے مالک نے اپنے دست مبارک سے سینچا، اسے پروان چڑھایا، اسے مضبوط کیا، ایک وقت آیا کہ باغباں اور گلشن کے پاسباں کی شبانہ روز مساعی نے اس کھیتی کو طاقت ور بنادیا۔

اس کھیتی کی ہریالی اور شادابی کو دیکھ کر باغباں مسرت اور شادمانی کا اظہار کرتا ہے، مگر اَعدائے اِسلام، کفار، منکرینِ خدا ورسول اس بڑھتی، پروان چڑھتی، پھلتی پھولتی کھیتی کو دیکھ دیکھ کر تلملاتے ہیں، پشیمان ہوتے ہیں، غیظ وغضب سے لوٹ پوٹ ہوتے ہیں، ان لوگوں کی کامرانی سے ان کے سینوں پر سانپ لوٹتے ہیں، انہی صاحبانِ ایمان وایقان سے رب العالمین کا عہد وپیمان ہے کہ میں انہیں معافی کا پروانہ دیتا ہوں اور اجر عظیم سے نوازتا ہوں، دیکھو ذرا سورۃ الفتح کی آیت ۲۹

ان خوش نصیبوں کے چمکتے دمکتے، درخشاں اور تاباں بخت دیکھو، ان کے چمکتے اور نرم ونازک ہاتھوں کا منظر اس سمے دیکھتے جب مدینۃ النبی سے کچھ فاصلے پر یہ لوگ حدیبیہ کے مقام پر ایک ببول کے درخت تلے موجود تھے، جب ان کے کانوں کی دہلیز سے جود وسخا کے کوہ ہمالیہ عثمان بن عفان کی شہادت کی اطلاع ٹکرائی تو انہوں نے اپنے آقا رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک پر اپنے ہاتھ رکھ کر بیعت کی۔

یہ وہی خوش بخت لوگ تھے جن کے ہاتھوں پر اللہ نے اپنا ہاتھ قرار دیا، انہی کو اہل ایمان کہا گیا، انہیں کے دلوں کی صفائی، ستھرائی اور تزکیہ کو رب العالمین نے بیعت الرضوان کے موقع پر عالم آشکارا کیا، انہی پر سکینہ کا نزول فرمایا، انہی کی حکمت وتدبر کو فتح مبین قرار دیا، دیکھو ذرا سورۃ الفتح کی آیت ۱۸)

انہی خوش بخت اور چمکتے مقدر والوں کو صدیق، فاروق، ذی النورین اور شیر خدا کہا گیا، انہی کا نام لے لے کر جنت کا مژدہ جانفزا سنایا گیا، انہی کے احسانات کا بدلہ بروز محشر رب تعالیٰ اتاریں گے، انہی کی نیکیوں کو آسماں کے ستاروں سے تشبیہ دی گئی، انہی کی جرأت، بہادری، شجاعت اور بسالت کو دیکھتے ہوئے مشک و عنبر سے دھلی زبان نبوی سے یہ جملہ نکلا تھا کہ فاروق تجھے دیکھ کر ابلیس راہِ فرار اختیار کر لیتا ہے، راستہ بدل لیتا ہے، انہی میں وہ پیکر صدق وصفا اور ہمالیہ جود و سخا عثمان تھا جس کے عقد میں پیامبر اسلام نے اپنی دو نور نظر، لخت جگر بیٹیاں دے دیں تھیں، دوسری کے سانحہ ارتحال پر پیامبر اسلام کی زبان سے یہ جملہ نکلا تھا کہ اگر میری دس بیٹیاں بھی ہوتیں اور ایک ایک کر کے انتقال کرتی رہتیں تو میں تیرے عقد میں پیش کرتا رہتا، یہی وہ جرأت و شجاعت کے پیکر تھے جن کے ہاتھ میں جب علم تھمایا تو خیبر کا قلعہ اکھاڑ کر تاریخ کے سنہری اوراق میں خیبر شکن کا لقب پایا، یہی وہ عظیم انسان تھے جن کو ہادی اور مہدی کے سنہرے القابات سے نوازا گیا۔

انہی کے لیے دفاعی حصار قائم کرتے ہوئے گلشن کے پاسبان نے اعلان فرمایا کہ انہیں سب و شتم کا نشانہ اور ہدف نہ بناؤ، اس ذات برحق کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم جبل احد جتنا سونا لٹا دو تو پھر بھی میرے جانثاروں، فداکاروں، رضاکاروں کے ایک سیر گندم یا آدھ سیر گندم کے برابر بھی نہیں، یہی وہ خوش نصیب تھے جنہیں ستارگانِ فلک سے تشبیہ دی گئی، کہ ستارگانِ فلک آسمان کی حفاظت کا سبب ہیں، جب ستارے بے نور ہو جائیں گے تو ہنگامہ محشر بپا ہو جائے گا، جس کا انسانوں سے عہد و پیمان کیا گیا ہے، میں نگہبان ہوں اپنے جانثاروں کا، جس دن میں نے رخت سفر باندھ کر جنت میں بسیرے کر لیے تو وہ ہنگامہ محشر سمجھ

لیناقریب سے قریب تر ہو کر رہے گا،میرے جاںنثار،رضاکار اور فداکار میری امت کے پاسبان اور نگہبان ہیں،جب میرے جاںنثار رخت سفر باندھ لیں گے تو پھر سمجھ لیناکہ ہنگامہ محشر بہت ہی قریب آچکاہے جس کاتم سے عہد وپیمان کیاگیاہے۔

اے لکھاری،اے خامہ فرسا! یہ سوچ اور فکر کر،اپنے قاریوں اورپڑھنے والوں کو بھی متوجہ کرکہ ہماری صحابہ کرام سے متعلق کیاذمہ داری بنتی ہے؟صحابہ کرام سے متعلق ہمارے اوپر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے،انہی نیکوکاروں اور صالحوں کی بدولت بلاتعب ومشقت دین الٰہی ہم تک پہنچا،ان کاہم پر بڑاحق ہے،اس لیے ضروری ہے کہ ہم ان کی عظمت کاخیال کریں،ان کے حق کاانکارنہ کریں۔

ایک ضروری چیز جس پر ہماری توجہات مرکوز ہوناچاہییں یہ ہے کہ ہم قرآن وسنت کی روشن اوردرخشاں تعلیمات میں بیان کردہ عظمت وفضیلت صحابہ کرام کو دل وجان سے تسلیم کریں،ان کے فضائل کااقرار کریں،جملہ صحابہ سے بلاتمیز محبت کا اظہارکریں،ان کی توقیروتعظیم کریں،ان کے فضائل،محامد،محاسن اور مناقب کا صدق دل سے اقرار کریں،ان کی شانیں،ان کے تذکرے اسی آن بان سے کریں جس کے وہ مستحق ہیں۔

انہی پاک دل وپاک بازانسانوں کوجب اللہ نے رضی اللہ کہاتوایمان کاتقاضاہے کہ ہم بھی انہیں رضی اللہ کہیں،بلکہ رضی اللہ کی گردان کریں،اسی گردان سے دشمنانِ صحابہ کے پیٹوں میں مروڑاٹھتے ہیں،ان کے لیے استغفار کریں،ان پراللہ سے رحمتوں کے نزول کی دعائیں مانگیں،ان پر تبرابازی سے بازرہیں جس طرح کائنات کے کچھ خسیس لوگ فخریہ اندازمیں کرتے ہیں اور تبرابازی پراصرار کرتے ہیں۔

ان ہستیوں کی قدر و منزلت میں کمی نہ کی جائے، یہ جن شرعی عظمتوں کے مالک ہیں وہ عظمتیں تسلیم کی جائیں، انہیں سب و شتم کا ہدف نہ بنایا جائے، انہیں طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنایا جائے، ان پر بہتان نہ تراشے جائیں، ان پر الزامات کی بوچھاڑ نہ کی جائے، اگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کہیں اور کسی موقع پر آپس میں الجھ پڑے، کہیں نوک جھونک ہو گئی، انسان ہونے کے ناطے کہیں پھسل گئے تو اس پر اپنے اندر کے بغض کو ظاہر نہ کیا جائے، اپنی زبانوں کو گندا نہ کیا جائے، اپنے درون خانہ کے گند کو سر عام نیلام کرنے کی کوشش نہ کی جائے، مشاجراتِ صحابہ کے باب میں اپنے کفر کو عیاں نہ کیا جائے، سکوت ہی بہتر ہے، مشاجراتِ صحابہ کے باب میں برائی سے تذکرہ کرنے کی بجائے بہترین تعبیر پیش کی جائے۔

بلاخوف تردید، بلاخوف لومۃ لائم عرض کرنے دیجیے کہ جو ان جنتی ہستیوں کو برا کہے گا، انہیں گالیاں دے گا، ان پر سب و شتم کرے گا، انہیں باؤلے کتے کی مانند چاؤں چاؤں کرے گا تو وہ لعنت کا مستحق ٹھہرے گا، کالی کمبلی والے آقا مدنی کریم ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ جب تم کسی ایسے شریر کو دیکھو کہ وہ میرے صحابہ کو برا کہتا ہے، گالی دیتا ہے تو علی الاعلان، بر سر عام اسے کہہ دو کہ اللہ تیرے شر پر لعنت کرے

صحابہ کرام کا دفاع کرنا، ان کی شان بیان کرنا، ان کی عزت و ناموس کی حفاظت کرنا ایمان کا تقاضا ہے، کیونکہ ایسا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جو ان پر سب و شتم کرے اس کو دندان شکن جواب دیا جائے، جو انہیں تکلیف پہنچائے اسے راہ راست پر لانے کی کوشش کی جائے، جب تک شاتمان صحابہ توبہ نہ کر لیں، اپنے گناہ و جرم کی معافی نہ مانگ لیں ان کا سوشل بائیکاٹ کیا جائے، ہر حال میں ناموس صحابہ کا دفاع لازم ہے، ان کے ساتھ حسن ظن رکھا جائے، آخر وہ نبی کریم ﷺ کے جانثار و وفادار ہیں

مسلمان صحابہ کے نقوش قدم پر گامزن ہوں،ان کی اقتدا کریں،انہیں معیار ایمان ومعیار حق قرار دیا گیا ہے،جب آج سے ساڑھے چودہ صدیاں قبل صحابہ کے بغیر ایمان بارگاہ الٰہی میں ناقابل قبول تھاتو آج کوئی مائی کا لعل کیسے دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ صدیق،فاروق،عثمان وعلی اور ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کے بغیر مومن ہو سکتا ہے،یا مومن کہلوا سکتا ہے،حالانکہ اس زمانے میں صحابہ کرام کو ملنے والی بشارتوں کو سن کر کچھ لوگوں کے دلوں میں خیالات انگڑائیاں لیتے تھے کہ وہ بھی مسلمان ہو جائیں،مگر قرآنی پاروں میں اللہ کے فرامین کو دیکھو تو سہی کہ کس طرح انہیں کہا گیا کہ تم اپنے کو مومن نہیں کہلوا سکتے،ہاں بس تم ظاہر ظاہر سے اسلام لائے ہو،پھر انہیں کہا گیا کہ تم ایمان لانا چاہتے ہو تو صحابہ کرام کی طرح ایمان لاؤ۔

کچھ لوگوں نے صحابہ کی کسر شان کے لیے ایک نیا فتنہ کھڑا کیا ہے،وہ فلموں کے ذریعے صحابہ کے حالات کو منظر عام پر لائے تاکہ لوگوں کے دلوں میں صحابہ کرام کے بارے میں وہ امیج بٹھائیں جو ناپسندیدہ ہو،ان کے گھروں کو اس انداز میں پیش کیا گیا کہ انسان نفرت کرے،ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم ان فلموں کو دیکھیں نہیں،ہم فلموں پر کھل کر تنقید کریں،ان کا مکمل بائیکاٹ کریں،صحابہ کرام بڑے ہی باکمال ولاجواب لوگ تھے،ان کی کوئی مثال پیش نہیں کی جا سکتی،وہ اپنی مثال آپ تھے،وہ آسمان نبوت کے درخشندہ ستارے تھے۔

ہاں صحابہ کرام میں کچھ وہ تھے جو جبل ابو قبیس کے دامن میں شرف اسلام سے مشرف ہوئے،کچھ وہ تھے جو دار ارقم میں دائرہ اسلام میں آئے،کچھ مسفلہ کی گلیوں میں مسلمان ہوئے،کوئی صدیقی محنت وکاوش سے حلقہ اطاعت اسلام میں آئے،کچھ دوسرے صحابہ کی محنتوں وکاوشوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدمین مبارک

میں پہنچے، کوئی مدینہ میں مسلمان ہوئے، کوئی فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے اور کوئی فتح مکہ کے بعد فوج در فوج دائرہ اسلام میں داخل ہوئے، سورۃ الحدید کی آیت ۱۰ کہتی ہے کہ فتح مکہ سے پہلے مال لٹانے والے اور بعد میں لٹانے والے برابر نہیں ہیں۔

فتح مکہ سے پہلے میدان کارزار میں اپنی شجاعت، بہادری اور دلیری کی داد وصولنے والے اور اپنے سینوں پر بسالت کے تمغے سجانے والے اور بعد میں آنے والے برابر نہیں ہو سکتے، فتح مکہ سے پہلے والے بڑے مراتب پاگئے، مگر فرق مراتب کے خیال کے ساتھ یہ ایمان وایقان ہے اپنا کہ سب ہی جنت کے راہی تھے، سب ہی جنت کے باسی تھے، سب ہی جنت کے حق دار تھے، اللہ نے سب کو جنت کا وارث بنا دیا، یوں کہنے دو کہ جنت جاگیر صحابہ کی ہے، رب کائنات نے جب کائنات کے ان بہترین لوگوں کو جنت دی تو اسے علم تھا کہ یہ کون لوگ ہیں، ان کی حرکات و سکنات کیا ہیں؟ ان کا قول وقرار کیا ہے؟ ان کی گفتار اور ان کا کردار کیا ہے؟ ان کی صفات کیاہیں؟ ان کے قلوب واذہان کے بند دریچوں میں کیاہے؟ ان کی عبادت و ریاضت کیاہے؟ ان کا تقویٰ اور زہد کیا ہے؟ ان کی للہیت و خشیت کیسی ہے؟ ان کی جلوت وخلوت کیسی ہے؟ ان کی شب بیداری اور دن کی شہسواری کیسی ہے؟۔

کائنات کے سردار، دوجہاں کے والی، غریبوں کے مولا، یتیموں کے ملجاوماویٰ ،رحمت للعالمین ﷺ نے سب وشتم کرنے والوں پر لعنت کے ڈونگرے برسانے کا حکم دیا ہے، ان کے اس شر پر لعنت کرنے کا حکم دیاہے، وعید سنائی ہے ان بدنصیبوں کو جو ان پاکباز ہستیوں پر سب وشتم کرتے ہیں، ان پر طعن و تشنیع کے مسموم نشتر چلاتے ہیں، نبی کے عم زاد، ابن عباس کی روایت سنو، ان کا فرمان ہے، رحمت دوجہاں نے فرمایا، جو میرے صحابہ کو گالیاں دے، اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔

مگر دکھ،افسوس، تعجب اور پریشانی یہ ہے کہ یہاں کوئی پرواہی نہیں کرتا،جب دشمنان صحابہ کی دشنام طرازیوں کا جواب دیا جاتاہے تووہ آگ بگولہ ہو جاتے ہیں،وہ چراغ پاہو جاتے ہیں،انہیں یہ بات چبھتی ہے،وہ نہیں چاہتے کہ ہماری ہفوات،ہماری ہرزہ سرائیوں،ہماری مغلظات کا جواب دیا جائے،ہم اللہ کی کھلی دھرتی پر انسانیت کے محسنوں کی احسان فراموشی کرتے ہوئے ان کی شرعی عظمتوں کو پائمال کریں، ہم صحابہ کرام پر دل کھول کر تبرا کریں ہمیں کوئی پوچھنے والا نہ ہو، پھر ڈھٹائی، جسارت،دیدہ دلیری کا یہ عالم ہے کہ کہاجاتاہے ہم تبرابازی آج سے تھوڑا ہی کر رہے ہیں، ہمیں تبرابازی کرتے ہوئے چودہ سو سال گزر چکے ہیں،اب چونکہ سوشل میڈیاکادور ہے،ہر چیز سوشل میڈیاپر عیاں ہو جاتی ہے، پھیل کر دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچ جاتی ہے،اس لیے ہماری تبرابازی کالوگوں کو علم ہو گیا ہے،ہم توفلاں کو صحابی نہیں مانتے، ہم فلاں کوماں تومانتے ہیں مگر صحابیہ نہیں مانتے، العیاذ باللہ نقل کفر کفر نہ باشد۔

یہاں اللہ کے احکامات کی پروا نہیں کی جاتی، یہاں رسول اللہ ﷺ کے فرامین کی پروا نہیں کی جاتی،اسی لیے تو صحابہ کرام پر چڑھائی کی جاتی ہے،وہ کائنات کے مظلوم انسان تھے،انہیں مکہ سے اس لیے نکالا گیاکہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کاساتھ دیاتھا،انہیں مدینہ میں اس لیے سکون سے نہیں رہنے دیا گیا کہ وہ حضور ﷺ کے دفاع میں ڈھال بن گئے تھے،انہیں ان کے دنیاسے کوچ کر جانے کے بعد اس لیے اذیت دی جاتی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے دین کو دنیا کے اطراف واکناف میں پہنچاکر دم لیا تھا۔

اگر یہ الزام تراشی کی جاتی ہے کہ وہ غاصب تھے،وہ ظالم تھے انہوں نے خلافت کی سند مولا علی کے لیے نہیں لکھنے دی، تومیرے خیال میں یہ کائنات کا بہت بڑا جھوٹ ہے، مولا علی نے اپنے دور خلافت میں کبھی اس بات کا انکشاف نہیں کیا تھا، رحمت کائنات نے تو اپنی حیات طیبہ میں ہی اپنی زبان سے فرمادیا تھا کہ ابو بکر سے کہیں میرے مصلیٰ پر آکر لوگوں کو نماز پڑھائیں، کتنی نمازیں حضور کی زندگی میں ابو بکر نے پڑھائیں، تو کیا یہ اشارہ کافی نہیں کہ جو رحمت کائنات کی زندگی میں اس مصلیٰ کا زیادہ حق دار تھا، وہ آپ ﷺ کے پردہ فرماجانے کے بعد بدرجہ اولیٰ اس مصلیٰ اور اس مسند کا حق دار تھا۔

اتہام طرازیوں کی ایک لمبی فہرست تیار کی گئی ہے، جو تسلسل سے پڑھی جاتی ہے اور لوگوں کو سنا کر انہیں گمراہ کیا جاتا ہے، انہی خانہ ساز کہانیوں کی بدولت صحابہ کرام کے عظیم الشان مرتبے کو کم کرنے کی ناپاک کوشش کی جاتی ہے۔

ان پر الزامات لگائے جاتے ہیں، انہیں اذیت پہنچائی جاتی ہے، ان کے قدر ومقام کو گھٹایا جاتا ہے، انہی سگ ہائے ہاویہ کے لیے حضرت ابوزرعہ پکار اٹھے تھے کہ جب تم کسی ایسے بدبخت انسان کو دیکھو جو اصحاب پیامبر میں سے کسی ایک کی توہین و تنقیص کرتا ہے تو سمجھ لینا کہ یہ زندیق ہے۔

اس کی وجہ یہ کہ رسول اللہ حق ہیں، قرآن حق ہے، ہم تک قرآن وسنت کی روشن تعلیمات حضرات صحابہ کرام نے پہنچائی ہیں، یہ حرماں نصیب ان گواہان رسالت کو مجروح کرتے ہیں تاکہ کتاب وسنت کو باطل قرار دے سکیں، اس لیے یہ زندیق ہیں۔

☆☆

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ادب

اہل سنت والجماعت کے عقائد و نظریات میں ادب ہی ادب کی تعلیم ہے،انبیاء کرامؑ ہوں، مرسلین ہوں، سید المرسلین ہوں یا ان کے اصحاب کرامؓ سب کے لیے درجہ بدرجہ ادب واحترام کی تعلیم دی جاتی ہے،انبیاء کرامؑ اللہ کے پیامبر ہونے اور اِنتخاب خداوندی ہونے کے ناطے عظیم ہستیاں ہیں،ان میں سب سے اعلیٰ اور بالا مقام رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کا ہے،ان میں بھی حضرات خلفاء راشدینؓ کا بلند و بالا مقام ہے،اہل سنت کسی کی تنقیص،توہین اور بے ادبی کی تعلیم نہیں دیتے،کسی صحابی کا عرصہ صحبت چاہے طویل ہو چاہے مختصر سب ہی اہل سنت والجماعت کی آنکھوں کے تارے اور نور ہیں۔

اہل سنت والجماعت کی تعلیمات میں یہ چیز شامل ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ سے متعلق

(۱) اپنے دلوں کو کینہ، کھوٹ اور بغض سے پاک وصاف رکھا جائے۔

(۲) صحابہ کرامؓ پر طعن و تشنیع کے ڈونگرے برسانے اور ان پر سب و شتم کرنے سے اپنی زبانوں کو محفوظ رکھا جائے۔

صحابہ کرامؓ انسان تھے،ان سے انسان ہونے کے ناطے خطائیں ہوئیں،اللہ نے ان کی خطائیں معاف کردیں،انہیں رضی اللہ کی سند عطا فرمادی،انہیں جنت کی بشارت دے دی وہ بھی حرف "کل" کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ نے سب کے ساتھ جنت کا وعدہ فرمایا ہے،کچھ تو ایسے ہیں جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے نام لے لے کر جنتی قرار دیا،کسی کا ہاتھ لہرا کر جنتی قرار دیا،اس لیے بعض صحابہ کرامؓ کے

درمیان جو اختلافات پیدا ہوئے، جو نوک جھونک ہوئی، جو مشاجرات ہوئے انہیں پیشِ نظر رکھ کر ان کی تنقیص، توہین، تضحیک، سب و شتم سے اپنی زبانوں کو روکا جائے۔

اس لیے کہ انہیں فضیلت حاصل ہے، وہ سابقون الاولون ہیں، وہ پہلے پہل ایمان لانے والے ہیں، انہیں نبی کریم ﷺ کی صحبت کا شرف ملا ہے، ان جیسی فضیلت پوری امت میں سے کسی اور کو نہیں ملی اور نہ ملے گی، اس لیے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے براہِ راست شریعت حاصل کی ہے، کتاب کی تلاوت سنی ہے، کتاب کی تعلیم پائی ہے، دلوں کا تزکیہ کروایا ہے، حکمت کے موتی چنے ہیں، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے دین لے کر بعد والوں تک بلا کم و کاست پہنچایا ہے، ان لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہجرت کی ہے، نبی کریم ﷺ کی نصرت کی ہے، کافروں کے خلاف نبی کریم ﷺ کی معیت اور اِقتدا میں جہادی معرکے کیے ہیں۔

یہ خصوصیات ہیں جو اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ ہمارے دل ان کی محبت و مودّت، اُلفت اور عقیدت سے بھرپور ہونے چاہییں، کیونکہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے یمین و یسار رہ کر نہ صرف دینِ اِسلام کی نصرت و مدد کی ہے بلکہ خود نبی کریم ﷺ کی حفاظت پر بھی مامور تھے، اپنا سب کچھ لٹا دیا تھا مگر مصطفےٰ کریم ﷺ پر اور ان کے دین پر آنچ نہیں آنے دی۔

صحابہ کرامؓ کی حرمت اور ناموس سے متعلق رحمت کائنات، سرکار دو عالم ﷺ کے اِرشاداتِ طیبات سے یہ بات کھل کر سمجھ میں آتی ہے کہ

① صحابہ کرامؓ پر سب و شتم کرنا حرام ہے۔

② صحابہ کرامؓ اِس امت کے بہترین لوگ ہیں، انبیاء کرامؑ کے بعد تمام انسانوں سے

افضل ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں بہترین امت قرار دیا ہے۔

③ صحابہ کرامؓ میں ایسے طبقات بھی تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے درجہ بدرجہ فضیلت عطا فرمائی تھی۔

④ صحابہ کرامؓ نے جو کچھ نصرتِ مصطفےٰ ﷺ اور نصرتِ دینِ اِسلام کی خاطر خرچ کیا کسی دوسرے کا مال ان کے خرچ برابر اور ہم وزن نہیں ہو سکتا، اسی طرح جو جہاد اُنھوں نے کیا اس کا مقابلہ بھی کوئی اور نہیں کر سکتا۔

⑤ صحابہ کرامؓ کو شرفِ صحابیت و صحبت ملا ہے، جو کسی اور کے مقدر میں نہیں ہے، یہی ان کا اِعزاز واِفتخار ہے۔

اہل سنت والجماعت کی تعلیمات یہی ہیں کہ

① صحابہ کرامؓ کے ساتھ محبت رکھی جائے۔

② صحابہ کرامؓ پر سبّ وشتم کرنے والوں، ان پر لعن طعن کرنے والوں، ان کی تنقیص وتوہین کرنے والوں سے برأت کا اعلان کیا جائے۔

حدیث شریف میں دنیا سے جانے والوں پر سب وشتم کرنے کی ممانعت آئی ہے، یہ تو عام لوگوں کی بات ہے کہ انہیں مرنے کے بعد برا بھلا نہ کہا جائے تو صحابہ کرامؓ کو خاص مقام ومرتبہ حاصل ہے، وہ وحی الٰہی کے اوّلین مخاطب ہیں، ان کا ادب واحترام کیا جائے، ان کے علاوہ باقی اسلاف صالحین کا بھی ادب واحترام کیا جائے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر سب و شتم حرام، از روئے قرآن

امتِ مرحومہ کے فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت کے عقائد و نظریات کی روسے حضرات صحابہ کرامؓ پر سب و شتم کرنا، انہیں گالیاں بکنا، ان کے نقائص اور عیوب آشکار کرنا، ان میں خامیاں تلاش کرنا اور ان کی عزت اور حرمت پائمال کرنا قرآنِ کریم کی نص کے مطابق حرام ہے، اس بارے میں بہت سی آیات قرآنیہ موجود ہیں، اللہ تعالیٰ نے حضرات صحابہ کرامؓ کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ
[التوبة: ١٠٠]

اور مہاجرین اور انصار میں سے جو لوگ پہلے ایمان لائے، اور جنہوں نے نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کی، اللہ ان سب سے راضی ہو گیا ہے، اور وہ اس سے راضی ہیں، اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہی بڑی زبردست کامیابی ہے۔

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بغیر کسی شرط کے راضی ہوا ہے، پہلے پہل ایمان لانے والے مہاجرین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور انصار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ رضائے خداوندی کے لیے کوئی شرط عائد نہیں کی گئی، مگر تابعین اور بعد والوں کے ساتھ رضائے خداوندی کی شرط یہ رکھ دی گئی کہ وہ ان پہلے والوں کی پیروی اور اتباع نیکی کے ساتھ کریں، پھر رضائے خداوندی یہ اللہ

تعالیٰ کی صفت قدیم ہے، مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو پہلے ہی سے علم تھا کہ یہ کیسے لوگ ہوں گے،ان کی ہجرت کیسی ہو گی؟ان کی نصرت کیسی ہو گی؟ ان کا ایمان وایقان اور مصطفےٰ کریم ﷺ کے ساتھ محبت اور عشق کیسا ہو گا؟اللہ کسی ایسے بندے سے کبھی راضی نہیں ہوتا جس کے بارے میں اس کے علم میں ہو کہ وہ ایمان وایقان میں درست نہیں ہو گا،وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ محبت ومودت میں مخلص نہیں ہو گا،اللہ کسی ایسے شخص سے کبھی بھی راضی نہیں ہوتا،صحابہ کرامؓ کے دونوں طبقات اہل ہجرت اور اہل نصرت سے جب اللہ نے راضی ہونے کا اعلان کیا تو اللہ ان کے ماضی،ان کے حال اور ان کے مستقبل کو جانتا تھا،ان کے دلوں کو جانتا تھا،اس لیے اللہ ان سے راضی ہوا اور جس سے رب تعالیٰ ایک بار راضی ہو جائے اس سے کبھی ناراض نہیں ہوتا۔

پھر قرآن کریم کی سورۃ الاحزاب میں تو اللہ تعالیٰ نے بہت ہی واضح کر دیا اور ارشاد فرمایا کہ

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا ﴿٥٧﴾الاحزاب

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچاتے ہیں اللہ نے دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے ایسا عذاب تیار کر رکھا ہے جو ذلیل کر کے رکھ دے گا۔

اللہ اور رسول اللہ ﷺ کو ایذا چاہے کوئی زبانی کلامی پہنچائے،چاہے کسی کردار و عمل کے ذریعے پہنچائے،انہیں سب و شتم کرے،ان میں عیب جوئی کرے، نقص نکالے،یا ان کے دین میں کوئی عیب تلاش کرے،یا کوئی بھی ایسا کام کرے جسے ایذا کا نام دیا جائے یا کوئی بھی ایسا کام جو نبی کریم ﷺ کو تکلیف پہنچائے وہ

اسی وعید کے زمرے میں آتا ہے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو گالیاں دینا، انہیں سب وشتم کا نشانہ بنانا، ان پر اُنگشت نمائی کرنا، یہ سب وہ چیزیں ہیں جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف پہنچتی ہے، یہی وہ ایذا اور تکلیف ہے جس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اللہ اللہ فِي أَصْحَابِي، أَصْحَابِي لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا بَعْدِي، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ، وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي، وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللہ، وَمَنْ آذَى اللہ أَوْشَكَ أَنْ يَأْخُذَهُ

((المسند ((٤/٨٧))

لوگو! میرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں اللہ سے ڈرنا، لوگو! میرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں اللہ سے ڈرنا، میرے جانے کے بعد انہیں نشانہ نہ بنانا، جو ان سے محبت رکھے گا وہ میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت رکھے گا، جو ان سے بغض رکھے گا وہ میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھے گا، جس نے انہیں تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی، جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ کو تکلیف دی اور جس نے اللہ کو تکلیف دی تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے پکڑے۔

اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا پہنچانے والوں پر قرآن کریم کی اس آیت کے آخر میں بتایا گیا کہ ان پر اللہ کی لعنت ہے، لعنت کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اللہ کی رحمت سے دور ہیں، رحمتِ خداوندی کے مستحق نہیں ہیں، دنیا میں رحمتِ خداوندی سے دور اور آخرت میں انہیں عذاب دیا جائے گا، عذاب بھی کوئی ہلکا پھلکا نہیں ہوگا بلکہ ذلت آمیز عذاب دیا جائے گا، کافروں کے لیے جہاں جہاں عذاب کا ذکر آیا ہے وہاں فرمایا گیا کہ انہیں بڑا عذاب ہوگا، منافقوں کے بارے میں آیا کہ ان کو دردناک

عذاب ہو گا، مگر اللہ اور رسول اللہ ﷺ کو ایذا دینے والوں کو عذاب الیم، عذاب عذاب عظیم کے ساتھ ساتھ ذلت آمیز عذاب ہو گا، تو دشمنان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر سب و شتم کرنے والے، ان پر طعن و تشنیع کے ڈونگرے برسانے والے، ان پر تبرا بازی کرنے والے اپنا دنیوی انجام اور اخروی انجام سوچ لیں کہ ان کے ساتھ دنیا اور عقبیٰ میں کیا ہونے والا ہے، اس لیے انہیں چاہِ ضلالت سے نکل کر راہِ حق اور صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جانا چاہیے۔

قرآن کریم کی سورۃ الاحزاب میں اللہ تعالیٰ نے عام اہلِ ایمان مردوں اور عورتوں کے بارے میں خبر دار کیا کہ انہوں نے جو کام کیا نہیں اس کا بہتان ان پر لگا کر انہیں اِیذا اور تکلیف دینے والے لوگوں نے بہتان طرازی کی ہے اور بہت واضح گناہ کا کام کیا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا ﴿٥٨﴾ الاحزاب

اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ان کے کسی جرم کے بغیر تکلیف پہنچاتے ہیں، انہوں نے بہتان طرازی اور کھلے گناہ کا بوجھ اپنے اوپر لاد لیا ہے۔

جب عام مومن مردوں اور مومن عورتوں کو گالی دینے، سب و شتم کرنے، ان پر بہتان طرازی کرنے، ان پر تہمت لگانے کی ممانعت اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے، ایسا جرم جس کا انہوں نے اِرتکاب ہی نہیں کیا ان کی طرف منسوب کرنے سے اللہ نے اپنی مقدس اور آخری کتاب میں منع کیا ہے تو پھر ذی عقل و شعور انسان خود ہی اندازہ لگا لے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تو وہ عظیم ہستیاں ہیں جنہوں نے رحمت کائنات ﷺ کی صحبت کا شرف پایا، جنہوں نے رحمت دو عالم کے دیدار کا لطف اٹھایا، جنہوں

نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس سے تعلیم پائی، اپنی تربیت کروائی، تزکیہ کروایا، حکمت سیکھی، وہ قرونِ اُولٰی کے لوگ تھے، جو قرآنِ کریم کے اولین مخاطب تھے، جب قرآنِ کریم میں ایمان والوں کو خطاب کیا جاتا تو سب سے پہلے اس خطاب کے مخاطب لوگ تو یہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی تو تھے، ایمان والوں سے اولین مراد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کسی ایک مخصوص آیت میں نہیں تھے بلکہ قرآن کریم کی بیسیوں آیات میں جہاں جہاں بھی اہل ایمان کو خطاب ہے ان سے پہلے پہل مخاطب یہی اونچے ایمان والے لوگ ہیں۔

جب عام اہلِ ایمان مردوں اور عورتوں پر تہمت لگانا، بہتان طرازی کرنا، سب وشتم کرنا، انہیں اذیت دینا ممنوع ہے تو پھر کامل الایمان، اکمل الایقان، کامل التدین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لیے گالیاں، سب وشتم، دشنام طرازی، بہتان طرازی اور ایذا رسانی کیونکر اور کیسے جائز ٹھہرتی ہے؟

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر سب و شتم حرام، از روئے حدیث

پیارے آقا مدنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورانی اور مبارک ارشادات کی روشنی میں بھی حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر سب و شتم کرنا، انہیں ہدف تنقید بنانا، ان پر طعن و تشنیع کرنا، ان میں نقائص و عیوب نکالنا حرام ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے خبردار کیا ہے، اس سے ڈرایا ہے، کہ لوگ ایسا نہ کریں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اور معیت کے لیے منتخب کیا ہے، انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی اشاعت و ترویج کے لیے چنا۔

اپنے کلمہ کی سربلندی کے لیے انہیں اٹھایا، پھر وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور عقیدت میں انتہاؤں تک پہنچے، یہ وہ خوش نصیب لوگ تھے جنہیں اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وزیر بنایا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معین، مددگار اور انصار بنایا، جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع کرتے تھے، ان لوگوں نے راہِ خدا میں جہاد کرتے ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے اللہ کی زمین کے اطراف واکناف میں اللہ کا دین پہنچانے کی کوششیں کیں، انہی کی مساعی جمیلہ کی بدولت اللہ کا دین دور دراز کے علاقوں تک پہنچا، انہی کی شبانہ روز کاوشوں کے باعث آنے والی نسلوں تک اللہ کا دین بلا کم و کاست پہنچا۔

انہی عظیم الشان لوگوں کا دفاع کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

لَا تَسُبُّوا أَصحَابِي فَوَ الَّذِي نَفسِي بِيَدِهِ لَو أَنَّ أَحَدَكُم أَنفَقَ مِثلَ أُحدٍ ذَهباً مَا أَدرَكَ مُدَّ أَحَدِهِم وَلَا نَصِيفَهُ

لوگو! میرے صحابہ کو گالیاں نہ دو، قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ جتنا سونا خرچ کر ڈالے تو میرے صحابہ میں سے کسی ایک کے ایک مد (سیر یا اس سے کم) یا اس کے نصف برابر خرچ کرنے کے مساوی نہیں ہو سکتا۔

اس حدیث شریف میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سب و شتم کرنے، دشنام دینے سے منع کیا گیا، اس میں صراحت ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سب و شتم کرنا حرام ہے بعض اہل علم نے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سب و شتم کرنے کو بڑے گناہوں میں شمار کیا ہے۔

حافظ طبرانی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے، فرماتی ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

لَا تَسُبُّوا أَصحَابِي لَعَنَ اللهُ مَن سَبَّ أَصحَابِي

میرے صحابہ کو گالیاں نہ دو، جس نے میرے صحابہؓ کو گالیاں دیں اس پر اللہ تعالیٰ لعنت کرے۔ (مجمع الزوائد ہیثمی ج ۱۰ ص ۲۱)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

مَن سَبَّ أَصحَابِي فَعَلَيهِ لَعنَةُ اللهِ وَ المَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجمَعِينَ

جس نے میرے صحابہؓ کو گالیاں دیں اس پر اللہ کی، اللہ کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔ (جامع الصغیر)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

إِذَا ذُكِرَ أَصحَابِي فَأَمسِكُوا. ((مجمع الزوائد ۷/۲۰۲))

جب میرے صحابہ کا تذکرہ کیا جائے تو خاموشی اختیار کیا کرو۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي فَإِنَّهُ يَجِيءُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ يَسُبُّونَ أَصْحَابِي فَلَا تُصَلُّوا عَلَيْهِمْ، وَلَا تُصَلُّوا مَعَهُمْ، وَلَا تُنَاكِحُوهُمْ، وَلَا تُجَالِسُوهُمْ، وَإِنْ مَرِضُوا فَلَا تَعُودُوهُمْ. ((الشفاء بتعريف حقوق المصطفے ﷺ))

میرے صحابہؓ کو گالیاں نہ دو، پس آخری زمانے میں ایک قوم آئے گی جو میرے صحابہؓ کو گالیاں دے گی، تم ان کی نماز جنازہ نہ پڑھنا، ان کے ساتھ نماز نہ پڑھنا، ان کے ساتھ نکاح شادی نہ کرنا، ان کے پاس بیٹھنا نہیں، اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرنا۔

حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا

مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي فَاضْرِبُوهُ. ((الشفاء بتعريف حقوق المصطفے ﷺ))

جو میرے صحابہ کو گالی دے تم اسے مارو، نبی کریم ﷺ نے یہ اطلاع دی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو گالی دینا اور انہیں تکلیف پہنچانا آپ ﷺ کو تکلیف دینا ہے اور نبی کریم ﷺ کو تکلیف پہنچانا حرام ہے۔

حضرت نبی مہربان، رؤف و رحیم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا

لَا تُؤْذُوا أَصْحَابِي، وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي

میرے صحابہؓ کو تکلیف نہ پہنچاؤ، جس نے انہیں تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی۔

نبی مہربان ﷺ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بارے میں فرمایا

لَا تُؤْذُونِي فِي عَائِشَةَ ((الشفاء))

مجھے عائشہ کے بارے میں تکلیف نہ دو۔

نبی کریم ﷺ نے اپنی لخت جگر بیٹی، خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے بارے میں ارشاد فرمایا

بِضْعَةٌ مِنِّي يُؤْذِينِي مَا آذَاهَا (الشفاء)

فاطمہ میرا ٹکڑا ہے، جو چیز اسے تکلیف پہنچاتی ہے وہ مجھے تکلیف پہنچاتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے شاتم و گستاخ کے بارے میں فرمایا

مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي فَاجْلِدُوهُ

جو میرے صحابہ کو گالی دے اسے کوڑے مارو۔

کس قدر وعید شدید ہے ان لوگوں کے لیے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کسی نہ کسی شکل میں گالیاں دیتے ہیں، انہیں دشنامتے ہیں، ان کی تنقیص کرتے ہیں، ان پر تنقید کرتے ہیں، ان کی شرعی عظمتوں کو مجروح کرنے کی جسارت کرتے ہیں، ان کے مقام وعالی شان مرتبے کا خیال نہیں رکھتے، پھر اللہ، فرشتوں اور تمام روئے زمین کے انسانوں کی لعنت کے مستحق بنتے ہیں، ان صریح روایات کے علاوہ بھی بے شمار روایات ہیں جن میں دشمنان صحابہؓ، گستاخان صحابہؓ اور منکرین صحابہؓ کے خلاف سخت وعیدیں ارشاد فرمائی گئی ہیں۔

جو شخص مسلمان ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنے کو محتاط رکھے، کہیں بھی کسی بھی موقع پر کہیں جانے اور انجانے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر لب کشائی، ہرزہ سرائی، یاوہ گوئی اور جسارت نہ کرے، یقیناً مسلمان ایسا کر بھی نہیں سکتا، کیونکہ مسلمان اپنے اللہ کا، اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ پاک رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ادب واحترام کرتا ہے، وہ ادب کرتا ہے، وہ تعظیم و تکریم کرتا ہے، وہ ان کی ناموس اور ان کی حرمت کا خیال رکھتا ہے، مگر جو کافر ہو گا وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شرعی عظمتوں کا خیال نہیں رکھے گا، جو کافر ہو گا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان فرامین عالی شان کی پروا نہیں کرے گا جن میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اچھے الفاظ میں یاد کیا گیا، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

کی ناموس اور ان کی حرمت کے بارے میں تعلیم دی گئی۔

امام ذہبیؒ اسماء الرجال کے امام گزرے ہیں، انہوں نے کبائر یعنی بڑے گناہوں کو اپنی کتاب میں تفصیل سے ذکر کیا ہے، انہی بڑے گناہوں میں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو گالی دینے، دشنام دینے، ان پر سب و شتم کرنے کا بھی شمار کیا ہے، امام ذہبیؒ نے بڑے گناہوں کی فہرست میں ستر واں (۷۰) نمبر اصحاب رسول ﷺ پر سب و شتم کرنا لکھا ہے، انہوں نے انہی روایات سے استدلال کیا ہے جن میں صحابہ کرامؓ پر سب و شتم کرنے والوں پر اللہ، ملائکۃ اللہ اور سب لوگوں کی لعنت کا ذکر کیا گیا ہے۔

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ رحمت کائنات، مفخر موجودات، سرکار دو عالم ﷺ کے فرمودات طیبات اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو گالیاں دینا، انہیں سب و شتم کا نشانہ بنانا، انہیں ہدفِ تنقید بنانا، ان میں نقائص و عیوب تلاش کرنا، یہ اکبر الکبائر اور افجر الفجور ہے، بڑے گناہوں میں سے بڑا گناہ ہے، جو بدبخت، کمینہ، خسیس، رذیل، مادر پدر آزاد اس بدبختی میں مبتلا ہے، سب و شتم بر اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کا قائل ہے اور پھر زبان درازی کا اِرتکاب کرتا ہے وہ ان شیطانوں میں شامل ہے جس کی متاعِ حیات لٹ گئی، جس کی زندگی کی پونجی برباد ہو گئی، جس کی دنیوی مساعی بیکار چلی گئیں مگر وہ پھر بھی یہی سوچتا اور خیال کرتا ہے کہ وہ کوئی بہترین کارنامہ سرانجام دے رہا ہے۔

صحابہ کرامؓ پر سب و شتم اور صحابہؓ کا رد عمل

اُمتِ مرحومہ کی اِبتدا سے آج تک ہمارے اسلاف صالحین نے نہ صرف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا دفاع کیا، صحابہؓ کی مدح سرائی کی، ان کے فضائل و مناقب کو عالم آشکار کیا بلکہ ایسے کارنامے سرانجام دیے، ایسے سنہری الفاظ سے صحابہ کرامؓ کو یاد فرمایا کہ ذی عقل و شعور انسانوں کے دل و دماغ میں ثبت ہو کر رہ گئے۔

حضرت عمر فاروقؓ کا عمل: عبیداللہ بن عمر اور مقداد کے درمیان تلخ کلامی ہوئی تو عبیداللہ نے مقداد کو گالیاں دیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے کیس آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے پاس چھری لاؤ میں عبیداللہ کی زبان کاٹ دوں تاکہ کوئی شخص کسی صحابی کو گالی دینے کی جرأت نہ کرے۔ (الصارم المسلول علی شاتم الرسول ﷺ)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبیداللہ کی زبان کاٹنے کا ارادہ کیا تو صحابہ کرامؓ نے سفارش کی، فرمایا مجھے اپنے بیٹے کی زبان کاٹنے دو تاکہ آئندہ کوئی شخص کسی صحابیؓ کو گالی دینے کی جرأت نہ کر سکے، علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹے کی زبان اس لیے نہیں کاٹی کہ صحابہ کرامؓ نے سفارش کر دی تھی اور ہو سکتا ہے کہ سفارش کرنے والوں میں حضرت مقدادؓ خود بھی ہوں۔

ابن ابی لیلیٰؒ سے روایت ہے کہ بعض لوگوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں اختلاف کیا تو قبیلہ عطارد کے ایک شخص نے کہا حضرت عمرؓ حضرت ابو بکرؓ سے افضل ہیں یہ سن کر جارود نے کہا نہیں ابو بکرؓ ان سے افضل ہیں، جب اس کی اطلاع حضرت عمرؓ کو پہنچی تو آپؓ نے اس عطاردی شخص کو درے سے مارنا شروع کیا یہاں تک کہ اس کا پیشاب نکل گیا، پھر جارود کی طرف توجہ

کرکے فرمایا دور ہو جاؤ، پھر فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے بعد فلاں فلاں امور میں سب سے افضل تھے۔(الصارم المسلول علی شاتم الرسول)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا عمل: حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کے پاس ایک بدو لایا گیا، وہ انصار مدینہ کی ہجو کرتا تھا فرمایا کہ اگر اس کو صحابی ہونے کا شرف حاصل نہ ہوتا تو میں اس سے نپٹ لیتا، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ جو شخص مجھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر فضیلت دے گا تو میں اسے مفتری کی سزا دوں گا۔(الصارم)

حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ کچھ لوگ مجھے ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتے ہیں اگر مجھے پہلے علم ہو جاتا تو میں ان کو سزا دیتا لیکن میں آگاہ کرنے سے پہلے سزا دینے کو پسند نہیں کرتا، آئندہ کسی نے ایسی حرکت کی تو میں اسے مفتری کی سزا دوں گا، رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں، ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔(الصارم المسلول)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ عبداللہ بن سودا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا ہے تو آپ نے اس کے قتل کا ارادہ فرمایا کسی نے کہا کہ جناب! آپ ایک ایسے شخص کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جو اہل بیت نبوت کی محبت کا داعی ہے فرمایا وہ میرے ساتھ ایک گھر میں نہیں رہ سکتا۔(الصارم المسلول)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن سودا کو طلب فرمایا اور ساتھ ہی تلوار بھی منگوائی، لوگوں نے اس شخص کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بات کی تو آپ نے فرمایا کہ یہ میرے ساتھ ایک شہر میں نہیں ٹھہر سکتا، آپ نے اسے مدائن کی طرف جلاوطن کر دیا تھا۔(الصارم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ ہمارے بعد ایک گروہ ظاہر ہوگا جو ہم سے محبت کا جھوٹا دعویٰ کرے گا وہ دین سے نکل جانے والے ہیں ان کی نشانی یہ ہوگی کہ وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں گے۔(الصارم المسلول)

ابوالقاسم بغویؒ سلیمان ہمدانی کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا آخری زمانے میں ایک قوم ظاہر ہوگی جو رافضہ کے نام سے مشہور ہوگی وہ اپنی نسبت ہماری طرف کرے گی حالانکہ ان کا ہم سے کوئی تعلق نہ ہوگا ان کی شناخت یہ ہوگی کہ وہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو گالیاں دیں گے، پس جہاں ملیں قتل کیے جائیں گے وہ مشرک ہیں۔(الصارم)

حضرت عائشہؓ صدیقہ کا فرمان: علامہ ابن اثیرؒ نے جامع الاصول میں بیان فرمایا کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا گیا کہ لوگ اصحاب النبی ﷺ کے بارے میں زبان درازی کرتے ہیں، یہاں تک کہ ابو بکرؓ و عمرؓ کو بھی نہیں چھوڑتے، آپؓ اس سلسلہ میں کیا فرماتی ہیں؟ تو فرمانے لگیں کہ تمہیں اس پر کیا تعجب ہے؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال تو ختم ہوگئے مگر اللہ یہ چاہتا ہے کہ ان کا اجر ختم نہ ہونے پائے۔(جامع الاصول ج ۸ ص ۵۵۴)

ابن عباسؓ کا فرمان: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ لوگو! اصحاب محمد ﷺ کو گالیاں نہ دو، ان کا ایک گھڑی نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ٹھہرنا تم میں سے کسی کے چالیس سالہ عمل سے بہتر ہے۔(شرح الابانہ لابن بطہ ص ۱۱۹)

ام سلمہؓ کا فرمان: حضرت ابو عبداللہ جدلیؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ام المومنین حضرت ام سلمہؓ نے پوچھا

أَيُسَبُّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيكُمْ؟ قُلْتُ: أَنَّى يُسَبُّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ قَالَتْ: أَلَيْسَ يُسَبُّ عَلِيٌّ وَمَنْ يُحِبُّهُ؟ وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّهُ《مجمع الزوائدج۹ص ۱۳۰》

کیا تم میں رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دی جارہی ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو کہاں گالیاں دی جارہی ہیں؟ فرمانے لگیں کیا حضرت علیؓ اور ان کے حبداروں کو گالیاں نہیں دی جارہیں؟ اور وہ وہ ہیں جن سے نبی کریم ﷺ محبت رکھتے ہیں۔

مالک بن انسؓ کا فرمان: حضرت مالک بن انسؓ فرماتے ہیں کہ

اَلَّذِي يَشتِمُ أَصحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَيسَ لَهُ سَهمٌ أَو قَالَ نَصِيبٌ فِي الإِسلَامِ《شرح الإبانة لابن بطة 《ص ۱۶۲》

جو شخص نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو گالیاں دیتا ہے اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

عبدالرحمان ابزیؓ کا فرمان: حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ صحابہ کرامؓ میں سے تھے، شرفِ صحابیت سے مشرف ہوئے، رحمتِ دوعالم ﷺ کی اِقتدا میں نمازیں ادا کیں، انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مکہ کا گورنر مقرر کیا تھا، انہیں قرآن کریم کی بدولت بڑا مرتبہ عطا فرمایا تھا، یہ فرائض کے عالم اور قرآن کے قاری تھے۔

ان سے ان کے بیٹے سعید نے پوچھا کہ اگر آپ کے پاس ایسا شخص لایا جائے جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو گالی دیتا ہو تو آپ اس کے ساتھ کیا سلوک کریں گے؟ تو عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں اس شخص کی گردن اڑادوں گا، بیٹے نے پوچھا کہ اگر وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گالی دیتا ہو تو؟ فرمایا اس کی بھی گردن اڑا دوں گا۔(الصارم المسلول علی شاتم الرسول ﷺ)

ایک بات تو واضح اور روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ جس طرح صحابہ کرامؓ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تعریفوں اور ستائشوں سے نوازا ہے، انہیں کامیاب، کامران اور جنتی قرار دیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں آسمان نبوت کے درخشندہ ستارے قرار دیا ہے، حضرات صحابہ کرامؓ نے اپنے معاصر دوسرے صحابہؓ کی مدح وستائش کی ہے، ان کے خلاف لب کشائی، ہرزہ سرائی، یاوہ گوئی، جرأت وجسارت کرنے والوں کے خلاف تادیبی کارروائی کی ہے وہاں بدبخت اور حرماں نصیب لوگوں نے کسی بھی دور میں صحابہ کرامؓ پر سب وشتم، گالم گلوچ، بدزبانی، بدکلامی، عیب جوئی ترک نہیں کی، قرونِ اُولیٰ میں صحابہ کرامؓ کے گستاخ اور بے ادب موجود تھے، اس کے بعد بھی موجود رہے اور آج بھی موجود ہیں، اور خاکم بدہن ہنگامہ یوم النشور تک صحابہ کرامؓ کے گستاخ اپنی زبانوں سے زہر اگلتے رہیں گے، اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے چاہنے والے صحابہؓ کی مدح سرائی کرتے رہیں گے۔

صحابہ کرامؓ پر سبّ و شتم اور سلف صالحین

اللہ تعالیٰ ہمارے اسلاف صالحین کو اپنی جناب سے جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے اپنے اپنے ادوار میں دشمنان صحابؓہ اور گستاخان صحابؓہ کی گستاخیوں کا دندان شکن جواب دیا، اپنی بساط اور ہمت کے مطابق گستاخانِ صحابؓہ کی ریشہ دوانیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، زبان سے، قلم سے، تحریر سے تقریر سے، تحریکوں کی شکل میں، جماعتوں کی شکل میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شرعی عظمتوں کو اجاگر کیا، دشمنان صحابؓہ کی طرف سے پھیلائی جانے والی شرانگیزیوں کا توڑ پیش کیا، صحابہ کرامؓ پر سب و شتم کرنے والوں کے بارے میں عامۃ الناس کو آگاہ کرتے رہے۔

عمرؒ بن عبدالعزیز کا اپنا عمل: حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے حضور ایک آدمی لایا گیا، اس نے حضرت عثمانؓ کو گالی دی تھی، پوچھا گالی کیوں دی؟ کہا میں ان سے نفرت رکھتا ہوں، اس لیے گالی دی تو انہوں نے اس کو تیس کوڑے مارنے کا حکم دیا، ابراہیم بن میسرہ کا بیان ہے میں نے نہیں دیکھا کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے کسی کو مارا ہو، سوائے ایک شخص کے جس نے حضرت امیر معاوؓیہ کو گالی دی تھی، انہوں نے اس کو کوڑے مارے۔ (الصارم المسلول)

عبدالرحمٰن اوزاعیؒ کا فرمان: حضرت عبدالرحمٰن بن عمرو الاوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ

مَن شَتَمَ أَبَا بَكرِ الصِّدِّيق رضي الله عنه فقَد ارتَدَّ عَن دِينِهِ وَأَبَاحَ دَمه

جس نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو سب و شتم کیا وہ اپنے دین سے مرتد ہو گیا اور اس کا خون مباح ہو گیا۔ (الابانۃ لابن بطہؒ)

امام ابن ابی موسیٰ حنبل کا فرمان: حنبلی علماء میں سے امام ابن ابو موسیٰ فرماتے ہیں

ومن سب السلف من الروافض فلیس بکفوولا یزوج ومن رمیٰ عائشۃ بماابراھااللہ منہ فقد مرق من الذین ولم ینعقد لہ نکاح علی مسلمۃ الاان یتوب ویظھر توبتہ

جو رافضی سلف صالحین کو گالی دے وہ کفو نہیں اس کو رشتہ نہ دیا جائے اور جو حضرت عائشہ پر الزام باندھے جس سے اللہ تعالیٰ نے ان کو بے گناہ قرار دیا تو وہ دین سے نکل گیا اس کا کسی مسلمان عورت سے نکاح منعقد نہ ہو گا الا یہ کہ علانیہ توبہ کرے۔

عاصم احولؒ کا عمل: امام احمد نے عاصم احولؒ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس حضرت عثمان کا ایک شاتم لایا گیا میں نے اس کو دس کوڑے لگا دیے اس نے پھر بک بک شروع کر دی میں نے دس کوڑے اور رسید کیے اس کے باوجود باز نہ آیا اور گالیاں دیتا رہا، یہاں تک کہ میں نے اس کو ستر کوڑے لگا دیے۔(الصارم)

عبدالملک بن حبیبؒ کا فرمان: عبدالملک بن حبیبؒ فرماتے ہیں کہ غالی روافض میں سے جو شخص حضرت عثمانؓ سے بغض رکھے اس کو سخت سزا دی جائے اور جو حضرت ابو بکرؓ سے عداوت رکھے اس کو بھی شدید تعزیر کی جائے اور بار بار تعزیر کی جائے جو قتل تک نہ پہنچے اور موت تک قید کی سزا دی جائے البتہ گستاخ رسول ﷺ کی سزا قتل ہے۔(الصارم المسلول علی شاتم الرسول ﷺ)

قاضی ابویعلیٰؒ کا فرمان: قاضی ابویعلیٰؒ فرماتے ہیں کہ اہانتِ صحابہؓ کے مسئلہ میں فقہاء کا نکتہ نظر یہ ہے کہ اگر اہانت کرنے والا حلال جان کر کرے تو کافر ہو جائے گا خواہ وہ صحابہ کرامؓ کو (معاذاللہ) کافر قرار دے یا ان کے دین میں طعن کرے۔

قاضی ابویعلیٰؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص حضرت عائشہؓ پر ایسا بہتان باندھے جس سے اللہ تعالیٰ نے ان کو بے گناہ ٹھہرایا تو وہ بالاتفاق کافر ہے۔(الصارم المسلول)

طبقات حنابلہ میں فرماتے ہیں جو شخص کسی صحابی رسول کو نشانہ ملامت بنا رہا ہے تو یقین کر لو کہ وہ محمد ﷺ ہی کو کچھ کہنا چاہتا ہے اور قبر شریف میں آپ ﷺ ہی کی ذات پاک کو تکلیف پہنچا رہا ہے۔(طبقات حنابلہ ج ۲ ص ۳۷)

فقہاء کوفہ کا فرمان: شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ **وَقَد قَطَعَ طَائِفَةٌ مِّنَ الفُقَهاءِ مِن أَهلِ الكُوفَةِ وَغَيرهم بقَتل مَن سَبَّ الصَّحَابَةَ وكفر الرافضة** فقہاء کوفہ کے ایک گروہ اور دوسرے علماء نے قطعیت کے ساتھ فتویٰ دیا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخی کرنے والے کو قتل کیا جائے، نیز انہوں نے روافض کے کفر کا فتویٰ دیا ہے۔(الصارم المسلول علی شاتم الرسول ﷺ)

محمد بن یوسف فریابیؒ کا فرمان: استاذ المحدثین امام بخاریؒ کے استاذ محمد بن یوسف فریابی سے کسی نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے گستاخ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے اس کے جواب میں فرمایا کہ وہ کافر ہے، پھر پوچھا کہ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ جب کہ وہ کلمہ گو بھی ہے، تو فرمایا کہ اس کو لکڑی سے اسے دھکیل کر گڑھے میں دبا دو، اسے ہاتھ نہ لگاؤ۔

شیخ احمد بن یونسؒ کا فرمان: شیخ احمد بن یونسؒ گستاخ صحابہؓ سے سخت نفرت کرتے تھے وہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک یہودی بکری ذبح کرے اور رافضی بھی ذبح کرے تو میں یہودی کا ذبیحہ کھا لوں گا مگر رافضی کا ذبیحہ نہیں کھاؤں گا کیونکہ اس نے اسلام سے رشتہ توڑ لیا ہے۔(الصارم المسلول علی شاتم الرسول ﷺ)

شیخ ابو بکر بن ہانیؒ کا فرمان: شیخ ابو بکر بن ہانیؒ فرماتے ہیں کہ رافضیوں اور قدریوں کا ذبیحہ نہ کھایا جائے جیسے مرتد کا ذبیحہ کھانے کی اجازت نہیں اگرچہ کتابی غیر مسلم کا ذبیحہ کھانا جائز ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ روافض مرتدین ہیں اور ذمی کافر اپنے مذہب

پر رہتے ہوئے جزیہ ادا کرتے ہیں۔(الصارم المسلول علی شاتم الرسول ﷺ)

فضیل بن مرزوقؒ کا فرمان: شیخ فضیل بن مرزوق فرماتے ہیں کہ میں نے سنا، امام حسن بن حسنؒ ایک رافضی سے کہہ رہے تھے کہ خدا کی قسم! تیرے قتل سے قرب خداوندی حاصل ہوگا مگر میں اس سے ہاتھ روکتا ہوں باوجودیکہ اس کا جواز بھی ہے، ایک روایت میں ہے کہ رافضی نے کہا اللہ آپ پر رحم فرمائے، آپ بہتان لگا رہے ہیں یا مذاق کر رہے ہیں؟ فرمایا اللہ کی قسم! یہ مذاق نہیں ہے بلکہ حقیقت ہے، ہمارا بس چلے تو تمہارے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیں۔(الصارم)

شیخ ابن تیمیہؒ کا فرمان: شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ

وصرح جماعات من أصحابنا بكفر الخوارج المعتقدين البراءة من علي وعثمان وبكفر الرافضة المعتقدين لسب جميع الصحابة الذين كفروا الصحابة وفسقوهم وسبوهم

ہمارے اصحاب میں سے کئی گروہوں نے ان خوارج کی تکفیر کی ہے جو حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ سے بیزاری کا عقیدہ رکھتے ہیں، یونہی ان روافض کو کافر قرار دیا جو تمام صحابہؓ کرام کو گالی دیتے اور ان کی تکفیر و تفسیق کرتے ہیں۔

شیخ ابو بکر عبد العزیزؒ کا فرمان: شیخ ابو بکر عبد العزیزؒ لکھتے ہیں کہ

فَأَمَّا الرَّافِضِي فَإِنْ كَانَ يَسُبُّ فَقَد كَفَرَ فَلَا يُزَوَّجُ

رافضی اگر صحابہ کرامؓ کو گالی دے تو کافر ہے اس کو رشتہ نہ دیا جائے۔(المقنع)

امام احمدؒ کا فرمان: امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ رافضی میرے نزدیک مسلمان نہیں ہیں، اس پر محمول ہے کہ وہ گالی کو حلال جانتا ہو اس صورت میں وہ بالاتفاق کافر ہے اور سزائے قتل ساقط ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ گالی کو حلال نہیں جانتا اور حرام جانتے ہوئے اس فعل کا ارتکاب کیا، جیسے دیگر گناہ کرتا ہے، امام کے اس قول کا مفہوم

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ صحابہ کرامؓ کی عدالت پر طعن کرتے ہوئے گالی دے مثلاً کہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نبی اکرم ﷺ کے وِصال کے بعد ظلم کیا اور خلافت پر ناجائز قبضہ کر کے فسق کا ارتکاب کیا۔

اسی قول سے اس بات کا بھی احتمال ہے کہ سقوط سزا کے معاملہ میں ان کے قول کو اس گالی پر محمول کیا جائے جس سے دینِ صحابہؓ میں طعن نہیں ہوتا، مثلاً وہ کہیں کہ صحابہؓ میں علم کی کمی تھی یا وہ سیاست و شجاعت سے آگاہ نہ تھے یا ان میں دنیا کا لالچ اور محبت تھی یا اس طرح کی دوسری صورتیں۔

امام احمدؒ کے مذکورہ بالا ارشاد کو اس کے ظاہر پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے اس صورت میں گالی دینے والے گستاخ کے بارے میں دو روایتیں ہوں گی ایک یہ کہ وہ کافر ہے، دوسری یہ کہ وہ فاسق ہے۔ قاضی ابو یعلیٰ وغیرہ علماء نے اسی قول پر اعتماد کیا انہوں نے تکفیر روافض میں دو روایتیں نقل کیں۔

امام عبداللہ ادریس اودیؒ کا فرمان: امام عبداللہ بن ادریس اودیؒ فرماتے ہیں کہ ڈر یہ ہے کہ روافض کافروں کی طرح ہو چکے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لیغیظ بھم الکفار تاکہ کافروں کو اصحاب رسول ﷺ سے غصہ دلائے۔ (الصارم)

امام مالکؒ کا فرمان: امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ گستاخانِ صحابہؓ دراصل نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ مقدسہ کو نشانہ تنقید بنانا چاہتے تھے لیکن اس کی جرأت نہ کر سکے تو آپ ﷺ کے اصحاب کو ہدف تنقید بنالیا، تاکہ یہ کہنے کا موقع مل جائے کہ معاذاللہ حضور ﷺ برے شخص تھے، اگر نیک ہوتے تو آپ ﷺ کے ہم نشین اور ساتھی نیک ہوتے۔ حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ ہر صحابی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا حامی تھا اور اپنی جان اور مال سے حضور ﷺ کا دفاع کرتا تھا اور دینی غلبہ اعلائے کلمۃ

اللہ اور تبلیغ رسالت ﷺ میں حضور ﷺ کی اعانت کرتا تھا اس وقت تک کارِ نبوت مستحکم نہ ہوا تھا دعوتِ حق بھی عام نہ ہوئی تھی اور نہ ہی اکثر لوگوں کے دل دینِ حق پر مطمئن ہوئے تھے، ظاہر ہے کہ اگر لوگ کسی شخص کی اس طرح اِطاعت کرتے ہوں پھر کوئی اس کو اذیت دے تو اس کے ساتھی ضرور اس آدمی سے ناراض ہوں گے اور اس کو اپنی اذیت خیال کریں گے۔(الصارم المسلول علی شاتم الرسول)

امام نوویؒ کا فرمان: شارح مسلم امام نوویؒ فرماتے ہیں جان لو! کہ صحابہ کرامؓ کو برا بھلا کہنا حرام ہے، سخت ترین محرمات میں سے ہے، خواہ وہ صحابی فتنے کے حالات سے دوچار ہوئے ہوں یا نہ ہوئے ہوں، سب کا حکم ایک ہی ہے، اس لیے کہ ان اختلافات میں سب ہی کا مبنٰی اجتہاد اور تاویل تھا۔(شرح مسلم)

قاضی عیاضؒ کا فرمان: قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ سبّ صحابہؓ کبیرہ گناہوں میں سے ہے، ہمارا اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اس کے مرتکب کو سزا تو دی جائے گی مگر قتل نہیں کیا جائے گا جب کہ بعض مالکیہ فرماتے ہیں کہ سزا کے طور پر قتل کر دیا جائے گا۔(شرح مسلم للنوویؒ)

امام نسائیؒ کا فرمان: صحاح ستہ میں شامل کتاب سنن نسائی لکھنے والے امام نسائی سے حضرت سیدنا امیر معاویہؓ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ اسلام کی مثال اس گھر کی سی ہے جس کا ایک دروازہ ہو، تو اسلام کا دروازہ صحابہؓ ہیں، جو شخص صحابہ کو تکلیف پہنچائے گویا وہ اسلام پر حملہ کرنا چاہتا ہے جیسے کوئی شخص دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے تو گویا وہ گھر کے اندر ہی داخل ہونا چاہتا ہے، لہٰذا جو معاویہؓ کو نشانہ تنقید بنا رہا ہے تو اس کا اصل نشانہ صحابہؓ ہی ہیں۔(حرمت صحابہ)

امام وکیعؒ کا فرمان: امام وکیعؒ سے نقل کیا جاتا ہے فرماتے ہیں کہ جس طرح دروازے کا کنڈا ہلانے سے پورے دروازے میں حرکت ہوتی ہے اسی طرح حضرت

امیر معاویہؓ پر کوئی تبصرہ کرنے سے پوری جماعت صحابہؓ پر زد پڑتی ہے۔(تاریخ دمشق لابن عساکر ج۵۹ ص۲۱۰ بحوالہ حرمت صحابہ)

امام ابوزرعہ رازیؒ کا فرمان: مشہور محدث خطیب بغدادی امام ابوزرعہ رازیؒ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ

اِذَارَأیتَ الرَّجُلَ یَنتَقِصُ اَحدًا مِّن اَصحَاب رَسُول اللهِﷺفَاعلَم اَنَّه زندِیقٌ وَذَالِک اَنَّ الرَّسُولَ ﷺعِندَنَاحَقٌّ وَالقُرآنَ حَقٌّ وَاِنَّمَااَدَّی اِلَینَا هذَا القُرآن والسنن اصحاب رسول اللهﷺوانما یریدون ان یجرحوا شهودنا لیبطلواالکتاب والسنۃ والجرح بهم اولیٰ وهم زنادقه

جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ کسی صحابی کی تنقیص کر رہا ہے تو سمجھ لو کہ بددین شخص ہے، اس لیے کہ آپ ﷺ سچے، آپ ﷺ کا لایا ہوا قرآن برحق اور آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین اور کتاب وسنت کو ہم تک پہنچانے والے یہی صحابہ ہیں، تو یہ بددین لوگ ہمارے ان واسطوں اور گواہوں کو مجروح کرنا چاہتے ہیں حالانکہ یہ خود ہی مجروح اور زندیق لوگ ہیں۔(الکفایہ للخطیب بغدادی بحوالہ حرمت صحابہ)

سفیان بن عیینہؒ کا فرمان: حضرت سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ مَن نَطَقَ فی اَصحَاب رَسُول اللهِ ﷺ بکلمۃ فهو صاحب هوی جو صحابہؓ کی شان میں گستاخی کا ایک جملہ بھی بولے سمجھ لو کہ وہ بدعتی ہے۔(طبقات حنابلہ ج۲ ص۲۱)

ان اکابرین اسلاف صالحین کی حق گوئی اور صداقت پر مبنی باتوں کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے دلوں میں گستاخانِ رسول ﷺ کی کس قدر نفرت تھی اور یہ ایمانی جذبات کا تقاضا ہے کہ مسلمان کسی صورت ایسے لوگوں کی محبت اور الفت اپنے دل میں نہ رکھے جن کے دل ودماغ میں نبی کریم ﷺ کی پاکیزہ جماعت کی الفت ومحبت نہیں ہے۔

علامہ ابن کثیرؒ کا فرمان: مفسر قرآن علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک تمام کے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عدول ہیں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں ان کی تعریف فرمائی ہے، ان کے اخلاق، ان کے افعال، ان کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے اپنے مالوں اور جانوں کو پیش کرنے کی تعریف سنت نبوی میں بھی ہے، یہ لوگ یہ سب کچھ ثواب جزیل اور جزاء جمیل کی خاطر کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحجرات میں فرمایا کہ تم میں کوئی ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے، جب عام لوگوں کی غیبت کرنا حرام ہے تو کتاب وسنت کی روشنی میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی غیبت بدرجہ اولیٰ حرام ہے۔

فرماتے ہیں کہ جو شخص اس بات کا گمان کرے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے خلافت کی نبوی وصیت کو چھپایا تو گویا اس نے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف فجور کی نسبت کی ہے، اس نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف اس بات کی نسبت کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم اور نص کی مخالفت کی ہے، جو شخص اپنے خیالات میں یہاں تک پہنچ جائے تو گویا اس نے اسلام کا طوق اپنے گلے سے اتار پھینکا ہے، یوں خیال رکھنا ائمہ اعلام کے اجماع کے موافق کفر ہے۔

امام طحاویؒ کا فرمان: امام طحاوی فرماتے ہیں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بغض رکھنا کفر ہے، تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ بغض رکھنا بھی بلاشک وشبہ کفر ہے۔

ابن حجر ہیثمیؒ کا فرمان: علامہ ابن حجر ہیثمیؒ فرماتے ہیں کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تکفیر کرنا کفر ہے، اس لیے کہ ایسا کرنا شرعی نصوص کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حدیبیہ کے مقام پر چودہ سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بیعت کرنے پر ان کے ساتھ راضی ہونے کا اعلان فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفتح کی آیت ۱۸ میں صراحت کردی ہے

کہ میں ان لوگوں سے راضی ہوں، جب اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا تو یہ بات ناممکن ہے کہ ان کا خاتمہ کفر پر ہو، کیونکہ اللہ کی رضا اسی کو ملتی ہے جسے اس کے علم کے مطابق اسلام پر مرنا ہوتا ہے، جس کی موت اسلام پر نہ ہونا ہوتی ہو اس کے بارے میں ممکن ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ اطلاع دے کہ وہ اس سے راضی ہے، معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر افترا پردازیاں کرنے والے ملحد ہیں، منکر ہیں، ان آیات قرآنیہ سے معلوم ہو گیا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بہترین امت ہیں، وہ عدول ہیں، اللہ انہیں رسوا نہیں کرے گا، اللہ ان سے راضی ہو چکا ہے، جو ان باتوں کو سچا نہیں سمجھتا وہ قرآن کریم کو جھٹلاتا ہے، اور جو شخص قرآن کریم میں جو کچھ ہے جس کی تاویل نہیں کی جا سکتی کا انکار کرتا ہے وہ کافر ہے، منکر ہے، ملحد ہے، دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

علامہ ابن حزمؒ کا فرمان: علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص انصار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اس لیے بغض رکھتا ہے کہ انہوں نے حضرت نبی کریم ﷺ کی نصرت کی تو ایسا شخص کافر ہے، جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھتا ہے وہ بھی کافر ہے۔

شیخ محمد عربی التبانی المغربی کا فرمان: شیخ محمد عربی التبانی المغربی فرماتے ہیں کہ وہ شخص قرآنی نصوص پر کیونکر ایمان لا سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ کیے جانے والے وعدوں کو جھٹلاتا ہے، اللہ نے ان سب کے لیے جنت کا وعدہ فرمایا ہے، ان کے لیے جنت میں بلند منازل تیار کی ہیں، اللہ ان سے راضی ہوا ہے، وہ اپنے گمان و خیال میں کہتا ہے کہ یہ لوگ کافر تھے یا دین اسلام سے مرتد ہو گئے تھے، رافضی ٹولے کے اس طرح کے عقائد سے انسان کافر ہو جاتا ہے، ان نصوص کا انکار تو کفر بواح ہے۔

شیخ سبکیؒ کا فرمان: شیخ سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام صحابہؓ کو سب وشتم کرنا کفر ہے، اسی طرح کسی ایک صحابی کو سب وشتم کرنا بھی کفر ہے، اس لیے کہ اس شخص نے صحابیت کا استخفاف کیا ہے، اسی طرح کسی نے شیخین (ابو بکر وعمر) میں سے کسی سے بغض رکھا تو اس نے کفر کیا، اگر صحابی ہونے کی وجہ سے ان سے بغض رکھا تو بغض رکھنے والا قطعی کافر ہے۔

شیخ سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عائشہ صدیقہؓ کے واقعہ میں زبان درازی کرنے والے کو دو وجہوں سے قتل کیا جائے گا، ایک یہ کہ قرآن کریم میں حضرت عائشہؓ کی برأت آئی ہے، تو اس نے زبان درازی کر کے قرآن کریم کو جھٹلایا ہے، دوسرا یہ کہ وہ نبی کریم ﷺ کی بیوی ہیں تو ان کے خلاف اس واقعہ میں زبان درازی کرنا نبی کریم ﷺ کی شان میں کمی کرنا ہے جو کہ کفر ہے۔

حضرت سحنونؒ کا فرمان: شیخ سحنون فرماتے ہیں کہ جس شخص نے نبی کریم ﷺ کے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی ایک کی تکفیر کی، علیؓ، عثمانؓ یا ان کے علاوہ کسی اور کی تکفیر کی تو اسے دردناک ماردی جائے۔

شیخ ابو المعالی آلوسیؒ کا فرمان: شیخ ابو المعالی آلوسیؒ کے سامنے جب سورۃ الفتح کی آیت ۲۹ کا ذکر کیا گیا تو فرمانے لگے کہ علماء کرام اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ آیت راوفض کے کفر پر نص ہے، کیونکہ روافض صحابہ کرام کو ناپسند کرتے ہیں، بلکہ وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تکفیر کرتے ہیں۔

شیخ عبد الوہابؒ کا فرمان: شیخ عبد الوہابؒ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ارتداد کی بات کرنا کہ صرف پانچ چھ لوگ مسلمان رہ گئے تھے یہ دین اسلام کی بنیاد منہدم کرنے کے مترادف ہے، کیونکہ دین کی اساس اور بنیاد تو قرآن وسنت

ہے،اگر جن لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے قرآن وحدیث لی ان کے بارے میں ارتداد مانا جائے جن کی تعداد حد تواتر کو نہیں پہنچتی تو پھر تو قرآن اور حدیث مشکوک ہو جاتے ہیں،اس لیے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعینؓ کے مرتد ہونے کی باتیں کرنے والے لوگ دین کے لیے یہود ونصاریٰ سے زیادہ نقصان دہ ہیں،اس ہفوہ اور ہرزہ سرائی کی کئی وجوہ ہیں،ایک وجہ یہ ہے کہ اس سے دین کو باطل کرنا لازم آتا ہے،دین میں شکوک وشبہات پیدا ہوتے ہیں،اس سے جواز پیدا ہوتا ہے کہ قرآن میں جو کچھ پیش کیا جانا تھا اسے چھپا یا گیا،اس سے قرآن کی تحریف لازم آتی ہے۔

نواب صدیق حسن خانؒ کا فرمان: نواب صدیق حسن خانؒ فرماتے ہیں کہ علماء اسلام اور سلاطین اسلام پر بہت تعجب ہوتا ہے کہ انہوں نے ان روافض کو کس طرح چھوڑ دیا،جو قبیح انکار کی غایت اور نہایت کو پہنچے ہوئے ہیں،یہ رسوا لوگ جب شریعت مطہرہ کارد کرنا چاہتے ہیں،جب اس کی مخالفت کرنا چاہتے ہیں تو ان لوگوں پر طعن وتشنیع کے تیر برساتے ہیں جو اس شریعت کے حاملین تھے،ہمارے لیے شریعت تک پہنچنے کا ان ہستیوں کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے، عقل وخرد سے تہی دست وتہی دامن ان لوگوں نے شریعت مطہرہ تک پہنچنے کے ذرائع اور وسائل پر شیطانی راستوں سے رکیک حملے کیے ہیں،ان لوگوں نے بہترین مخلوق پر سب وشتم کے ڈونگرے برسائے ہیں،انہوں نے شریعت کے ساتھ اپنی دشمنی اور عناد کو صیغہ راز میں رکھا ہے۔

یہ چند اسلاف کے ارشادات وفرمودات مشتے نمونہ از خروارے ہم نے پیش کیے ہیں،ورنہ ہر دور کے اساطین علم وعرفاں کے فرمودات اگر دربارہ صحابہ ودشمنان صحابہ پیش کیے جاتے تو کئی جلدوں پر یہ مضمون پھیل سکتا تھا۔

صحابہ کرامؓ اور حبِّ مصطفیٰ ﷺ

صحابہ کرامؓ وہ پاکیزہ، صاف دل و پاکباز ہستیاں تھیں جنھوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد ثابت کیا کہ واقعی وہ مصطفیٰ کریم ﷺ کے دیوانے، پروانے اور مستانے ہیں، انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ غایت درجہ کی محبت، پیار اور عشق کا اظہار فرمایا اور کیوں نہ کرتے کہ نبی کریم ﷺ کی محبت ہر مسلمان پر واجب اور ضروری ہے، اللہ کی طرف سے آپ ﷺ کے ساتھ بہت زیادہ محبت رکھنے کا حکم ہے تو صحابہ کرامؓ کی آپ ﷺ سے بہت زیادہ محبت تھی، حضرات صحابہ کرامؓ کے دلوں میں آپ ﷺ کی محبت تمام چیزوں سے زیادہ تھی، صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کو اپنی جانوں پر، اپنے مالوں پر، اپنی اولادوں پر، اپنے اہل و عیال پر غرضیکہ ہر چیز سے بڑھ کر آپ ﷺ کی محبت صحابہ کرام کے دلوں میں رچی بسی ہوئی تھی، اس بارے میں صحابہ کرامؓ کے بے شمار واقعات ہیں۔

اسی طرح صحابہ کرام آپ ﷺ کا دفاع بھی خوب کرتے تھے، نبی کریم ﷺ بہت سی لڑائیوں میں شریک ہوئے، کفارِ قریش کا مقابلہ کیا، دعوتِ اِسلام پیش کی، مشرکین مکہ نے آپ ﷺ کا مقابلہ کیا، آپ ﷺ کو تکلیفیں پہنچائیں، تو یہ صحابہ کرامؓ ہی تھے جنھوں نے ہر محاذ پر نبی کریم ﷺ کا ساتھ دیا، وہ بھی کیا منظر ہوا ہوگا جب آپ ﷺ محراب میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے تو صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کے ارد گرد سے کافروں کو ہٹا رہے تھے، اپنی جان نچھاور کر رہے تھے، جب عقبہ بن ابی معیط جیسے کافر نے نبی کریم ﷺ کو جان سے مارنے کی ناپاک کوشش کی،

جب کہ آپ ﷺ مسجد الحرام کے ایک گوشے میں نماز پڑھ رہے تھے، ابو بکر صدیقؓ تیز رفتاری سے عقبہ کی طرف جھپٹے،ابو بکر صدیقؓ نے عقبہ کو اس کے دونوں کاندھوں سے پکڑ لیا،اوراسے سختی سے دھکیلااور زبان سے بار بار یہ جملہ کہہ رہے تھے

أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ

کیاتم ایسے شخص کومارتے ہوجو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے،حالانکہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے واضح نشانیاں بھی آچکی ہیں۔(سورۃ غافر ۲۸)

صحابہ کرامؓ وہ عاشقانِ مصطفےﷺ تھے کہ آقا کریمﷺ کی جدائی اور فراق برداشت نہیں کر سکتے تھے،اور کیوں ہوتی کہ آقا کریمﷺ ہی نے توان لوگوں کو جہالت کی تاریکیوں اور گھٹاٹوپ اندھیروں سے نکال کراسلام کی روشنی اوراجالوں میں لا کھڑا کیا تھا،حضرت معاذ بن جبلؓ کو جب نبی کریمﷺ نے یمن کی طرف روانہ کیاتوکچھ دیر کے لیے آپﷺ ان کے ہمراہ نکلے تا کہ انہیں کوئی نصیحت کی بات بتائیں،حضرت معاذ بن جبلؓ اپنی سواری پر سوار ہوچکے تھے جب کہ آقا کریمﷺ سواری سے نیچے کھڑے تھے،نبی کریمﷺ نے حضرت معاذؓ سے فرمایا کہ اے معاذ!ہوسکتا ہے کہ اس سال کے بعد تمہاری میری ملاقات نہ ہو سکے اور تو میری مسجد اور میری قبر کے قریب سے گزرے،اتنا کہنا تھا کہ حضرت معاذ بن جبل نبی کریمﷺ کے فراق اور جدائی کے خوف سے رونے لگ گئے، پھر آپﷺ مدینہ کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے تم میرے اہل بیت کو دیکھتے ہو کہ یہ لوگ مجھے سب لوگوں سے زیادہ عزیز ہیں،اہل تقویٰ جہاں کہیں بھی ہوں وہ

میرے بہت قریب ہیں، حضرت معاذؓ رحمت کائنات ﷺ کی یہ بات سن کر رو پڑے، انہیں نبی کریم ﷺ کی جدائی کا خوف دامن گیر ہو گیا۔(اتحاف الخیرہ المھرۃ)

پھر صحابہ کرامؓ کو یہ امتیازی شان بھی حاصل تھی کہ وہ کتاب اللہ کے فرمانِ عالی شان کے مطابق آپ ﷺ کو اپنے اھل وعیال، اپنی جانوں غرضیکہ سب کچھ سے زیادہ چاہتے تھے، آپ ﷺ سے محبت رکھتے تھے اور حبّ رسول ﷺ ان کے دلوں میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

میدانِ اُحد سجنے کے بعد جب اہلِ مدینہ واپس لوٹے تو ان کی زبانوں پر نبی کریم ﷺ کی شہادت کی خبریں تھیں، شہادتِ نبوی کی خبر سنتے ہی مدینہ میں شور اٹھا، چیخ وپکار شروع ہو گئی، یہ سن کر انصار کی ایک خاتون باہر نکلیں، اس کا والد، اس کا بھائی، اس کا خاوند اور بیٹا میدانِ اُحد میں کام آ گئے تھے، وہ جب ان کے قریب سے گزری تو اس نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ اسے بتایا گیا کہ یہ آپ کے والد، آپ کے بھائی، آپ کے خاوند اور آپ کا بیٹا ہے، یہ منظر دیکھ کر اس نے رحمتِ کائنات ﷺ کے بارے میں پوچھا کہ ان کا کیا حال ہے؟ تو لوگوں نے اسے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ تو تمہارے سامنے ہیں، جب اسے رسول اللہ ﷺ تک پہنچایا گیا تو اس نے نبی کریم ﷺ کا دامن مبارک پکڑ لیا پھر کہنے لگی میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں یا رسول اللہ! جب آپ ﷺ نقصان سے محفوظ ہیں تو مجھے کوئی پروا نہیں ہے۔(مجمع الزوائد)

رحمت دوعالم ﷺ کے دیوانے، پروانے اور مستانے صحابہ کرامؓ نبی کریم ﷺ کی محبت ومودّت میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کرتے تھے، محبت نبوی ﷺ کے اِظہار میں صحابہ کرامؓ نے بہت ہی روشن مثالیں رقم کی ہیں، ہر کوئی یہ کوشش کرتا تھا کہ محبتِ مصطفوی ﷺ میں کامران وکامیاب ہو جائے، دوسروں سے سبقت لے جائے۔

بہت سے صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ کے جسد مبارک کو بوسہ دینے کی سعادت حاصل کی، جسد نبوی کو بوسہ دے کر وہ اپنی محبت کا اِظہار کرنا چاہتے تھے، میدانِ بدر میں نبی کریم ﷺ صحابہ کرامؓ کی صفیں درست کرواتے ہوئے سواد بن غزیہ کے پاس سے گزرے جو بنی عدی بن نجار کا حلیف تھا، جس کا پیٹ صف سے کچھ باہر نکلا ہوا تھا، آپ ﷺ نے تیر کے ساتھ اس کے پیٹ کو صف میں برابر کرتے ہوئے فرمایا کہ اے سواد! برابر ہو جاؤ، اس نے کہا یارسول اللہ! آپ ﷺ نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حق وعدل کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، مجھے بدلہ دیں۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اس کی فرمائش پر اپنے پیٹ سے کپڑا ہٹا دیا اور فرمایا کہ تم بدلہ لے لو، چنانچہ سواد نے گردن جھکائی اور آپ ﷺ کے شکم مبارک کا بوسہ لے لیا، آپ ﷺ نے پوچھا کہ اے سواد! اس کام پر تجھے کس چیز نے آمادہ کیا؟ تو انہوں نے کہا یارسول اللہ! ہم یہاں جس صورت حال سے دوچار ہیں آپ دیکھ رہے ہیں، میرے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ میں اپنے جسم کو آپ ﷺ کے جسم کے ساتھ مس کروں، شاید یہ آخری موقع ہو، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے سواد کے لیے خیر کی دعا فرمائی۔ (سلسلہ الصحیحہ)

صحابہ کرامؓ کو نبی کریم ﷺ سے سچی محبت تھی، محبتِ نبوی میں وہ بہت سی سنگلاخ اور مشکل ترین وادیاں عبور کرتے ہوئے لذت محسوس کرتے تھے، خود کو مشکلات میں ڈال کر یہ خیال کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کو ان مشکلات سے محفوظ رکھا جائے، صحابہ کرامؓ جب نبی کریم ﷺ کو مشکلات میں گھرا دیکھتے تو ایک پل چین سے نہیں بیٹھتے تھے۔

صحابہ کرامؓ کی ہزاروں خوبیوں میں بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ نبی کریم ﷺ کے احکامات کی بجاآوری اورآپ کی طرف سے کی جانے والی روک اور رکاوٹوں پر پہرا دیا کرتے تھے،آپ ﷺ کے احکامات کی نافرمانی نہیں کرتے تھے، جس سے آپ ﷺ روک دیتے تھے کتنا بڑانقصان کیوں نہ اٹھانا پڑتا اس کی طرف اِلتفات نہیں کرتے تھے،رب تعالیٰ نے قرآن کریم میں اِتباع نبوی کواپنی محبت کاذریعہ بتایا ہے،ارشاد ہے

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ ﴾ [آل عمران: ۳۱]

فرماد یجیے !اگر تم اللہ کے محبوب بننا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تمہیں محبوب بنالے گا۔

اللہ تعالیٰ کا محبوب بننے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ انسان اللہ کے حبیب مصطفے کریم ﷺ کی پیروی اور اتباع کرے،انسان کے لیے اپنے محبوب تک پہنچنے کا سب سے بہترین ذریعہ اس کی اتباع ہے،پیروی ہے،آپ ﷺ کی سنتوں کو رواج دیا جائے،سنتوں کی پیروی کرے،آپ ﷺ کے ہمیشہ تذکرے کرے،آپ ﷺ کے دِیدار کا شوق رکھے،حبّ رسول ﷺ کا دائرہ بہت وسیع ہے مگر احتیاط یہ رکھے کہ غلو،مبالغہ آمیزی اور ایسے طریقے اختیار نہ کرے جنہیں اللہ کے لاڈلے رسول ﷺ ناپسند کرتے ہیں۔

صحابہ کرامؓ کی شانِ اِمتیازی یہی تھی کہ وہ آپ ﷺ کے احکامات و اوامر کی اتباع اور پیروی کرتے تھے، نبی کریم ﷺ جس چیز کو ناپسند کرتے تھے صحابہ کرامؓ اس چیز کے قریب تک نہیں جاتے تھے،تاکہ نبی کریم ﷺ کے دل پر بوجھ نہ آئے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان لوگوں کی مخالفت کی جو ذو معنیٰ الفاظ بول کر نبی کریم ﷺ کی توہین کرنا چاہتے تھے، اللہ نے ایسے الفاظ استعمال کرنے سے بھی منع فرمادیا، سوءادبی کے تمام دروازے قرآن کریم کی روشن تعلیمات نے بند کردیے۔

کچھ لوگ دیہاتی مزاج کے تھے، جنہیں ادب اور بے ادبی کے طریقے سلیقے زیادہ نہیں آتے تھے، انہیں بھی ایسی تعلیمات دی گئیں جن کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور اپناتے ہوئے وہ نبی کریم ﷺ کی محبت اور ادب کا اظہار کریں۔

قرآن کریم میں نبی کریم ﷺ کے سامنے اونچی آواز سے گفتگو کرنے پر پابندی عائد کی گئی تو ایک شخص گھر میں دبک کر بیٹھ گئے کہ میری آواز اونچی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ میں آپ ﷺ کے سامنے اونچا بولوں تو میرے اعمال اکارت چلے جائیں۔

تعظیم و محبتِ رسول ﷺ بجالانے کا محل انسانی دل ہے، انسانی زبان ہے، انسانی اعضاء وجوارح ہیں، دل میں حبّ رسول ﷺ کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی جان اور اولاد سے نبی کریم ﷺ کو کہیں بڑھ کر اہمیت دے، انہیں مقدم رکھے، زبان سے محبت کا اظہار یوں کرے کہ آپ ﷺ کی مدح وستائش کرتا رہے، اعضاء وجوارح سے محبت کا اظہار یہ ہے کہ انسان آپ ﷺ کے احکامات کی بجاآوری کرے، آپ ﷺ نے جن چیزوں اور باتوں سے منع کیا ہے ان سے رک جائے، انسان اس طرح عمل کرے کہ آپ ﷺ کے دین کو غلبہ حاصل ہو۔ اللہ توفیق دے۔ آمین

صحابہ کرامؓ کے بارے بغض رکھنا کبیرہ گناہ

رحمت کائنات، سرکار دو عالم ﷺ کے صحابہ کرامؓ میں سے کسی کو سب و شتم کا نشانہ بنانا اور ان کے ساتھ بغض رکھنا بڑے گناہوں میں سے ایک ہے، حضرت نبی کریم ﷺ نے انصار صحابہ کرامؓ اور علی المرتضیٰ شیر خداؓ سے بغض رکھنے کو نفاق کی نشانی قرار دیا ہے، حضرت انس بن مالکؓ کی روایت کے مطابق ارشاد نبوی ہے

آيَةُ الإِيمَان حُبُّ الأَنصَار، وَآيَةُ النِّفَاق بُغضُ الأَنصَار«بخاری ومسلم»

اَنصار کی محبت اِیمان کی نشانی ہے جب کہ اَنصار کے ساتھ بغض رکھنا یہ نفاق کی نشانی ہے۔

حضرت براء بن عازبؓ نے حضرت نبی کریم ﷺ سے سنا اور فرمایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا

اَلأَنصَارُ لَا يُحِبُّهم إِلَّا مُؤمِنٌ، وَلَا يُبغِضُهم إِلَّا مُنَافِقٌ، فَمَن أَحَبَّهم أَحَبَّه اللهُ، ومَن أَبغَضَهم أَبغَضَه الله «بخاری ومسلم»

اَنصار کے ساتھ مومن ہی محبت رکھ سکتا ہے،ان کے ساتھ منافق ہی بغض رکھتا ہے، جو ان سے محبت رکھے گا اللہ اس سے محبت رکھے گا، جو ان سے بغض رکھے گا اللہ اس سے بغض رکھے گا۔

حضرت زر بن حبیشؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ نے فرمایا

وَالَّذِي فَلَقَ الحَبَّةَ، وبَرَأَ النَّسَمَةَ، إنه لعهد النبي الأُمِّي صلى الله عليه وسلم إِلَيَّ: «أَلا يُحبني إلا مؤمنٌ، ولا يُبغضني إلا منافقٌ»(مسلم)

قسم اس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا، جس نے جسم کو پیدا کیا، کہ نبی امی ﷺ نے میرے ساتھ عہد و پیمان کیا کہ میرے ساتھ مومن ہی محبت رکھتا ہے اور میرے ساتھ منافق ہی بغض رکھتا ہے۔

اِمام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ جب رسول کریم ﷺ نے علی المرتضیٰ شیر خداؓ کے بارے میں یوں فرمایا تو حضرت صدیقؓ کے بارے میں یہ الفاظ اور یہ مقام بدرجہ اولیٰ ہے اور وہ زیادہ مستحق ہیں،اس لیے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے بعد افضل الخلق ہیں۔(الکبائر للذہبی)

قرآنی تعلیمات اور نبی کریم ﷺ کے فرموداتِ طیبات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ صرف اَنصار صحابہ کرامؓ کے ساتھ بغض رکھنا ہی نفاق کی نشانی نہیں ہے بلکہ تمام صحابہ کرامؓ میں سے کسی بھی صحابی کے بارے میں انسان اپنے دل میں بغض رکھے،زبان سے ان کے خلاف طعن و تشنیع کرے،ان پر سب و شتم کرے تو یہ بھی نفاق کی علامت ہے،مدینہ شریف کے منافقین کو جب کہا جاتا تھا کہ تم لوگ ان لوگوں (صحابہ کرامؓ) کی طرح ایمان لاؤ تو وہ کہتے کہ کیا ہم ان بے وقوفوں کی طرح ایمان لائیں،منافقینِ مدینہ نے صحابہ کرامؓ کو بے وقوف کہا،جس کے لیے قرآن نے سفہاء کا لفظ استعمال فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اسی انداز میں جواب دیا کہ انہیں بے وقوف کہنے والو تمہی بے وقوف ہو۔

نبی کریم ﷺ نے حضراتِ اَنصار کا خصوصیت سے اس لیے ذکر کیا تاکہ ان کی فضیلت کا مزید اظہار ہو،ان کا مرتبہ اور مقام سب پر عالم آشکار ہو،لیکن جو کوئی ایک بھی صحابی کے بارے میں بغض رکھے گا اس کے دل میں نفاق ہوگا،کیونکہ اگر مہاجرین نے دین کی خاطر اپنا سب کچھ چھوڑا تھا،اپنا گھر بار چھوڑا تھا تو اَنصار نے اپنا سب کچھ ان لوگوں پر نچھاور کیا،انہوں نے دین اور دین والوں کی نصرت کی،نبی کریم ﷺ کی نصرت کی،اس لیے ان کی محبت کا دم بھرنا ہے اور ان کے بارے میں بغض نہیں رکھنا۔

حضرت نبی کریم ﷺ نے تو حضرات اَنصار کے ساتھ بغض رکھنے والے کے ایمان کا انکار کیا ہے، گویا کہ انصار سے بغض رکھنے والا مومن ہی نہیں ہے، حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

لا يبغض الأنصار رجلٌ يؤمن بالله واليوم الآخر«مسلم»

جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ انصار سے بغض نہیں رکھے گا۔

اسی طرح حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ انصار سے بغض نہیں رکھے گا۔ (مسلم)اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ نے یہی الفاظ ارشاد فرمائے۔(مسند احمد، ترمذی)

سیدنا امیر معاویہؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ

مَن أحبَّ الأنصار أحبَّه الله، ومَن أبغض الأنصار أبغضه الله

جس نے انصار سے محبت رکھی اللہ اس سے محبت رکھے، جس نے انصار سے بغض رکھا اللہ اس سے بغض رکھے۔(مسند احمد، السنن الکبریٰ للنسائی)

حضرت خالد بن ولیدؓ فرماتے ہیں کہ میرے اور عمار بن یاسرؓ کے درمیان کسی معاملے میں نوک جھونک ہو گئی، میں نے انہیں کوئی سخت بات کہہ دی، عمار بن یاسرؓ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں میری شکایت کر دی، میں آیا تو وہ نبی کریم ﷺ سے شکایت کر رہے تھے، تو انہوں نے اور زیادہ سختی شروع کر دی اور سختی میں اور شدت آتی گئی، جب کہ نبی کریم ﷺ اس طرح خاموش تھے کہ کوئی بات نہیں کہہ رہے تھے، پھر عمار بن یاسر رونے لگے، اور کہنے لگے یا رسول اللہ! کیا آپ اسے دیکھ رہے ہیں؟ پھر نبی کریم ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا

مَن عَادَى عَمَّارًا عَادَاهُ الله، وَمَن أَبغَضَ عَمَّارًا أَبغَضَهُ الله

جس نے عمار بن یاسر سے دشمنی کی اللہ اس سے دشمنی کرے گا، جس نے عمار سے بغض رکھا اللہ اس سے بغض رکھے گا۔ (مسند احمد، مستدرک حاکم، ابن حبان)

یہ بات سن کر میں وہاں سے نکل گیا، اس کے بعد مجھے جو چیز سب سے زیادہ محبوب تھی وہ یہ تھی کہ میں عمار کو راضی رکھوں، اس کے بعد جب میں ان سے ملا تو وہ راضی ہو گئے۔

نبی کریم ﷺ کے فرامین میں انصار کے بارے میں فضائل آئے ہیں، آپ ﷺ نے فرداً فرداً بھی کئی صحابہ کرامؓ کے فضائل بیان فرمائے ہیں، جس طرح عمار بن یاسرؓ کے بارے میں فرمایا، اسی طرح حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت بلال حبشیؓ اور حضرت صہیب رومیؓ کے فضائل بھی بیان فرمائے۔

ایک بار ابو بکر صدیقؓ نے سلمان فارسیؓ، صہیب رومیؓ اور بلال حبشیؓ کو ابوسفیان (قبل از اسلام) کے خلاف بات کرنے سے ناراضگی کا اظہار کیا تو نبی کریم ﷺ کو پتا چلا، آپ ﷺ نے صدیق اکبر سے فرمایا کہ آپ نے ان کو ناراض کر کے اللہ کو غصہ دلایا ہے، اس پر صدیق اکبر نے ان تینوں سے معذرت کی تھی۔

پھر ان تینوں نے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کو معاف کرتے ہوئے یوں کہا تھا کہ کوئی بات نہیں ہے۔ (مسلم شریف)

صحابہ کرام پر سب و شتم کرنے والے کا حکم اور سزا

رحمتِ کائنات، مفخر موجودات، سرورِ انبیاء حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کو سب و شتم کرنے والے، انہیں گالیاں دینے والے، ان پر طعن و تنقید کے نشتر چلانے والے، ان کے بارے یاوہ گوئی کرنے والے، ہرزہ سرائی کرنے والے، ان کے نقائص اور عیوب تلاش کرنے والے حرماں نصیبوں کا حکم کیا ہے؟ اور انہیں ان کے اس جرم سب و شتم کی سزا کیا ہونا چاہیے؟ آیا یہ لوگ اپنے اس جرم کی بناء پر کافر ہیں؟ یا فاسق و فاجر ہیں؟ ان کی سزا قتل ہے یا پھر ان کی سزا تعزیر ہے؟ اس بارے میں اہل علم و عرفان کے دو طرح کے افکار و خیالات پائے جاتے ہیں۔

ان میں اہل علم و عرفان کا ایک معتدبہ طبقہ اس طرف گیا ہے کہ صحابہ کرامؓ کو گالیاں دینے والے، سب و شتم کرنے والے، ان میں نقائص ڈھونڈھنے والے، ان کی عدالت میں طعن و تشنیع کرنے والے، ان کے ساتھ صراحتاً بغض رکھنے والے کافر ہیں اور ان میں جس آدمی کا کام ہی یہ ہو اس کا خون مباح ہے اور اس کا قتل کرنا حلال ہے، مگر یہ کہ وہ توبہ کرلے تو اس پر رحم کیا جاسکتا ہے۔

جن حضرات کا یہ مؤقف اور خیال ہے ان میں بڑے بڑے نام یہ ہیں عبد الرحمان بن بن ابزیٰ (کتاب النہی عن سب الصحابہ ص ۲۳) عبدالرحمٰن بن عمرو الاوزاعی (شرح الابانۃ لابن بطہ ص ۱۶۲) ابو بکر بن عیاش، سفیان بن عیینہ، محمد بن یوسف فریابی، بشر بن حارث مروزی، محمد بن بشار العبدی (شرح الابانہ ص ۱۶۰)

اسی طرح اہل علم و عرفان کی ایک لمبی فہرست ہے جو اس طرح کا خیال رکھتے ہیں، ان ائمہ نے صراحت کی ہے کہ جو صحابہ کرام کو گالی دے وہ کافر ہے، ان میں سے

بعض وہ ائمہ ہیں جنہوں نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ صحابہ کرام کو دشنام دینے والے کی سزا قتل ہے،اس فرمان کی طرف بعض علمائے احناف،مالکیہ،شافعیہ،حنابلہ اور ظاہریہ گئے ہیں۔

اہل علم کا دوسرا فریق اس طرف گیا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو گالی دینے والے کو گالی دینے کی وجہ سے کافر نہیں کہا جائے گا بلکہ اسے فاسق اور گمراہ قرار دیا جائے گا،اسے قتل بھی نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کے لیے تادیبی کارروائی کافی ہے اور اس پر سخت ترین تعزیر لگائی جائے گی یہاں تک کہ وہ اس جرم کے ارتکاب سے باز آجائے،جیسے بڑے گناہوں اور فواحش میں شمار کیا گیا ہے،اگر وہ تعزیر شدید کے باوجود ارتکاب جرم سے باز نہیں آتا تو اسے دوبارہ سزا دی جائے گی،یہاں تک کہ وہ توبہ کا اظہار کرے۔

جو ائمہ کبار یہ خیال رکھتے ہیں ان میں حضرت عمر بن عبدالعزیز(الصارم المسلول ۵۶۹) حضرت عاصم الاحول (الصارم) امام مالک (الشفاء) اسحاق بن راہویہ (الصارم المسلول) جیسے اہل علم ائمہ کے نام شامل ہیں،ان کے علاوہ اور بھی بہت سے ائمہ ہیں جو ان کے ہم خیال ہیں۔

یہ توضیحات نقل کرنے سے پتا چلتا ہے کہ اہل علم کا ایک طبقہ اس طرف گیا ہے کہ صحابہ کرام پر سب وشتم کرنے والا فاسق اور مبتدع ہے کافر نہیں ہے،بادشاہ پر لازم اور ضروری ہے کہ اس کے خلاف سخت ترین تادیبی کارروائی کرے جو قتل تک نہ پہنچے۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف الصواعق المحرقہ میں علامہ ابن حجر ہیثمی فرماتے ہیں کہ

أَن من أنكر خلَافَة الصّديق أَو عمر فَهُوَ كَافِر

پس امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ جس شخص نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار کیا وہ کافر ہے۔

امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ نے روافض کی دو قسمیں بیان کی ہیں ان میں ایک کافر ہیں اور دوسرے نہیں ہیں، انہوں نے روافض کی اقتدا میں نماز کے ناجائز ہونے کا فرمایا ہے، کیونکہ یہ صدیق کی خلافت کے منکر ہیں، جب کہ تمام صحابہ کرام کا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماع ہے۔

شمس الائمہ علامہ سرخسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ **فَمن طَعَنَ فِيهم فَهُوَ مُلحِدٌ مَنابذٌ لِلْإِسْلَامِ دَوَاؤُه السَّيْفُ إِن لَّم يَتُب** جس نے صحابہ کرامؓ میں طعن کیا وہ بے دین ہے، اسلام کو پس پشت ڈالنے والا ہے اگر توبہ نہ کرے تو اس کا علاج تلوار ہی ہے۔(اصول السرخسی ج۲ ص ۱۳۴)

امام مالکؒ کا مؤقف: حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ شاتم صحابہ کے بارے میں دو مؤقف رکھتے ہیں، ایک مؤقف ان کا یہ ہے کہ جو شخص نبی کریم ﷺ کو سب و شتم کرے اسے قتل کیا جائے گا جب کہ اصحاب رسول کو سب و شتم کرنے والے کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے گی۔(الشفاء بتعریف حقوق المصطفے ﷺ ج ۲ ص ٦٥٢)

جب کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا شاتم اصحاب رسول ﷺ کے بارے میں دوسرا مؤقف یہ ہے، فرماتے ہیں

مَنْ شَتَمَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى الله عليه وسلم أبا بكر أَوْ عُمَرَ، أَوْ عُثْمَانَ ، أَوْ مُعَاوِيَةَ ، أَوْ عَمْرِو بْنَ الْعَاصِ فَإِنْ قَالَ: كَانُوا عَلَى ضَلَالٍ وَكُفْرٍ قُتِلَ، وَإِنْ شَتَمَهُمْ بِغَيْرِ هَذَا مِنْ مُشَاتَمَةِ النَّاسِ نُكِّلَ نَكَالًا شَدِيدًا(الشفاء بتعريف حقوق المصطفے ج۲ص ٦٥٢،شرح الشفاء)

جس نے نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام میں سے کسی کو سب و شتم کیا خواہ ابو بکرؓ و عمرؓ یا عثمانؓ یا معاویہؓ یا عمرو بن العاصؓ کو کیا، اگر اس نے یوں کہا کہ یہ لوگ کافر اور گمراہ تھے تو اسے قتل کیا جائے، اگر انہیں عام لوگوں جیسا برا بھلا کہا اور ایسے الزامات لگائے تو اسے عبرت ناک سزا دی جائے گی۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ جس نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو سب و شتم کیا اسے کوڑے مارے جائیں گے، جس نے حضرت عائشہؓ کو سب و شتم کیا اسے قتل کیا جائے گا، ان سے پوچھا گیا کہ یہ کیوں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ جس نے انہیں الزام دیا اس نے قرآن کریم کی مخالفت کا ارتکاب کیا اس لیے اسے قتل کیا جائے گا۔ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفے ﷺ)

قاضی ابو بکر بن طیبؒ فرماتے ہیں کہ جب مشرکین نے اللہ کے بارے میں کہا کہ اللہ نے بیٹا بنالیا ہے اور اس طرح کی بہت سی آیات میں یہ آیا ہے تو اللہ نے ان مشرکین کے جواب میں سبحان کا لفظ استعمال فرمایا ہے، جب منافقین نے حضرت عائشہؓ پر بہتان طرازی کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اتہام اور الزام کے جواب میں فرمایا کہ جب تم نے ان سے یہ بات سنی تھی تو تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ سبحانک، جب اللہ نے اپنی صفائی پیش کی تو وہاں بھی سبحان کا لفظ استعمال فرمایا، جب عائشہ صدیقہؓ کی برأت کا اعلان فرمایا تو وہاں بھی لفظ سبحان استعمال فرمایا، یہ الفاظ امام مالک کے قول کی شہادت بن گئے، اس لیے فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ پر بہتان طرازی کرنے والے کو قتل کیا جائے گا۔ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفے ﷺ)

امام احمد کا مؤقف: الصارم المسلول علی شاتم الرسول میں امام احمد بن حنبلؒ کا مؤقف یوں بیان کیا گیا ہے جو شخص کسی صحابی کو گالی دے وہ صحابی اہل بیتؓ میں سے ہو یا

دوسرے لوگوں میں سے تو اس کے متعلق امام احمدؒ کا مطلق ارشاد ہے کہ اس کو عبرت ناک سزادی جائے البتہ امام نے اس کے قتل اور تکفیر سے توقف کیا ہے۔

ابو طالب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو گالی دینے والے شخص کے متعلق سوال کیا تو آپ نے جواب دیا کہ اس کے قتل سے احتراز کیا جائے۔

عبداللہؒ کہتے ہیں میں نے یہی سوال اپنے والد امام احمد سے کیا تو فرمایا میری رائے یہ ہے کہ اس کو زدو کوب کیا جائے میں نے عرض کیا کیا شرعی حد ہے؟ فرمایا مجھے اس کے حد ہونے کا قطعی علم نہیں، اس لیے اس کو پیٹا جائے، البتہ میرے نزدیک وہ مسلمان نہیں، حضرت عبداللہؒ بیان کرتے ہیں میں نے والد گرامی سے پوچھا روافض کون ہیں؟ فرمایا جو حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو گالیاں دیں۔(الصارم المسلول)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امتِ محمدیہ میں افضل حضرت ابو بکرؓ ہیں، پھر حضرت عمرؓ ہیں، ان کے بعد حضرت عثمانؓ اور پھر حضرت علیؓ ہیں، یہ خلفاء راشدینؓ ہیں، ان کے بعد امت کے بہترین افراد دیگر صحابہ کرامؓ ہیں کسی کو جائز نہیں کہ وہ ان کا ذکر برائی سے کرے یا ان پر عیب لگائے جو ایسا کرے تو اس کو سزادینا ضروری ہے اسے معاف نہیں کیا جاسکتا، البتہ اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے اگر توبہ کرے تو اس کی توبہ مان لی جائے اور اگر اپنے جرم پر ڈٹ جائے تو اس کو سزادی جائے اور حبس دوام میں ڈال دیا جائے یہاں تک کہ مر جائے یا اپنے جرم سے رجوع کر لے۔

امام احمدؒ نے تصریح فرمائی کہ اس شاتم کو تعزیر کرنا واجب ہے اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے اور کوڑوں کی سزا سے اس کو گستاخانہ طرز عمل ترک کرنے پر مجبور کر دیا جائے پھر بھی باز نہ آئے تو دائمی قید میں رکھا جائے، امام فرماتے ہیں

میرے نزدیک وہ مسلمان نہیں کیونکہ اس کا اسلام مشکوک ہے تاہم اس کو واجب القتل نہیں ٹھہرایا۔ (الصارم المسلول)

شوافع کا موقف: حافظ اسحاق بن راہویہؒ فرماتے ہیں **مَن شَتَمَ اَصحَابَ النَّبی** ﷺ **یُعَاقَبُ وَیُحبَسُ** جو اصحاب نبی کو گالی دے اس کو سزا دی جائے اور قید کیا جائے۔

ائمہ اربعہ کا شاتمِ اصحاب الرسول ﷺ کے بارے میں موقف اور نظریہ معلوم ہو جانے کے بعد آج دنیا بھر کے اسلامی ممالک کو چاہیے کہ وہ اصحاب رسول ﷺ کی شرعی عظمتوں کو محفوظ کرنے کے لیے ایسی قانون سازی کریں جو فوراً نافذ العمل ہو، جس میں شاتمِ اصحاب الرسول ﷺ کو کڑی سے کڑی سزا دی جائے، جس نوعیت کا جرم کیا جائے اسی طرح کی سزا دی جائے تاکہ صحابہ کرامؓ کے خلاف گلی کوچے میں کی جانے والی دیدہ دلیری کا سد باب ہو سکے۔

پاکستان کے سب سے بڑے صوبہ پنجاب میں تحفظ بنیاد اسلام کے نام سے ایک بل پاس کیا گیا ہے، جس کے مطابق کوئی بھی شخص خاتم النبیین ﷺ، صحابہ کرامؓ، خلفاء راشدینؓ، اہل بیت اطہارؓ اور امہات المومنینؓ، تمام آسمانی کتب اور تمام فرشتوں کے خلاف کوئی زبان درازی، ہرزہ سرائی اور یاوہ گوئی نہیں کر سکے گا۔

راقم الحروف کی عمر اس وقت اکاون (۵۱) سال سے متجاوز ہو چکی ہے، میں نے اپنی اس حیات مستعار میں کبھی بھی کسی کو اصحاب کرامؓ کے خلاف اس طرح زبان درازی کرتے نہیں سنا جو اس سال محرم الحرام (۱۴۴۲) میں کی گئی، سرعام خلفاء راشدینؓ کو گالیاں دی گئیں، انہیں کافر کہا گیا، انہیں غاصب کہا گیا، امیر المومنین امیر معاویہؓ اور ان کے والد ابو سفیانؓ اور ان کی والدہ ہندہؓ پر لعنت بے شمار کا ورد کیا گیا، جو کہ ایک نفرت انگیز عمل ہے، اسے رکنا اور بند ہونا چاہیے۔

خلفاء راشدینؓ کا مرتبہ اور مقام

خلافتِ راشدہ علی منہاج النبوت کے چار تاجدار ہیں،ان میں خلیفہ اول بلا فصل سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں،اس پر پوری امت مسلمہ کا اجماع ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع ہے،اہل بیت عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع ہے، مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جو خود تاجدارِ خلافت راشدہ علی منہاج النبوت ہیں وہ بھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ اول ہونے پر متفق ہیں، صرف اتفاق ہی نہیں کرتے بلکہ وہ اس عظیم انسان کی خلافت پر خوش اور راضی تھے جسے نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں اپنے مصلیٰ امامت پر کھڑا کیا تھا اور آپ ﷺ کی زندگی میں صدیق رضی اللہ عنہ نے اصحاب رسول ﷺ کو نمازیں پڑھائیں، خلافتِ راشدہ کے تاجدارِ اوّل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، دوسرے عمر فاروق رضی اللہ عنہ، تیسرے عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور چوتھے علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ ہیں، ساڑھے انیتس سال ان لوگوں کی خلافت ہوئی، نبی کریم ﷺ نے تیس سال خلافتِ راشدہ کی اطلاع دی تھی، چھ مہینے سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کو تتمہ خلافت کہا جاتا ہے، یوں چھ مہینہ حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت ملا کر یہ تیس سالہ خلافت راشدہ کا دور ٹھہرتا ہے۔

یہ سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر رسول کریم ﷺ کے پسندیدہ اور محبوب تھے، رحمتِ کائنات ﷺ جب حجۃ الوداع کے موقع پر منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ ﷺ نے منبر پر جلوہ افروز ہوتے ہی رب العالمین کی حمد وثناء کی، پھر آپ ﷺ نے اپنے جانثاروں اور خدمت گاروں اور راحت رسانوں کی تعریف وستائش شروع کردی، خطبہ کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ

اے لوگو! مجھے ابو بکرؓ نے کبھی بھی تکلیف نہیں پہنچائی، یہ بات اس کی یاد رکھو، اے لوگو! میں عمر بن خطابؓ سے راضی ہوں، عثمان بن عفانؓ سے راضی ہوں، علیؓ بن ابی طالب سے راضی ہوں، طلحہ بن عبید اللہؓ سے راضی ہوں، زبیر بن العوامؓ سے راضی ہوں، سعد بن مالکؓ سے راضی ہوں، عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے راضی ہوں، مہاجرین اولینؓ سے راضی ہوں، یہ بات تم لوگ ان لوگوں کے بارے میں جان رکھو۔

اے لوگو! اللہ نے اہل بدر کو معافی کا پروانہ عطا فرمادیا ہے، اہل حدیبیہ کو معافی کا پروانہ عطا فرمادیا ہے، اے لوگو! مجھے میرے دامادوں اور میرے سسروں کے بارے میں معاف رکھو، میرے اصحابؓ کے بارے میں مجھے معاف رکھو، ان میں سے کسی کی ایک دوسرے پر کی جانے والی زیادتی کے بارے میں اللہ تم سے نہیں پوچھے گا، اے لوگو! مسلمانوں سے اپنی زبانیں اٹھالو، جب انسان مر جائے تو اس کے بارے میں اچھی بات ہی کہو، یہ بات آپ ﷺ نے فرمائی اور منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ (النہی عن سب الاصحاب)

چار یارانِ نبی ﷺ کا مرتبہ اور مقام اس فرمان گرامی سے پہچانیے

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

لَا يَجْتَمِعُ حُبُّ هٰؤُلَاءِ الْأَرْبَعَةِ إِلَّا فِي قَلْبِ مُؤْمِنٍ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

ان چار یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کی محبت مؤمن کے دل میں ہی جمع ہو سکتی ہے۔ (نہی عن سب الاصحاب لضیاء مقدسی)

حضرت ابو درداءؓ کہتے ہیں کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے ابو بکر صدیقؓ کے آگے آگے چلتے دیکھا تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ کیا آپ ابو بکرؓ کے آگے آگے

چلتے ہیں ؟ حالانکہ ابو بکرؓ کو اللہ نے وہ مقام عطا فرمایا ہے کہ انبیاء کرام اور مرسلین کے بعد کسی بہترین ہستی پر سورج طلوع ہوا اور نہ غروب ہوا سوائے ابو بکر صدیقؓ کے۔ (فضائل الخلفاء راشدین ابو نعیم اصفہانی)

رحمتِ کائنات ﷺ نے فرمایا کہ جب شب معراج میں مجھے آسمانوں کی طرف لیجایا گیا تو میں نے اپنے نام کے بعد ابو بکرؓ کا نام لکھا پایا۔ (فضل الخلفاء راشدین)

ہمارے آقا و مولا نبی کریم ﷺ اللہ کے خلیل بھی تھے اور اللہ کے حبیب بھی تھے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکرؓ وہ شخص تھا جسے میں اپنا خلیل بناتا، لیکن وہ میرا بھائی اور میرا صحابی ہے، اور اللہ نے تمہارے نبی کو خلیل بنایا ہے۔ (ایضاً)

آقائے نامدار، تاجدار مدینہ، مراد المشتاقین، راحۃ للعاشقین حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جبریل میرے پاس تشریف لائے، میرا ہاتھ پکڑا، پھر مجھے وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت جنت میں داخل ہوگی، حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ میں بھی آپ کے ساتھ اس دروازے کو دیکھنا چاہتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر! آپ میری امت میں اس دروازے سے پہلے داخل ہوں گے۔ (ایضاً)

رحمتِ دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ عمر میرے ساتھ ہے اور میں عمر کے ساتھ ہوں، میرے بعد حق عمر کے ساتھ ہوگا عمر جہاں بھی ہو۔ (ایضاً)

رحمتِ دوجہاں ﷺ نے فرمایا عمر کی شان یہ ہے کہ باقی امتوں میں اسے محدث کے طور پر جانا جاتا ہے، اس امت میں وہ عمر بن خطاب ہے، علامہ حمیدی فرماتے ہیں کہ محدث اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے دل میں اللہ درست بات ڈال

دیں۔

مولا علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، عمر کے غصے سے بچو، جب وہ غصے میں ہوتا ہے تو اس کے لیے اللہ بھی غصے میں ہوتا ہے۔(فضائل الخلفاء راشدین ابو نعیم اصفہانی)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عظمتِ شان کی طرف وہ روایت بھی راہنمائی کرتی ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ عمر کو دیکھ کر شیطان اپنی راہ بدل لیتا ہے، وہ فرمان مشہور ہے جس میں عمر کی شان کو یوں چار چاند لگائے گئے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو نبوت عمر کو ملتی۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں ہم مہاجرین میں سے کچھ لوگ ابن حسنہ کے گھر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، ان لوگوں میں ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، طلحہؓ، زبیرؓ اور عبدالرحمان بن عوفؓ بھی تھے، آپ ﷺ نے فرمایا ہر شخص اپنے خاندان کی طرف اٹھے اور نبی کریم ﷺ حضرت عثمانؓ کی طرف اٹھے اور انہیں گلے لگالیا اور فرمایا أَنْتَ وَلِيِّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تو دنیا اور آخرت میں میرا دوست ہے۔(ایضاً)

مولا علی شیر خداؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے حضرت عثمان بن عفانؓ کے بارے میں فرمایا کہ

لَوْأَنَّ لِي أَرْبَعِينَ بِنْتًالزَوَّجْتُكَ وَاحِدَةًبَعْدَوَاحِدَةٍ حَتَّى لَا يَبْقَى مِنْهُنَّ وَاحِدَةٌ

اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں ایک ایک کر کے تیرے ساتھ نکاح کرتا یہاں تک کہ کوئی بھی باقی نہ رہتی۔(فضائل الخلفاء راشدین لابی نعیم الاصفہانی)

حضرت علی المرتضیٰؓ کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا علیؓ مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں، اللہ ہر مومن کا دوست ہے۔(فضائل الخلفاء رشدین)

نبی کریم ﷺ نے غدیر خم کے موقع پر حضرت علی المرتضیٰؓ کے بارے فرمایا اے لوگو! تمہارا مولا کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اللہ اور رسول اللہ بہتر جانتے ہیں، فرمایا جس کا میں مولا پس اس کا علی مولا ہے، اے اللہ! تو اسے اپنا دوست بنا لے جو اسے اپنا دوست بنا لے، اور اس کے ساتھ دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے۔

جن لوگوں کی شانیں، مرتبے اور مقام یہ ہو کہ زبانِ نبوت ان کی مدح سرائی کرے ان لوگوں کے بارے میں کوئی عام انسان مغلظات بکے، کوئی ہفوہ سرائی کرے، کوئی یاوہ گوئی کرے، کوئی جسارت کرے اور دیدہ دلیری کا مظاہرہ کرے تو اس سے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کیوں ناراض نہ ہوں گے، ان پر اللہ اور رسول اللہ فرشتوں اور عامۃ الناس کی لعنتیں کیوں نہ برسیں گی، اس لیے جو شخص اپنے کو مؤمن مسلم کہلوائے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی زبانیں ان ہستیوں کے بارے میں بند رکھے، کوئی لب کشائی نہ کرے۔

ایسے لوگوں کے چہروں پر اللہ کی لعنتیں برستی ہیں جو ہمہ وقت ان پاکباز ہستیوں کے خلاف زہر افشانی کرتے ہیں، بڑے دھڑلے سے کرتے اور ان کے خلاف دن رات عامۃ الناس میں نفرتیں پھیلانے کی شیطانی کوشش کرتے ہیں، اس سے دین اسلام کا سخت نقصان ہوتا ہے، لوگ شکوک و شبہات میں مبتلا ہوتے ہیں کہ جن ہستیوں سے ہمیں دین ملا نعوذ باللہ شاید وہ ان بکواسیوں کے قول و گفتار کے مطابق شاید ایسے ہی تھے، حالانکہ وہ لوگ پاک، صاف، اللہ کے پسندیدہ لوگ تھے، جو ان کے خلاف کہتے ہیں یہی غلط اور راہِ حق سے ہٹے ہوئے ہیں۔

☆☆

ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اور مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

سوید بن غفلہ کہتے ہیں کہ میں دمشق میں کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جوابو بکرؓ و عمرؓ پر زبان درازی اور جسارت کر رہے تھے، تو میں مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے امیر المومنین! میں آپ کے چند ساتھیوں کے پاس سے ابھی گزرا تو وہ ابو بکرؓ و عمرؓ پر بلا کسی وجہ جسارت اور دیدہ دلیری کر رہے تھے، حالانکہ ان دونوں خلفاءؓ کی اس امت میں کیا ہی بلند شان ہے، یہ بات سن کر مولا علیؓ فرطِ جذبات میں اٹھے اور اشکبار آنکھوں کے ساتھ میرا ہاتھ تھامے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے، منبر پر جلوہ افروز ہوگئے، منبر پر بیٹھتے ہی اپنی داڑھی مبارک اپنی مٹھی میں پکڑ لی، وہ اپنی سفید ہوتی داڑھی کی طرف دیکھ رہے تھے، لوگ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوگئے، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر ایک بلیغ اور مختصر خطبہ ارشاد فرمایا۔

پھر فرمایا لوگوں کو کیا ہو گیا کہ وہ قریش کے دو سرداروں اور مسلمانوں کے والدین کے بارے میں ایسی گفتگو کریں، جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں میں اس سے بری ہوں، جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں میں اس کی انہیں سزا دوں گا، خبردار! اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا، جس نے جسم کو پیدا کیا، ان دونوں (ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) سے محبت مومن متقی ہی کر سکتا ہے، ان سے بغض فاجر اور بے کار ہی رکھ سکتا ہے، وہ دونوں نبی کریم ﷺ کے سچے صحابی اور وفادار تھے، وہ دونوں جن باتوں کا حکم کرتے اور منع کرتے رہے، جو باتیں کر گزرتے رہے وہ وہ باتیں تھیں جنہیں کرتے ہوئے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ان دونوں کی رائے کا خیال رکھتے تھے، ان دونوں کے ساتھ جس قدر نبی کریم ﷺ کو محبت تھی کسی اور سے نہیں تھی، رسول اللہ ﷺ نے رِختِ سفر باندھا تو ان دونوں سے راضی تھے، جب ان دونوں نے رِختِ سفر باندھا تو اہلِ ایمان ان دونوں سے راضی تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ نے ابو بکرؓ کو حکم دیا تھا کہ وہ مومنوں کو نماز پڑھائیں، چنانچہ سات دنوں تک رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو نمازیں پڑھائیں، جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو اپنے پاس بلا لیا اور آپ ﷺ کے لیے وہ پسند فرمایا جو اللہ کے ہاں پسندیدہ تھا تو اہلِ ایمان نے اپنے معاملات ان کے سپرد کر دیے، مسلمانوں نے اپنی زکوٰتیں ان کے سپرد کیں، بخوشی و رغبت ان کے دستِ حق پرست پر مسلمانوں نے بیعت کی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ کے بعد لوگوں نے اپنے معاملات عمرؓ کے سپرد کیے، کچھ لوگ اس بات پر خوش ہوئے اور کچھ ناراض ہوئے مگر جب حضرت عمرؓ دنیا سے رخصت ہوئے تو ناراض ہونے والے بھی ان سے راضی تھے، انہوں نے نبی کریم ﷺ کے طریقے اور ابو بکرؓ کے نہج پر معاملات سنبھالے تھے، عمرؓ اپنے سے پہلے والے صدیقؓ اور نبی کریم ﷺ کے پیروکار تھے، عمرؓ مظلوموں کے لیے نرم دل اور مہربان تھے، ان کے مددگار تھے، وہ اللہ کے احکامات کی بجاآوری میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پروا نہیں کرتے تھے، اللہ نے ان کی زبان پر حق جاری کر دیا تھا، سچ ان کی شخصیت میں رکھ دیا تھا، ہم یہ سمجھتے تھے کہ فرشتہ ان کی زبان پر بولتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے عمرؓ کے اسلام لانے سے اپنے دین اسلام کو عزت عطا فرمائی، ان کی ہجرت کو دین کی مضبوطی کا ذریعہ بنا دیا، منافقین کے دلوں

میں عمرؓ کا دبدبہ بٹھادیا تھا، اہل ایمان کے دلوں میں محبت بٹھادی تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عمر کی دشمنوں پر سختی اور شدت کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل کے ساتھ تشبیہ دی، اللہ نے ان دونوں پر رحمت نازل کی ہے، ان دونوں جیسا کون ہے؟ اللہ نے ہمیں ان دونوں کی راہ پر چلایا ہے، ان کی راہ پر ان کے نشان قدم پر گامزن رہ کر ہی چلا جاسکتا ہے، ان کے ساتھ محبت کا اظہار کر کے ہی چلا جاسکتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا خبردار! جو مجھ سے محبت رکھتا ہے وہ ان دونوں سے بھی محبت رکھے، جو ان دونوں سے محبت نہیں رکھتا وہ مجھے بغض دلاتا ہے، میں ایسے شخص سے بری ہوں، آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے اس خطبہ میں جسارت اور دیدہ دلیری کرنے والوں کی سرزنش کی اور انہیں وارننگ دیتے ہوئے فرمایا کہ اس امت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ابو بکرؓ اور عمرؓ بہترین لوگ تھے، میں چاہتا تو تیسرے کا بھی نام لیتا، اللہ تعالیٰ سے معافی کا طلب گار ہوں اپنے لیے اور تمہارے لیے۔

عبیدہ سلمانی کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ تک یہ بات پہنچی کہ ایک شخص حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کو گالیاں دیتا ہے تو اس کی طرف پیغام بھیجا، پھر وہ شخص آپ کے پاس آیا تو اس سے پوچھا کہ وہ ان دونوں کی تعریض کرتا ہے، ان پر عیب لگاتا ہے؟ وہ سمجھ گیا، تو علی المرتضیٰؓ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم! جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اگر میں نے تجھ سے وہ کچھ سن لیا جو کچھ مجھ تک پہنچا ہے تو میں تیرے سر کے بال اتار دوں گا۔(النہی عن سب الاصحاب)

یہ بات بھی صاف اور واضح ہو گئی کہ حضرت علی المرتضیٰؓ خلفائے ثلاثہؓ کے زمانہ خلافت میں برضا و رغبت ان کے ساتھ کام کرتے رہے، ان کی رحلت کے بعد

بھی ان کی محبت اور عظمت حضرت علی المرتضیٰؓ کے دل سے کم نہیں ہوئی، جن اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ حضرت علیؓ نے خلفاءؓ ما قبل کے لیے فرمایا وہ آب زر سے لکھے جانے کے لائق ہے۔

رحمت کائنات ﷺ کی رحلت پر ملال کے بعد لوگوں نے سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت صدیقؓ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی، مولا علی المرتضیٰؓ نے اس وقت بیعت کی جب ابو بکر صدیقؓ مسجد نبوی میں تشریف لائے، منبر رسول ﷺ پر جلوہ افروز ہوئے، مجمع میں علی المرتضیٰؓ دکھائی نہیں دیے، انہیں بلوایا گیا، بیعت کا اشارہ کیا گیا تو حضرت علی المرتضیٰؓ نے صدیق اکبرؓ کی بیعت اول وہلہ میں کرلی، کوئی تاخیر نہیں ہوئی۔ (کتاب السنہ لامام احمد ص ۹۶، مستدرک حاکم، سنن الکبریٰ للبیقھی)

مسند خلافت پر جلوہ افروزی کے بعد صدیق اکبرؓ مسجد نبوی میں مصلیٰ نبوی پر ہوتے تو مولا علی المرتضیٰ تمام نمازوں میں آپ کے ساتھ شریک ہوتے، نبی کریم ﷺ کی رحلت کے بعد جب مرتدین نے مدینہ میں سر اٹھایا تو مولا علیؓ خلیفہ راشد صدیق اکبر کے ہمراہ ان کے مقابلے کے لیے نکلتے تھے، حضرت علی ہمیشہ صدیق کے ساتھ مخلصانہ جذبات رکھتے اور ان کے مشوروں میں برابر شریک رہتے تھے (البدایہ والنہایہ)

کچھ روایات میں ہے کہ چھ ماہ تک حضرت علی المرتضیٰؓ نے بیعت نہیں کی تھی یہ بات حقیقت کے برعکس ہے، بس اتنی بات ہے کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں موجود نہیں تھے، مگر بیعت جلد ہی کرلی تھی تاخیر نہیں کی تھی۔

شاتم اصحابؓ رسول ﷺ کا عبرت ناک انجام

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وہ پاکیزہ نفوس ہیں جن کو نبی ﷺ کی صحبت با برکت نصیب ہوئی، یہ وہ مقدس ہستیاں ہیں جن کی آنکھیں آپ ﷺ کے فیضِ دیدار سے منور ہوئیں ،اور جنہیں آپ ﷺ کی صحبت ورفاقت نے جِلا بخشا،اور جنہوں نے اسلام اور پیغمبر اسلام کے لیے تن من دھن کی بازی لگادی،وہ اخلاص وللہیت کے پیکر مجسم تھے،وہ ایسے عاشق رسول تھے کہ ان کی داستان عشق و فدائیت تا قیامت تر وتازہ رہے گی ، انہوں نے رسول ﷺ پر محبت و وار فتگی کے لیے ایسے نمونے چھوڑے کہ رہتی دنیا تک یہ مشام جان کو معطر کرتی رہیں گی۔

صحابہؓ کی شان میں قصیدہ خوانی کرتے ہوئے حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ "میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی ایسی شان دیکھی ہے کہ میں تم سے کسی کو ان کے مشابہ نہیں پاتا، وہ صبح اس حال میں نظر آتے تھے کہ ان کے بال بکھرے ہوئے ہوتے، غبار آلود ہوتے، رات انہوں نے سجدے اور قیام میں گذاری ہوتی، کبھی اپنی پیشانیوں پر جھکے ہوتے تھے، کبھی اپنے رخساروں پر، قیامت کی یاد سے ایسے بے چین نظر آتے تھے جیسے انگاروں پر کھڑے ہوں، ان کی پیشانی (کثرتِ طولِ سجود سے) ایسی سخت وخشک معلوم ہوتی تھی جیسے بکری کی ٹانگ، اللہ کا نام لیا جاتا تو ان کی آنکھیں ایسی اشک بار ہو جاتیں کہ ان کے گریبان ودامان تر ہو جاتے، اور وہ اس طرح سزا کے خوف اور ثواب کی امید میں لرزتے ہوئے نظر آتے، جیسے تیز آندھی کے وقت درخت، ان کی آنکھیں فرطِ گریہ سے سفید تھیں، ان کے پیٹ روزوں کی وجہ

سے پیٹھ سے لگے ہوئے ہوتے، ان کے ہونٹ دعا سے خشک ہوتے، ان کے رنگ بے خوابی اور بیداری کی وجہ سے زرد ہوتے، ان کے چہروں پر اہل خشیت کی اداسی ہوتی، یہ میرے وہ بھائی ہیں جو دنیا سے چلے گئے، ہم کو حق ہے کہ ہم میں ان سے ملنے کی پیاس پیدا ہو، اور ہم ان کی جدائی پر ہاتھ ملیں" (نہج البلاغۃ، بحوالہ عظمت صحابہ نمبر)

یہ وہ محبوب جماعت ہے جسے دنیا ہی میں رضائے الٰہی کا پروانہ عطا کیا گیا، قیامت تک آنے والے لوگوں کے لئے ایک عظیم واسطے ہیں کہ ان کے بغیر دین و شریعت نا مکمل ہے، امت کو دین و ایمان کا سرمایہ انہی مقدس نفوس کے واسطے سے ملا، اگر خیر القرون میں ان کی محنتیں اور قربانیاں نہ ہوتیں تو آج نہ جانے امت مسلمہ زیغ وضلالت کی کن کھائیوں میں جا گرتی، حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی اسی رفعتِ شان اور عالی مرتبت صفات کے سبب ہر دور کے علمائے حق نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عقیدت و محبت کو ایمان کا جزو قرار دیا ہے، ان سے محبت حب نبوی کی دلیل ہے اور ان سے بغض و نفرت نبی سے بغض وعداوت کے مترادف ہے۔

رسولِ اکرم ﷺ کے جانثار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر سبّ و شتم (گالی گلوچ) کرنا، اُن پر تبرّا کرنا اور اپنی زبانوں کو اُن مقدّس ہستیوں کے خلاف استعمال کرنا یہ موجودہ دور کی پیداوار نہیں؛ بلکہ اس کی ابتداء اُسی دن سے ہوگئی تھی جس دن سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے امام الانبیاء حضرت محمّد رسول اللہ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہا تھا، اور اپنا سب کچھ اللہ اور اُس کے دین کی سربلندی کے لیے وقف کردیا تھا، اُسی دن سے اسلام کے خلاف جہاں یہود و نصاریٰ اور مشرکین سرگرم ہوئے وہیں اسلام کا لبادہ اوڑھ کر چند لوگ جو اپنے دلوں میں دینِ اسلام کو مٹانے کی خواہش رکھتے ہیں اس مشن میں اُن کے ساتھ لگ گئے اور اپنے مذموم مقاصد کو بروئے کار لانے کے لئے انہوں نے پہلے

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدّس شخصیت کو مجروح کرنا چاہا لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکے، کیونکہ اس طرح اُن کا نفاق اور کفر ظاہر ہو جاتا اور وہ مسلمانوں میں گھل مل نہ سکتے تھے اسی لیے اُنہوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اپنا ہدفِ تنقید بنایا اور اُن کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کیا۔

ان کی شان میں بے ادبی اور گستاخانہ کلمات کہے اور نامناسب تحریریں لکھیں، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس فرامین میں سیکڑوں احادیث اور تاریخی کتابوں میں بے شمار واقعات گستاخانِ صحابہ کے عبرتناک انجام کے بارے میں موجود ہیں، ذیل میں کچھ عبرت آموز واقعات ہدیۂ ناظرین کئے جارہے ہیں۔

ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو بُرا کہنے کا انجام

کمال ابن القدیم نے تاریخ حلب میں بیان کیا ہے کہ :"ابن منیر نامی شخص جو حضرات شیخین کو برا کہتا ہے، جب مر گیا تو حلب کے نوجوانوں کو ابن منیر کا انجام دیکھنے کا داعیہ پیدا ہوا، آپس میں کہنے لگے کہ ہم نے سنا ہے کہ جو شخص حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو برا کہتا ہے تو اس کا چہرہ قبر میں سؤر جیسا ہو جاتا ہے۔

اور ہم جانتے ہیں کہ ابن منیر حضرات شیخین کو برا کہتا تھا، چلو اس کی قبر کھود کر دیکھیں کیا واقعی ایسا ہی ہے، جیسا کہ ہم نے سنا ہے، چنانچہ چند نوجوان اس پر متفق ہو گئے اور بالآخر انہوں نے ابن منیر کی قبر کھود ڈالی۔

جب قبر کھودی گئی تو کھلی آنکھوں سے دیکھا گیا کہ اس کا چہرہ قبلہ سے پھر گیا اور سؤر کی شکل میں تبدیل ہو گیا ہے۔ چنانچہ اس کی لاش کو عبرت کے لیے مجمع عام میں لایا گیا پھر اس کو مٹی میں چھپا دیا گیا"(الزواجر: ۲/۳۸۳)

ایک مرد صالح نے بیان کیا کہ :ایک شخص کوفہ کا رہنے والا تھا، حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو برا کہتا تھا، ہمارے ساتھ ہم سفر ہوا، ہم نے ہر چند اسے نصیحت کی لیکن وہ نہ مانا، ہم نے اس سے کہا کہ ہم سے تو علیحدہ ہو جا، چنانچہ جب ہم اس سفر سے واپس ہونے لگے تو ایک روز اسی ہم سفر کا ملازم نظر آیا، اس نے ہم سے کہا کہ ہمارے آقا کی تو عجیب حالت ہو گئی ہے، اس کے دونوں ہاتھ بندر کے مانند ہو گئے ہیں، پھر جب ہم اس کے پاس گئے اور اس سے گھر واپس چلنے کے لیے کہا، اس نے جواب دیا کہ مجھے عجیب مصیبت پہنچی ہے، اور اپنے دونوں ہاتھ آستین سے نکال کر دکھائے تو واقعی بندر کے مثل تھے، پھر وہ ہمارے ساتھ ہو لیا، لیکن راستے میں اس سے زیادہ عجیب تر واقعہ پیش آیا، ایک جگہ بہت سے بندر جمع تھے، جب ہمارا قافلہ وہاں پہنچا تو وہ سواری سے اتر کر بندر کی شکل میں ہو کر ان ہی کے ساتھ جاملا"

(عظمت صحابہ نمبر ۹۶۱)

صحابئ رسولؐ پر بہتان طرازی اور اس کا انجام

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ جو حضور ﷺ کے رشتے میں ماموں ہوتے تھے، وہ مستجاب الدعوات تھے، حضور ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی تھی کہ اے اللہ! سعد کی دعا قبول فرما، ایک مجلس میں کچھ ناقدین معترضین لوگ بیٹھے تھے، جو حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی لڑائیوں پر تبصرہ کر رہے تھے، حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا بھائی !ان کو برا مت کہو، کیونکہ یہ اچھے لوگ ہیں، اور حضور ﷺ نے ان کے جنتی ہونے کی بشارت دی ہے۔ایک شخص اصحاب تنقید میں سے جو بہت زور و شور سے بول رہا تھا، اس نے پھر نامناسب الفاظ کہے، سعد بن ابی وقاص

نے پھر منع کیا، اس کے باوجود وہ بولتا ہی رہا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا اچھا اب میں بددعا کرتا ہوں، انہوں نے بد دعا کی کہ اے اللہ! یہ تیرے مخلص بندے ہیں، جن کے متعلق تیرے رسول ﷺ نے جنتی ہونے کی بشارت دی ہے، یہ شخص ان کو برا کہہ رہا ہے، اگر واقعی یہ تیرے بندے تیری بارگاہ میں مقبول ہیں تو اس برا کہنے والے پر ایسا عذاب مسلط فرما جو دیکھنے والوں کے لیے عبرت بن جائے، پس اتنا کہنا تھا کہ سامنے اونٹوں کی قطار جارہی تھی، ان میں سے ایک اونٹ بگڑا، وہ ان کی قطار میں سے نکل آیا، ادھر ادھر دیکھا پھر اس شخص کو پکڑا اور اس کی کھوپڑی کو چبا گیا، اور چبا کر اس کو ختم کر دیا، پھر قطار میں جا کر مل گیا (عظمت صحابہ)

گستاخِ امام حسین رضی اللہ عنہ کا انجام

ابن جویزہ نامی شخص نے آکر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ کو جہنم کی بشارت ہو، جواب میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے تو دو بشارتیں حاصل ہیں، ایک تو یہ کہ وہاں مہربان رب ہوگا، دوسرے وہ نبی وہاں موجود ہوں گے جو سفارش کریں گے، اور ان کی سفارش قبول کی جائے گی۔

پھر سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اس کے حق میں بددعا فرمائی کہ اے اللہ! اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس کو جہنم میں ڈال دے، چنانچہ اس کی سواری ایسی زور سے بدکی کہ وہ سواری سے اس طرح گر پڑا کہ اس کا پاؤں رکاب میں پھنس کر رہ گیا، اور سواری تیز بھاگتی رہی، اور اس کا جسم اور سر زمین پر گھسٹتا رہا جس سے اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے گرتے رہے، اللہ کی قسم! آخر میں صرف اس کی ٹانگ رکاب میں لٹکی رہی۔

حضرت اعمش رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قبر پر پاخانہ کرنے کی گستاخی کی تو اس کے گھر والوں میں پاگل پن، کوڑھ اور خارش کی وجہ سے کھال سفید ہو جانے کی بیماری پیدا ہو گئی اور سارے گھر والے فقیر ہو گئے۔

حضرت اعمش رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی قبر مبارک پر پاخانہ کر جاتا تھا، کچھ ہی دنوں کے بعد یہ شخص مجنون ہو گیا، اور کتوں کی طرح بھوکتے ہی بھوکتے مر گیا، لوگوں کا بیان ہے کہ اس کی قبر سے اب بھی چیخنے کی آواز آتی ہے"(عظمت صحابہ نمبر ۹۶۸)

غرض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وہ مبارک ہستیاں ہیں کہ جن کی عبادات، جن کے معاملات، جن کی قربانیاں، حتیٰ کہ جن کا جینا اور مرنا صرف اور صرف ایک اللہ ربّ العزّت والجلال ہی کے لیے تھا، اس لئے ان کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کرنے سے بچنا چاہیے، اور ان سے عقیدت و محبت رکھنا اور ان کے نقش قدم پر چلنا ہر مسلمان کی شرعی ذمہ داری ہے۔

اسی دوران مجھے عالمی دعوت اسلامی کے لٹریچر سے ایک اور عبرت ناک واقعہ ملا، جو حضرات شیخین کریمین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے گستاخ کے بارے میں تھا کہ اس کا کس طرح عبرت ناک انجام ہوا، جسے دیکھنے والوں نے دیکھا اور عبرت کے لیے محفوظ کیا، یہ واقعہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

حضرات شیخین کے گستاخ کا انجام

حضرت خلف بن تمیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، مجھے حضرت سیدنا ابو الحصیب بشیر رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ میں تجارت کیا کرتا تھا اور اللہ عزوجل کے فضل و کرم سے کافی مال دار

تھا، مجھے ہر طرح کی آسائشیں میسر تھیں اور میں اکثر ایران کے شہروں میں رہا کرتا تھا ، ایک مرتبہ میرے ایک مزدور نے مجھے خبر دی کہ فلاں مسافر خانے میں ایک شخص مر گیا ہے، وہاں اس کا کوئی بھی وارث نہیں، اب اس کی لاش بے گور و کفن پڑی ہے۔ جب میں نے یہ سنا تو میں مسافر خانے پہنچا، وہاں میں نے ایک شخص کو مردہ حالت میں پایا، اس کے پیٹ پر کچی اینٹیں رکھی ہوئی تھیں، میں نے ایک چادر اس پر ڈال دی، اس کے پاس اس کے کچھ ساتھی بھی تھے، انہوں نے مجھے بتایا: یہ شخص بہت عبادت گزار اور نیک تھا لیکن آج اسے کفن بھی میسر نہیں اور ہمارے پاس اِتنی رقم بھی نہیں کہ اس کی تجہیز و تکفین کر سکیں۔ جب میں نے یہ سنا تو اُجرت دے کر ایک شخص کو کفن لینے کے لئے اور ایک کو قبر کھودنے کے لئے بھیجا اور ہم اس کے لئے کچی اِینٹیں تیار کرنے لگے پھر میں نے پانی گرم کیا تاکہ اسے غسل دیں، ابھی ہم لوگ انہی کاموں میں مشغول تھے کہ یکایک وہ مردہ اُٹھ بیٹھا، اینٹیں اس کے پیٹ سے گر گئیں پھر وہ بڑی بھیانک آواز میں چیخنے لگا: ہائے آگ، ہائے ہلاکت، ہائے بربادی! ہائے آگ، ہائے ہلاکت، ہائے بربادی! جب اس کے ساتھیوں نے یہ خوفناک منظر دیکھا تو وہ وہاں سے بھاگ گئے۔ میں اس کے قریب گیا اور اس کا بازو پکڑ کر ہلایا، پھر اس سے پوچھا: تُو کون ہے اور تیرا کیا معاملہ ہے؟"

وہ کہنے لگا: " میں کوفہ کا رہائشی تھا اور بدقسمتی سے مجھے ایسے برے لوگوں کی صحبت ملی جو حضرات سیدنا صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیا کرتے تھے، ان کی صحبتِ بد کی وجہ سے میں بھی ان کے ساتھ مل کر شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیا کرتا اور ان سے نفرت کرتا تھا۔

ابو الخصیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، میں نے اس کی یہ بات سن کر اِستغفار پڑھا اور کہا: اے بد بخت! پھر تو تجھے سخت سزا ملنی چاہیے اور تُو مرنے کے بعد زندہ کیسے ہو گیا؟ تو اُس نے جواب دیا: میرے نیک اعمال نے مجھے کوئی فائدہ نہ دیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی گستاخی کی وجہ سے مجھے مرنے کے بعد گھسیٹ کر جہنم کی طرف لے جایا گیا اور وہاں مجھے میرا ٹھکانا دکھایا گیا، وہاں کی آگ بہت بھڑک رہی تھی۔

پھر مجھ سے کہا گیا: "عنقریب تجھے دوبارہ زندہ کیا جائے گا تاکہ تُو اپنے بد عقیدہ ساتھیوں کو اپنے دردناک انجام کی خبر دے اور انہیں بتائے کہ جو کوئی اللہ عزوجل کے نیک بندوں سے دشمنی رکھتا ہے اس کا آخرت میں کیسا دردناک انجام ہوتا ہے، جب تُو ان کو اپنے بارے میں بتا دے گا تو پھر دوبارہ تجھے تیرے اصلی ٹھکانے (یعنی جہنم) میں ڈال دیا جائے گا۔"

یہ خبر دینے کے لئے مجھے دوبارہ زندہ کیا گیا ہے تاکہ میری اس حالت سے گستاخانِ صحابہ کرام علیہم الرضوان عبرت حاصل کریں اور اپنی گستاخیوں سے باز آجائیں ورنہ جو کوئی ان حضرات کی شان میں گستاخی کریگا اس کا انجام بھی میری طرح ہو گا۔

اِتنا کہنے کے بعد وہ شخص دوبارہ مردہ حالت میں ہو گیا، میں نے بھی اور دیگر لوگوں نے بھی اس کی یہ عبرتناک باتیں سنیں، اتنی ہی دیر میں مزدور کفن خرید لایا، میں نے وہ کفن لیا اور کہا:

میں ایسے بدنصیب شخص کی ہرگز تجہیز و تکفین نہیں کروں گا جو شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کا گستاخ ہو، تم اپنے ساتھی کو سنبھالو میں اس کے پاس ٹھہرنا بھی گوارا نہیں کرتا

اِس کے بعد میں وہاں سے واپس چلا آیا پھر مجھے بتایا گیا کہ اس کے بدعقیدہ ساتھیوں نے ہی اسے غسل و کفن دیا اور ان چند بندوں ہی نے اس کی نماز جنازہ پڑھی، ان کے علاوہ کسی نے بھی نماز جنازہ میں شرکت نہ کی، اس کے بدعقیدہ ساتھیوں کی بدبختی دیکھو کہ وہ پھر بھی لوگوں سے پوچھ رہے تھے کہ تم نے ہمارے ساتھی کی نماز جنازہ میں شرکت کیوں نہیں کی؟

حضرت سیدنا خلف بن تمیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا ابو الحصیب علیہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: ''کیا تم اس واقعے کے وقت وہاں موجود تھے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! میں نے اپنی آنکھوں سے اس بدبخت کو دوبارہ زندہ ہوتے دیکھا اور اپنے کانوں سے اس کی باتیں سنیں۔

یہ سن کر حضرت سیدنا خلف بن تمیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اب میں بھی اس بے ادب و گستاخ شخص کی اس بدترین حالت کی خبر لوگوں کو ضرور دوں گا۔

گستاخان شیخین کے لیے کتے کی ڈیوٹی

حضرت مخلد بن حسین کہتے ہیں کہ

میں نے حضرت سفیان ثوری کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میرے مسجد کے راستے پر ایک باؤلا کتا تھا جو لوگوں کو کاٹتا تھا، میں ایک دن نماز کے لیے مسجد جانے لگا تو راستے میں یہ کتا دیکھا تو میں اس سے ایک طرف ہو گیا، اس کتے نے مجھے کہا کہ اے ابو عبد اللہ! تو گزر جا مجھے تو اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر مسلط کرنا ہے جو ابو بکر و عمر کو گالیاں دیتا ہے۔ (النھی عن سب الاصحاب لضیاء مقدسی)

ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے گستاخ کا انجام

معروف عالم دین شیخ سبطین شاہ نقوی جو پہلے شیعہ تھے، بعد میں انہوں نے توبہ کرلی اور تشیع کو ترک کردیا، وہ اپنا ایک واقعہ سناتے ہیں کہ ہمارے گھر میں میرا حقیقی ماموں جب فوت ہوا تو اس سے اس طرح کی آوازیں نکل رہی تھیں جیسے کوئی کتا بھونک رہا ہو، چہرے کا رنگ بدل گیا کیونکہ اس کا وطیرہ تھا کہ جب گھر میں کوئی کتا داخل ہوتا تو کہتا (معاذاللہ) ابو بکر آگیا عمر آگیا۔ اتنی گندی زبان استعمال کرتا تھا اس لیے جب وہ مرا تو اس سے کتے کی آوازیں آتیں تھیں۔ (خطبات اہل حدیث ص ۲۲۶)

گستاخ شیخین رضی اللہ عنہما کی توبہ کا واقعہ

عبداللہ بن ادریس کہتے ہیں کہ تشیع پھیلانے والے ایک شخص ابوالقاسم محرز کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ دونوں مجھے پکڑ رہے ہیں، کہتا ہے کہ میں نے ان سے کہا کہ تم دونوں کو کیا ہوگیا؟ ان دونوں نے کہا کہ ہم دونوں تجھے دوزخ میں لے کر جائیں گے۔

اسی دوران کہ میں ان دونوں کے ساتھ تھا کہ اچانک علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہماری ملاقات ہوگئی، کہنے لگا کہ میں نے ابن عم رسول ﷺ سے علیک سلیک کی، اہل بیت کی خیر خیریت دریافت کی۔

کہتا ہے کہ مولا علی رضی اللہ عنہ ان دونوں کی طرف متوجہ ہوئے تو ان دونوں سے پوچھنے لگے کہ آپ دونوں کا اس شخص سے کیا معاملہ ہے؟ شیخین کریمین رضی اللہ عنہما نے مولا علی رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ یہ شخص ہم دونوں کو گالیاں دیتا ہے اور سب و شتم کرتا ہے، یہ سن کر مولا علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ میں اس صورت میں تجھے کچھ کام نہیں

آسکتا، پھر وہ مجھے لائے یہاں تک کہ انہوں نے مجھے دوزخ پر کھڑا کر دیا، پھر دونوں مجھے کہنے لگے کہ تمہارا ٹھکانہ یہ ہے، یہ واقعہ تھا جس کے بعد میں نے کبھی بھی ان دونوں کا برائی کے ساتھ ذکر نہیں کیا۔(النہی عن سب الاصحاب، ضیاء مقدسی)

عثمان رضی اللہ عنہ کے گستاخ کا انجام

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں بیت اللہ شریف کا طواف کر رہا تھا کہ ایک آدمی کو دیکھا، وہ دعا مانگ رہا تھا اور کہہ رہا تھا: اے اللہ! مجھے معاف کر دے لیکن میرا گمان ہے کہ تو مجھے معاف نہیں کرے گا۔

میں نے کہا: اے اللہ کے بندے! میں تجھے کیا کہتے ہوئے سن رہا ہوں؟ ایسا تو کوئی نہیں کہتا۔ اس نے کہا:

كُنتُ أَعْطَيْتُ لله عَهْدًا إِنْ قَدَرتُ أَنْ أَلْطِمَ وَجهَ عُثْمَانَ إِلَّا لَطَمْتُهُ، فَلَمَّا قُتِلَ وُضِعَ عَلَى سَرِيرِهِ فِي البيت والناس يجيئون فيصلون عَلَيْهِ، فَدَخَلْتُ كَأَنِّي أُصَلِّي عَلَيْهِ، فَوَجَدْتُ خَلْوَةً فرفعت الثوب عن وجهه فلطمت وجهه وسجيته وَقَدْ يَبِسَتْ يَمِينِي. قَالَ ابْنُ سِيرِينَ: فَرَأَيْتُهَا يابسة كأنها عود.

میں نے اللہ سے یہ عہد کر لیا تھا کہ اگر مجھے قدرت ہوئی تو میں عثمان رضی اللہ عنہ کو تھپڑ ماروں گا(ان کی زندگی میں تو مجھے ایسا کوئی موقع نہیں ملا) لیکن جب وہ قتل ہو گئے اور ان کی چارپائی گھر میں رکھی گئی تو لوگ آتے رہے اور آپ پر جنازہ پڑھتے رہے تو میں بھی داخل ہو گیا گویا کہ میں بھی جنازہ پڑھنا چاہتا ہوں، میں نے دیکھا کہ جگہ خالی ہے تو کفن کا کپڑا اٹھایا اور تھپڑ مار دیا اور پھر چہرہ ڈھانپ دیا، اب میرا یہ دایاں ہاتھ سوکھ گیا ہے، ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اس بدبخت کا ہاتھ دیکھا وہ لکڑی کی طرح سوکھا ہوا تھا۔(تاریخ دمشق ۱۴۱/۱۸۰ البدایہ والنھایہ ۱۹۱/۷)

قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کا انجام

خلیفہ سوم ،دامادِرسول حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں اس شخص سے کیوں حیانہ کروں جس سے عرش کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں، مگراس وفادار انسان کو ظالموں نے گھر کے اندر گھس کے جام شہادت نوش جاں کروایا،توان انہیں قتل کرنے والے بھی اللہ کے عذاب سے بچ نہیں سکے،علامہ صلابی نقل کرتے ہیں:

وَإِنَّ الْمُتَتَبِّعَ لأَحْوَالِ أُولٰئِكَ الْخَارِجِيْنَ عَلَى عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ الْمُعْتَدِينَ عَلَيْهِ يجدُ أَنَّ اللهَ تَعَالَي لَمْ يُمهِلْهُمْ، بَل أَذَلَّهُمْ وَ أَخْزَاهُمْ وَانْتَقَمَ مِنهم فَلَمْ يُنْجِ مِنْهُمْ أَحَدٌ .«عثمان بن عفان شخصيته و عصره للصلابي : ۴۱۹»

عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کرنے والے ان ظالم باغیوں کے حالات کا جو بھی جائزہ لے گا اس کے سامنے یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ اللہ تعالی نے ان ظالموں کو نہیں بخشا، بلکہ اللہ تعالی نے انہیں اسی دنیا میں ہی رسواوذلیل کیا اور انتقام لیا،ان میں سے کوئی بھی بچ نہیں سکا۔

عثمان رضی اللہ عنہ کے گستاخ کا بھیانک انجام

منقول ہے کہ حجاج بن یوسف کا ایک قافلہ مدینہ شریف پہنچا، قافلہ والے تمام لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تربت کی زیارت کرنے اور فاتحہ خوانی کے لیے تربت پر گئے، لیکن ان میں ایک حرماں نصیب شخص ایسا تھا جس کے دل میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا بغض اور عناد تھا،وہ شخص توہین واہانت کے طور پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر پر دعاوزیارت کی خاطر نہیں گیا،لوگوں سے کہنے لگا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر بہت دور

ہے اس لیے میں نہیں جاؤں گا، جب یہ قافلہ اپنے وطن کے لیے واپس آنے لگا تو قافلہ کے تمام افراد خیر وعافیت اور سلامتی کے ساتھ اپنے اپنے وطن پہنچ گئے، لیکن وہ شخص جو آپ کی قبر انور کی زیارت کے لیے نہیں گیا تھا اس کا انجام یہ ہوا کہ راستہ میں ایک درندہ غراتا ہوا قافلے میں آگھسا، جس نے اس گستاخ کو اپنے دانتوں کی کچلیوں میں دبا کر دبوچا، پھر پنجوں سے اسے چیر پھاڑ کھایا، ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، یہ خوفناک منظر دیکھ کر اہل قافلہ نے بیک زبان ہو کر کہا یہ حضرت عثمانؓ کی بے ادبی اور بے حرمتی کا انجام ہے۔(شواہد النبوت ص ۲۱)

حسین رضی اللہ عنہ کے گستاخ کا انجام

ابو رجاء عطاردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تم علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا نہ کہو اور نہ ہی ان کے گھر والوں کو، ہمارا ایک پڑوسی جو کوفہ سے آیا تھا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق کہنے لگا:

أَلَمْ تَرَوْا هَذَا الْفَاسِقَ ابْنَ الْفَاسِقِ؟ إِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُ، يَعْنِي الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَ: فَرَمَاهُ اللَّهُ بِكَوْكَبَيْنِ فِي عَيْنِهِ، فَطَمَسَ اللَّهُ بَصَرَهُ.

تم اس فاسق ابن فاسق کو نہیں دیکھتے جسے اللہ نے ہلاک کر دیا ہے، پس (اس گستاخی کی وجہ سے) اللہ تعالی نے اس کی آنکھ میں دو کیل (میخ) پھینکے اور اسے اندھا کر دیا۔(فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل : ۹۷۲)

عبید اللہ بن زیاد کا انجام

عبید اللہ بن زیاد جو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں میں شامل تھا ، ان کے متعلق علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حسین رضی اللہ عنہ کو ۶۱ ہجری میں عاشورہ محرم

کے دن شہید کیا گیا تھا، پھر اللہ کا فیصلہ یہ ہوا کہ عبید اللہ بن زیاد کو بھی ٦٨ ہجری کو عاشورہ محرم کے دن ہی موت کے گھاٹ اتارا گیا، اسے ابراہیم بن اشتر نے ایک جنگ کے دوران قتل کیا اور اس کا سر مختار ثقفی کے پاس بھجوادیا۔(الاستیعاب:۱/۳۹۷)

عمارہ بن عمیر بیان کرتے ہیں: جب عبید اللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر لائے گئے اور کوفہ کی ایک مسجد میں انہیں ترتیب سے رکھ دیا گیا اور میں وہاں پہنچا تو لوگ یہ کہہ رہے تھے:

قَدْ جَاءَتْ قَدْ جَاءَتْ، فَإِذَا حَيَّةٌ قَدْ جَاءَتْ تَخَلَّلُ الرُّءُوسَ حَتَّى دَخَلَتْ فِي مَنْخَرَيْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ، فَمَكَثَتْ هُنَيْهَةً، ثُمَّ خَرَجَتْ، فَذَهَبَتْ حَتَّى تَغَيَّبَتْ، ثُمَّ قَالُوا: قَدْ جَاءَتْ قَدْ جَاءَتْ، فَفَعَلَتْ ذَلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

«سنن الترمذی ۳۷۸۰»

آیا آیا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سانپ سروں کے بیچ سے ہو کر آیا اور عبید اللہ بن زیاد کے دونوں نتھنوں میں داخل ہو گیا اور تھوڑی دیر اس میں رہا پھر نکل کر چلا گیا، یہاں تک کہ غائب ہو گیا، پھر لوگ کہنے لگے :آیا آیا، اس طرح دو یا تین بار ہوا۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے بارے میں جو امور و فتن بیان کیے گئے ہیں ان میں زیادہ تر صحیح ہیں، جن لوگوں نے آپ کو قتل کیا ان میں سے بہت کم ہی کوئی آفت و مصیبت سے بچا ہو گا، ان میں سے اکثر پاگل ہو گئے اور کوئی کسی موذی مرض میں مبتلا ہو گیا۔(البدایہ والنھایہ: ۸/۲۰۲)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے گستاخ کا انجام

قاضی ابو طیب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ہم جامع منصور میں ایک حلقے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک خراسانی نوجوان آیا تو اس نے جانوروں کے تھنوں میں

دودھ روکنے کے مسئلے کے متعلق سوال کیا اور دلیل کا مطالبہ کیا تو ایک استدلال کرنے والے نے اس مسئلہ میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث پیش کی۔ تو وہ خبیث نوجوان بولا:

أَبُو هُرَيْرَةَ غَيْرُ مَقْبُولِ الْحَدِيثِ، قَالَ الْقَاضِي: فَمَا اسْتَتَمَّ كَلامَهُ حَتَّى سَقَطَتْ عَلَيْهِ حَيَّةٌ عَظِيمَةٌ مِنْ سَقْفِ الْجَامِعِ فَوَثَبَ النَّاسُ مِنْ أَجْلِهَا

«المنتظم ج۱۸ص ۱۰۶»

ابوہریرہ کی حدیث مقبول نہیں ہے، قاضی ابوطیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس نوجوان نے ابھی اپنی بات ابھی پوری ہی نہیں کی تھی کہ اتنے میں جامع مسجد کی چھت سے ایک بہت بڑا سانپ گرا تو لوگ اسے دیکھ کر بھاگنے لگے اور وہ نوجوان بھی اس سانپ کے آگے بھاگنے لگا، بعد میں یہ سانپ غائب ہو گیا۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے گستاخ کا انجام

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل کوفہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی، اس لیے عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو معزول کر کے عمار رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا حاکم بنایا، تو کوفہ والوں نے سعد رضی اللہ عنہ کے متعلق یہاں تک کہہ دیا کہ: وہ تو اچھی طرح نماز بھی نہیں پڑھا سکتے۔

چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلاوہ بھیجا، آپ نے ان سے پوچھا: اے ابواسحاق! ان کوفہ والوں کا خیال ہے کہ تم اچھی طرح نماز نہیں پڑھا سکتے ہو؟ اس پر آپ نے جواب دیا: اللہ کی قسم! میں تو انہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی طرح نماز پڑھاتا تھا، اس میں کوتاہی نہیں کرتا عشاء کی نماز پڑھاتا تو اس کی پہلی دو رکعات میں (قرأت) لمبی کرتا اور دوسری دو رکعتیں ہلکی پڑھاتا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابو اسحاق! مجھ کو تم سے امید بھی یہی تھی، پھر آپ نے سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک یا کئی آدمیوں کو کوفہ بھیجا، قاصد نے ہر ہر مسجد میں جا کر ان کے متعلق پوچھا، سب نے آپ کی تعریف کی لیکن جب مسجد بنی عبس میں گئے، تو ایک شخص جس کا نام اسامہ بن قتادہ اور کنیت ابو سعدہ تھی کھڑا ہوا، اس نے کہا:

أَمَّا إِذْ نَشَدْتَنَا، فَإِنَّ سَعْدًا كَانَ لَا يَسِيرُ بِالسَّرِيَّةِ ، وَلَا يَقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ، وَلَا يَعْدِلُ فِي الْقَضِيَّةِ، قَالَ سَعْدٌ : أَمَا وَاللَّهِ لَأَدْعُوَنَّ بِثَلَاثٍ : اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ عَبْدُكَ هَذَا كَاذِبًا، قَامَ رِيَاءً وَسُمْعَةً، فَأَطِلْ عُمْرَهُ، وَأَطِلْ فَقْرَهُ، وَعَرِّضْهُ بِالْفِتَنِ، وَكَانَ بَعْدُ إِذَا سُئِلَ يَقُولُ : شَيْخٌ كَبِيرٌ مَفْتُونٌ أَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعْدٍ، قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ : فَأَنَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ قَدْ سَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلَى عَيْنَيْهِ مِنَ الْكِبَرِ، وَإِنَّهُ لَيَتَعَرَّضُ لِلْجَوَارِي فِي الطُّرُقِ يَغْمِزُهُنَّ.

جب آپ نے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھا ہے تو (سنیے) سعد نہ فوج کے ساتھ خود جہاد کرتے تھے، نہ مال غنیمت کی تقسیم صحیح کرتے تھے اور نہ ہی فیصلے میں عدل و انصاف کرتے تھے۔ (یہ سن کر) سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں (تمہاری اس بات پر) تین دعائیں کرتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے اور صرف ریا و نمود کے لیے کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر دراز کر اور اسے خوب محتاج بنا اور اسے فتنوں میں مبتلا کر، اس کے بعد (وہ شخص اس درجہ بدحال ہوا کہ) جب اس سے پوچھا جاتا تو کہتا: ایک بوڑھا اور پریشان حال ہوں مجھے سعد رضی اللہ عنہ کی بد دعا لگ گئی ہے، عبد الملک نے بیان کیا: میں نے اسے دیکھا اس کی بھویں بڑھاپے کی وجہ سے آنکھوں پر آگئی تھیں، لیکن اب بھی راستوں میں وہ لڑکیوں کو چھیڑتا۔ (صحیح بخاری: ۷۵۵)

سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی گستاخ عورت کا انجام

سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک خاتون) اروی بنت اویس نے سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے خلاف دعویٰ کیا کہ انہوں نے اس کی کچھ زمین پر قبضہ کر لیا ہے

اور مروان بن حکم کے پاس مقدمہ لے کر گئی تو سیدنا سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں اس بات کے بعد بھی اس کی زمین کے کسی حصے پر قبضہ کر سکتا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی؟ اس (مروان) نے کہا: آپ نے رسول اللہ ﷺ سے کیا سنا؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: جس نے کسی کی زمین ایک بالشت بھی ظلم سے حاصل کی اسے سات زمینوں تک کا طوق پہنایا جائے گا، تو مروان نے ان سے کہا: اس کے بعد میں آپ سے کسی شہادت کا مطالبہ نہیں کروں گا، اس کے بعد انہوں (سعید) نے کہا:

اللهُمَّ، إِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَعَمِّ بَصَرَهَا، وَاقْتُلْهَا فِي أَرْضِهَا، قَالَ: فَمَا مَاتَتْ حَتَّى ذَهَبَ بَصَرُهَا، ثُمَّ بَيْنَا هِيَ تَمْشِي فِي أَرْضِهَا، إِذْ وَقَعَتْ فِي حُفْرَةٍ فَمَاتَتْ .

اے اللہ! اگر یہ جھوٹی ہے تو اس کی آنکھوں کو اندھا کر دے اور اسے اس کی زمین ہی میں ہلاک کر دے، عروہ نے کہا: وہ (اس وقت تک) نہ مری یہاں تک کہ اس کی بینائی ختم ہو گئی، پھر ایک مرتبہ وہ اپنی زمین میں چل رہی تھی کہ ایک گڑھے میں جا گری اور مر گئی۔ (مسلم شریف)

محمد بن زید راوی کہتے ہیں: فَرَأَيْتُهَا عَمْيَاءَ تَلْتَمِسُ الْجُدُرَ تَقُولُ: أَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ، فَبَيْنَمَا هِيَ تَمْشِي فِي الدَّارِ مَرَّتْ عَلَى بِئْرٍ فِي الدَّارِ، فَوَقَعَتْ فِيهَا، فَكَانَتْ قَبْرَهَا «صحيح مسلم ١٦١٠»

میں نے اس عورت کو دیکھا وہ اندھی ہو گئی تھی، دیواریں ٹٹولتی پھرتی تھی اور کہتی تھی: مجھے سعید بن زید کی بد دعا لگ گئی ہے۔ ایک مرتبہ وہ گھر میں چل رہی تھی، گھر میں کنویں کے پاس سے گزری تو اس میں گر گئی اور وہی کنواں اس کی قبر بن گیا۔

☆☆

صحابہ کرام اور علمائے دیوبند کا مؤقف

حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد روئے زمین کی سب سے برگزیدہ جماعت ہیں، قرآن کریم میں ان کی ایمانی صداقت، ان کے فضائل وکمالات وضاحت کے ساتھ موجود ہیں، ان سے رضائے الٰہی کی شہادت کی بھی بار بار صراحت ہے، ان سب کے باوجود صحابہ کرام انبیائے کرام علیہم السلام کی طرح معصوم نہیں، ہاں محفوظ ضرور ہیں، ان کی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے کسی غلطی پر اصرار نہیں کیا، غلطی ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معافی مانگ لی، توبہ واستغفار کر لیے، اس لیے پوری امت کا عقیدہ ہے کہ گناہ کے صادر ہونے کی وجہ سے ان کے ایمان میں کوئی فرق نہیں آیا، رضائے الٰہی اور رحمتِ خداوندی کے مینارہ نور پر وہ بہ دستور فائز ہیں، ان سے ان کی عدالت ہرگز مجروح نہیں ہوئی، پوری اُمت نے بڑے ہی احترام کے ساتھ ان کو الصحابةُ كلُّهم عَدُولٌ کا سہرا پہنایا ہے۔

قیامت تک وہی فرقہ اہلِ حق کہلائے گا جو صحابہ کرام کے مطابق دین کی تشریح کرے گا، جو فرقہ صحابہ کرام کی روِش سے جتنا دور ہوگا، وہ حق سے اتنا ہی دور ہوگا اور جو جتنا قریب ہوگا وہ حق سے اتنا ہی قریب ہوگا، اہل سنت والجماعت کا کوئی فرد ایسا نہیں جو صحابہ کرام پر لعن طعن کو جائز سمجھتا ہو، صحابہ کرام کی عدالت پر امتِ مسلمہ میں سلف وخلف کا اجماع ہے، محدثین نے روایتِ حدیث کی تحقیق میں جرح وتعدیل کے اصول مرتب کیے، مگر صحابہ کرام کی چوکھٹ پر آکر سب کے سب رُک گئے، کسی نے ایک قدم آگے نہیں بڑھایا۔ ہر ایک نے سارے صحابہ کرام کو عادل وصادق قرار دیا، کسی کو نقد وجرح کا نشانہ نہیں بنایا۔

اہل سنت والجماعت کے علاوہ فرقوں نے صحابہ کرام کو نشانہ بنایا، مثلاً ماضی بعید میں معتزلہ اور خوارج نے صحابہ کرام کو تنقید کا نشانہ بنایا، شیعوں نے مخالفت میں نہایت مکروہ روش اختیار کی، یہ صحابہ کرام کو کافر و مرتد کہتے ہوئے بھی نہیں چوکتے، عصر حاضر کے بعض فرقے صحابہ کرام کے سلسلے میں انہیں باطل فرقوں کی روش پر ہیں۔ (دارالعلوم دیوبند، مولانا اشتیاق قاسمی)

مولانا اشتیاق لکھتے ہیں کہ علمائے دیوبند نے سلفِ صالحین کی طرح بلا استثناء سارے صحابہ کرام کو عادل و معتبر سمجھا ہے، ان کے نزدیک احکامِ شرعیہ کے لیے ایک طرف آیات واحادیث مآخذ ہیں، دوسری طرف آثارِ صحابہ بھی مآخذ شریعت ہیں، ان سے بھی شرعی احکام ثابت ہوتے ہیں، اس لیے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو براہِ راست دیکھا، اسلام کا کون سا حکم ناسخ اور کون سا حکم منسوخ ہے؟ یہ وہی بتا سکتے ہیں، کون سا عمل آپ ﷺ کے لیے خاص تھا اور کون سا امت کے لیے تھا؟ سب کو اچھی طرح جانتے تھے۔

قرآن وحدیث کی تشریحات کے ناقابلِ اعتماد ہونے کے لیے بس اتنا کافی ہے کہ صحابہ کرام کو درمیان سے نکال دیا جائے، مسلمانوں کے جس فرقے نے آثارِ صحابہ کو درمیان سے نکال دیا، ان کی تحریروں کو دیکھا جائے تو اندازہ ہوگا کہ انہوں نے دین میں اپنی طرف سے بہت سی باتیں بڑھادی ہیں۔

مولانا فرماتے ہیں علمائے دیوبند نے اپنی تحریروں اور تقریروں میں بار بار درج ذیل موقف کی صراحت کی ہے کہ:

① حضراتِ صحابہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور منتخب بندے ہیں، انبیائے کرام کے علاوہ جن واِنس کا کوئی بھی فرد ان کے مقام و مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

② عہدِ نبوی کے بعد صحابہ کرام کا دور سب سے بہتر ہے۔

③ صحابہ کرام کی محبت رسول اللہ ﷺ سے محبت کی علامت ہے اور اُن سے بغض وعناد رسول اللہ ﷺ سے بغض وعناد کی نشانی ہے، صحابہ کرام کو اذیت دینا خود رسول اللہ ﷺ کو اذیت دینے کے مرادِف ہے۔

④ صحابہ کرام کی عیب جوئی کرنا اور ان کو تنقید و تنقیص کا نشانہ بنانا حرام، ناجائز اور اکبرُ الکبائر گناہ ہے۔

⑤ امت کا سارا مجد و شرف، بزرگی اور وقار صحابہ کرام کے ساتھ وابستگی پر موقوف ہے، اور ان کا قول و عمل امت کے لیے حجت ہے۔

جو لوگ رطب ویابس تاریخی روایات پر اعتماد کر لیتے ہیں، اور محض ان بے سروپا روایات کی وجہ سے بعض صحابہ کرام پر سخت وسست تنقید کرنے لگتے ہیں، ان کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ فقہائے امت نے اس کی تاکید فرمائی ہے کہ عقائد واحکام اور حلال وحرام کے باب میں ان روایات کی ہرگز کوئی اہمیت نہیں وہ ناقابلِ اعتبار ہیں، صحابہ سے عقیدت واحترام کا راست تعلق عقائد سے ہے، عقیدے کے بغیر دین وایمان سلامت نہیں رہ سکتا۔ (مقامِ صحابہ، ص: ۲۳)

اخیر میں شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی نَوَّرَ اللہُ مَرْقَدَہ کا ایک مکتوب نقل کرنا مناسب ہے، فرماتے ہیں، ''صحابہ کرام کی شان میں جو آیات وارد ہیں وہ قطعی ہیں، جو احادیثِ صحیحہ ان کے متعلق وارد ہیں وہ اگرچہ ظنی ہیں، مگر ان کی اسانید اس قدر قوی ہیں کہ تواریخ کی روایات ان کے سامنے ہیچ ہیں، اس لیے اگر کسی تاریخی روایت میں اور آیات واحادیثِ صحیحہ میں تعارض واقع ہوگا تو تواریخ کو غلط کہنا ضروری ہوگا''۔ (مکتوباتِ شیخ الاسلام: ۱/۲۴۲، مکتوب نمبر: ۸۸) بشکریہ دارالعلوم فروری ۲۰۱۳، یہ مضمون معمولی ترمیم کے ساتھ اسی رسالہ سے لیا گیا ہے، حدوٹی)

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی اور گستاخان صحابہؓ

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلویؒ نے گستاخانِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں اپنی تحریروں میں جابجا اپنے افکار و خیالات کا اظہار فرمایا ہے، دشمنانِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلاف معرکۃ الآرا کتاب رد الرفضہ لکھی، جس میں انہوں نے روافض، دشمنان صحابہؓ اور گستاخان صحابہ کرامؓ کے خلاف کھل کر اہل سنت والجماعت کا مؤقف بیان کیا ہے،اس کے علاوہ ان کے فتاویٰ جات موسومہ فتاویٰ رضویہ میں بھی ان کے افکار دربارہ روافض و گستاخان صحابہ موجود ہیں۔

اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلویؒ نے اپنے فتاویٰ میں ایک مقام پر روافض کے بارے میں فرمایا کہ

روافض زمانہ علی العموم کفار مرتدین ہیں کما حققناہ فی رد الرفضۃ بما لا مزید علیہ (جیسا کہ ہم اس کی تحقیق اپنے رسالہ "رد الرفضہ" میں اس انداز سے کر چکے ہیں جس پر کسی اضافہ کی ضرورت نہیں) فتاوٰی خلاصہ و فتاوٰی عالمگیریہ میں ہے: اَلرَّافضی اِذَا کَانَ یَسُبُّ الشَّیخَین اَویَلعَنُھمَا وَالعِیَاذُ باللّٰہِ فَھوَ کَافِرٌ رافضی جب شیخین کریمین (صدیق و عمر) رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالیاں بکے یا ان پر لعنت بھیجے تو وہ کافر ہے۔(فتاویٰ رضویہ ج۱۶ ص۵۲۹،۵۲۱)

اعلیٰ حضرت اپنے فتاویٰ میں دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں

اور روافضِ زمانہ تو ہر گز صرف تبرائی نہیں بلکہ یہ تبرائی علی العموم منکران ضروریات دین اور باجماع مسلمین یقیناً قطعاً کفار مرتدین ہیں۔